بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مطالعۂ پاکستان

برائے جماعت

دہم

PECTAA

Transformation, Innovation and Excellence

پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی

جملہ حقوق بحق پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپر، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	پاکستان کی نظریاتی اساس	1
2	تحریکِ پاکستان	12
3	پاکستان کی تاریخ (1947ء تا حال) اور پاکستان میں آئینی ترقی	26
4	پاکستان کا جغرافیہ	62
5	پاکستان اور بین الاقوامی امور	84
6	پاکستان کے وسائل اور معاشی ترقی	98
7	آبادی، معاشرہ اور پاکستان میں ثقافتی تنوع	108
8	پاکستان میں خواتین کو با اختیار بنانا	134
	پیئرنگ سکیم اور ماڈل پیپر	143

مصنفین

- ڈاکٹر راشد حمید، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد
- پروفیسر ذوالفقار علی، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- پروفیسر قمر عباس، گورنمنٹ گریجویٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور

ایڈیٹر

- محمد رمضان خان
پرنسپل، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول
روڈو سلطان، تحصیل 18 ہزاری، جھنگ

صوبائی ریویو کمیٹی

- ڈاکٹر نصر من اللہ، شعبہ جغرافیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر، گورنمنٹ ایس ای کالج، بہاولپور
- پروفیسر فائزہ ریاض، گورنمنٹ گریجویٹ اپوا کالج، لاہور
- ڈاکٹر سلمان منیر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور
- عطاالرحمان عباسی، سینئر ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، مری
- ڈاکٹر احتشام جان، ڈائریکٹر ڈی پی آئی کالجز، پنجاب، لاہور
- زبیر احمد، گورنمنٹ این ڈی اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ، لاہور
- اُلفت حسین کھرل، ایجوکیشن آفیسر، فیلڈ آفس پیکٹا، اسلام آباد
- ڈاکٹر محمد اعجاز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج گلبرگ، لاہور
- عبدالرحمان (ایس ایس ٹی SED)
- غلام مصطفیٰ (ایس ایس ٹی SED)

نگران

- مہر صفدر ولید، ڈپٹی ڈائریکٹر (C-H)، پیکٹا، لاہور
- شمس الرحمان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، C&C یونٹ، پیکٹا، لاہور

ڈائریکٹر (C&C): عامر ریاض
ڈپٹی ڈائریکٹر (C-H): مہر صفدر ولید
انچارج آرٹ سیل: عائشہ صادق
ڈیزائننگ: کامران افضال بٹ
کمپوزنگ: عرفان شاہد

تجرباتی ایڈیشن

باب **1**

پاکستان کی نظریاتی اساس
(Ideological Basis of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 نظریہ کی اصطلاح کی تعریف کر سکیں اور نظریۂ پاکستان کے بڑے ماخذ کی نشاندہی کر سکیں۔

-2 تاریخی شواہد اور علمی تجزیہ کے ذریعے سے نظریۂ پاکستان کی بنیاد کو اسلام کی بنیادی اقدار اور ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی محرومیوں سے جوڑ سکیں۔

-3 نظریۂ پاکستان کے بنیادی اجزا (اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، عدل و انصاف، جمہوریت اور اقلیتوں کے مساوی حقوق وغیرہ) کا تجزیہ کر سکیں۔

-4 قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے حوالے سے نظریۂ پاکستان کو بیان کر سکیں، جس میں ایک مسلم ریاست کے لیے ان کی بصیرت اور پاکستان کی شناخت اور حکمرانی میں اسلام کا کردار شامل ہے۔

-5 مسلم مصلحین اور مسلم ہندوستان کے سماجی ثقافتی پہلوؤں کی وضاحت کر سکیں۔

-6 دوقومی نظریہ کی ابتدا اور ارتقا کو سمجھ سکیں۔

نظریہ (Ideology)

برصغیر میں ''پاکستان'' کے نام سے ایک آزاد ریاست کا قیام بیسویں صدی کا اہم ترین واقعہ ہے جس کے پیچھے ایک مضبوط نظریہ کارفرما تھا۔ نظریہ لوگوں کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اقوام اسی وجہ سے زندہ نظر آتی ہیں۔ نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔ نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور مقصد کے حصول کو یقینی بناتا ہے۔ نظریہ انقلاب کو جنم دیتا ہے اور اس کی وجہ سے نئی راہیں نکلتی ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر نظریہ کے پس پردہ تاریخ، روایات، رسم و رواج، مزاج، نفسیات اور مذہب جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ یہی عناصر کسی بھی نظریے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

مختلف ادوار کے مکاتبِ فکر اور محققین نے اسے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ معنی کے لحاظ سے نظریہ سے مراد سوچ یا مقصد ہے جبکہ اصطلاحی معنوں میں نظریہ کی تعریف اس طرح بھی کی جاسکتی ہے:

☆ کسی شے کو وجود میں لانے کے لیے ذہن میں جو سوچ، فکر اور نقشہ ابھرتا اور قائم ہوتا ہے، نظریہ کہلاتا ہے۔

☆ کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے بنایا گیا فکری خاکہ نظریہ کہلاتا ہے۔

☆ کسی خاص مقصد کے لیے کسی قوم کی اجتماعی سوچ کا ایک بات پر متفق ہو جانا بھی نظریہ کہلاتا ہے۔

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہو اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل بنایا گیا ہو۔

نظریۂ پاکستان (Ideology of Pakistan)

پاکستان کا قیام ایک نظریے کے تحت عمل میں آیا جو نظریۂ پاکستان کہلاتا ہے۔ نظریۂ پاکستان کی حیثیت پاکستان کے وجود میں روح کی مانند ہے جس کے بغیر پاکستان کے قیام کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ ہند نے شعوری طور پر ایک نظریے کے تحت آزاد مسلمان مملکت کے قیام کی جدوجہد کی۔

ایک موقع پر قائداعظم محمد علی جناح رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے فرمایا تھا کہ پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب برصغیر کا پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ ''نظریہ'' کی تعریف کی روشنی میں ''نظریۂ پاکستان'' وہ لائحہ عمل تھا جس کی بنیاد ایک خاص نظریہ یعنی ''اسلام'' پر رکھی گئی تھی۔

ذیل میں نظریۂ پاکستان کی تعریفیں پیش کی گئی ہیں:

- ☆ نظریۂ پاکستان سے مراد ایک الگ خطۂ زمین کا حصول ہے جس میں مسلمانانِ برصغیر قرآن و سنّت کی روشنی میں اسلامی قدروں اور نظریات کو محفوظ کر سکیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے روشن اصولوں کے تحت گزار سکیں۔
- ☆ تحریکِ پاکستان اور تعمیرِ پاکستان کے مجموعی تصوّر کو نظریۂ پاکستان کہتے ہیں۔
- ☆ نظریۂ پاکستان وہ نظریاتی بنیاد ہے جس کے تحت برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی شناخت، حقوق، علیحدہ وطن اور قومی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کی۔

نظریۂ پاکستان کے اہم ماخذ (Important Sources of Ideology of Pakistan)

نظریۂ پاکستان کے ماخذ درج ذیل ہیں:

1- مشترکہ مذہب (Common Religion)

مذہب محض عبادات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی قوم کی پوری معاشرتی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔ انیسویں صدی میں برصغیر پاک و ہند میں کئی ہندو تحریکوں نے جنم لیا جن کا مقصد ہندوازم کی اشاعت، مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور نیچا دکھانا تھا۔ ان تحریکوں میں ایک تحریک آریا سماج تھی جس کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی (Pandit Dayanand Saraswati) تھے۔ اس نے شدھی (Shuddhi) (ہندو اِزم کے مطابق پاک صاف کرنا) کے نام سے بھی ایک تحریک / پروگرام کا آغاز کیا جس کا مقصد غیر ہندوؤں کو زبردستی ہندو بنانا تھا۔ اس طرح کانگریسی وزارتوں (1937-39ء) کے دور نے اس خیال کو مزید پختہ کر دیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے اپنی مذہبی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

2- مشترکہ سیاسی مقاصد (Common Political Objectives)

مشترکہ سیاسی مقاصد کی بدولت دنیا کی کئی اقوام نے اپنی آزادی کی جدوجہد کی۔ انگریزوں کی آمد سے برصغیر پاک و ہند میں جمہوریت کا تصوّر اُبھرا جس میں حکومتی نمائندوں کا انتخاب ووٹ کے ذریعے عمل میں آتا تھا۔ آبادی کے لحاظ سے مسلمان برصغیر پاک و ہند

میں قریباً ایک چوتھائی (25 فیصد) تھے، لہٰذا حکومت میں مسلمانوں کا حصہ بھی کم تھا۔ اس طرح مشترکہ سیاسی مقاصد کی وجہ سے مسلمانوں نے ایک قوم کی حیثیت سے اپنی پہچان برقرار رکھی۔

3- مشترکہ تعلیمی مقاصد (Common Educational Objectives)

مشترکہ تعلیمی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔ انگریزوں نے برصغیر پر قبضے کے بعد ایسا نظامِ تعلیم متعارف کرایا جس میں انگریزی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس پر بیشتر علما کو تحفظات تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اس سے مسلم تشخص خطرے میں پڑ جائے گا۔ اس لیے مسلمانانِ ہند نے اپنا علیحدہ تعلیمی نظام رائج کرنے کی کوششیں کیں۔

4- مشترکہ معاشی مقاصد (Common Economic Objectives)

مشترکہ معاشی مقاصد بھی کسی قوم کے نظریہ کے ماخذ ہوتے ہیں۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ہندو انگریزوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہو گئے کہ جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار زیادہ تھا اور مستقبل میں بھی مسلمان دوبارہ اس قسم کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ سخت ہوتا چلا گیا اور معاشی طور پر مسلمانوں پر ظلم و ستم جاری رہا اور انھیں ہر شعبۂ زندگی میں سرکاری سطح پر نظر انداز کیا گیا۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے لیے کاروبار اور تجارت کے مواقع قریباً ختم ہو گئے لیکن انھوں نے اپنے نظریے کو نہ چھوڑا۔

5- مشترکہ ثقافتی مقاصد (Common Cultural Objectives)

مشترکہ ثقافتی مقاصد کی بنیاد پر بھی کسی قوم کا نظریہ جنم لیتا ہے۔ انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے وقت اُردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ برطانوی حکومت میں جب ہندوؤں کا حکومتی سطح پر عمل دخل بڑھا تو انھوں نے اُردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کی کوشش کی۔ اُردو چونکہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا اسے اسلام اور مسلمانوں کے قریب تصوّر کیا جاتا تھا جبکہ ہندی دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لہٰذا ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کر دیا۔ مسلمانوں کو ہندی پڑھنے لکھنے پر عبور حاصل نہیں تھا۔ ہندوؤں کے اس عمل سے مسلمانوں میں متحدہ ہندوستان میں اپنا الگ تشخص برقرار رکھنے کی سوچ پیدا ہوئی۔

نظریۂ پاکستان اور اسلام کی بنیادی اقدار

(Ideology of Pakistan and Basic Values of Islam)

نظریۂ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان کی روح ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کے مطالبے کے وقت یہ طے کیا تھا کہ اسلام کے سنہرے اصولوں پر مبنی معاشرہ بنایا جائے گا جہاں اسلامی اقدار مثلاً انصاف، مساوات، آزادی اور رواداری کو فروغ دیا جائے گا۔ قیامِ پاکستان کے بعد قائدِاعظم رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ سے سوال کیا گیا کہ تقسیم کیے بغیر برصغیر میں مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی ہے تو پھر پاکستان کا مطالبہ کیوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

> ”بھائی چارہ، مساوات اور انسان دوستی ہمارے مذہب، ثقافت اور تہذیب کی بنیادی باتیں ہیں۔ چونکہ ہمیں ان بنیادی انسانی حقوق کے ختم ہونے کا خدشہ تھا اس لیے ہم نے پاکستان کی تخلیق کے لیے جدوجہد کی۔“

ہندوستان میں مسلمانوں کی سماجی اور معاشی محرومی
(Social and Economic Deprivation of Muslims in India)

☆ ایسٹ انڈیا کمپنی 1600ء میں قائم کی گئی۔ کمپنی ہندوستان میں ایسی پالیسیاں بناتی تھی جس کا زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ خود انگریزوں کو ہوتا تھا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کو برطانوی پالیسیوں کی وجہ سے اہم سماجی اور معاشی محرمیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو اس جنگ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں احساس محرومی پیدا ہوا۔

☆ انگریزوں نے مسلمانوں کی تعلیم، ملازمت اور مذہبی رسومات پر پابندیاں لگا دیں، جس سے وہ پسماندہ ہوتے چلے گئے۔ فارسی زبان کو ختم کر کے انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان کے طور پر فروغ دیا گیا تھا۔

☆ مسلمانوں کے مذہبی اداروں کو بھی نشانہ بنایا گیا، جس سے ان میں ثقافتی اور مذہبی پسماندگی کا احساس پیدا ہوا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو ان تمام عہدوں سے ہٹا دیا جو اِن کے آباؤ اجداد کے دور سے ان کے پاس چلے آرہے تھے۔ مسلمانوں کو نئے عہدوں سے بھی محروم رکھا گیا۔ برطانوی پالیسیوں کی وجہ سے مسلمانوں میں غربت اور بدحالی نے جنم دیا۔

☆ انگریزوں نے اپنی صنعت و تجارت کے تحفظ کے لیے ہندوستان کے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے، جس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے۔

☆ مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے نکال دیا گیا اور ان پر آئندہ کے لیے سرکاری ملازمت کا حصول مشکل بنا دیا گیا۔ انگریزوں کی طرف سے زراعت پر نئے ٹیکس لگنے کی وجہ سے مقامی زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی زمینیں چھین کر دوسری اقوام کو دے دیں اس طرح مسلمان کاشت کاری سے محروم ہو گئے۔

☆ انگریزوں نے تجارتی مال کی نقل و حمل پر جگہ جگہ محصول (ٹیکس) لگا دیے، جس سے دوسری اقوام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی بہت نقصان اٹھانا پڑا۔

تنقیدی سوچ کا سوال Critical Thinking Question

ہندوستان میں برطانوی نوآبادیاتی پالیسیاں (مثال کے طور پر تقسیم کرو اور حکومت کرو) دو قومی نظریہ کی ترقی میں کس طرح معاون ثابت ہوئیں؟

نظریۂ پاکستان کے بنیادی عناصر/اجزا (Basic Components of the Ideology of Pakistan)

نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر رکھی گئی ہے جس کے بنیادی اجزا کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- عقائد (Beliefs)

☆ عقائد میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔ عقائد کے مجموعے کو ایمان کہتے ہیں۔

☆ عقیدۂ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہ واحد اور یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت:20)

انسان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نائب کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:30)

لٰہٰذا اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے اور انسان کے نائب ہونے کے عقیدے سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی طاقت کی حد تک عمل پر قادر ہے لیکن اصل قدرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

☆ عقیدۂ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے، دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کو سرچشمۂ ہدایت ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

2- عبادات (ارکانِ اسلام) (Pillars of Islam)

توحید و رسالت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ دوسرا رکن نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر نماز کو مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 103)

دراصل نماز قائم کرنا، دین اسلام کو قائم کرنے کا وہ نمونہ ہے جس کا مظاہرہ ہر روز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور اسلام کے معاشی نظام کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کے بجائے گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے غریب طبقے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ چوتھا رکن روزہ ہے۔ تمام عبادات کی طرح روزہ بھی فرض کا بہترین اظہار ہے اور بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قربت کا ذریعہ ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ حج کے موقع پر اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کی پکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔

3- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت (Sovereignty of Allah)

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکمِ وقت اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار نبھاتا ہے۔ اس کائنات میں حاکمیت ایک اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کی ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاکمیت کا دعویدار بنے۔ حکومت الٰہیہ میں اللہ کی حاکمیت اور اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کی فوقیت کو من و عن تسلیم کیا جاتا ہے اور انھی احکامات کے مطابق اسلامی قوانین وضع کیے جاتے ہیں۔

4- قانون کی حکمرانی (Rule of Law)

قانون کی حکمرانی اسلام کے نظام کی اہم خوبی ہے۔ اس کی بنیاد اس تصوّر پر ہے کہ قانون کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم قانون کی بنیاد ہیں۔ قانون کے سامنے سب برابر ہیں یعنی اسلام کے نظام میں جمہوریت کی روح موجود ہے۔ حکمرانوں کو باہمی مشورے کے ذریعے فیصلوں کا پابند کر دیا گیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ تمام فیصلے قرآن و سنّت کی روشنی میں ہوں۔

5- اخوّت و مساوات (Equality and Brotherhood)

اسلامی معاشرہ میں اخوت و مساوات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ میں جب دنیا کی پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی تو اس میں اخوت اور مساوات مثالی تھی۔ آج بھی اسلامی معاشرہ اسی اخوت و بھائی چارے اور مساوات کا تقاضا کرتا ہے جو ''مواخاتِ مدینہ'' میں

نظر آئی تھی۔ اسلام سے پہلے اس اصول کی شدید کمی تھی اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے لیکن مدینہ کی ریاست کے وجود سے حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے حقوق العباد پر عمل کرتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں پر شفقت کرنے کی تلقین کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا ضابطہ دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے زکوٰۃ اور خیرات کے نظام کو وضع کیا اور سود کو حرام قرار دیا کیونکہ اسلام میں دوسروں کے استحصال (لُوٹ کھسوٹ) کی کوئی گنجائش نہیں۔

اخوّت اس بات کا درس دیتی ہے کہ آپس میں برادرانہ تعلقات قائم ہونے چاہییں تاکہ کسی کے حقوق چھینے نہ جاسکیں اور نہ ہی کوئی کمزور پر ظلم کرے۔ حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے اور نہ اس سے جھوٹ بولے (سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1927)۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔

اسلام نے ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی ہے جس میں کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے اس حقیقت کو اپنے آخری خطبہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

''اے لوگو! بے شک تمھارا رب بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔''
(مسند احمد، حدیث نمبر: 4568)

اللہ تعالیٰ نے مساواتِ نسلِ انسانی کا درس دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ

ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔ (سورۃ الحجرات، آیت: 13)

6- عدل وانصاف (Justice and Equity)

عدل وانصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا لہٰذا عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں ہر کسی کو اس کا حق ملے۔ جہاں انصاف پر مبنی معاشرہ ہوگا وہاں معاشرے کی دوسری خرابیاں خود بخود ٹھیک ہوجائیں گی کیونکہ اس طرح کوئی کسی کا حق غصب نہیں کرسکے گا۔ سزا کے خوف سے کوئی بے ایمانی یا ناانصافی کا مرتکب نہ ہوگا۔ طلوعِ اسلام سے پہلے اس قسم کی بے ایمانی کہ طاقتور کو سزا نہ دینا جب کہ کمزور کو سزا دینا عام تھا لیکن اسلام کے بعد عدل وانصاف کا بول بالا ہوا۔ اسلامی معاشرے میں عدل وانصاف کی فضا قائم ہوئی اور مسلم معاشرے میں انصاف ایک اہم ضرورت بن گیا۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ جو قوم عدل وانصاف کو ترک کردیتی ہے تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے عدل وانصاف کی بہت سی مثالیں چھوڑی ہیں جو دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ ایک دفعہ قبیلہ بنومخزوم کی عورت نے چوری کی اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم سے سفارش کی گئی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہوگئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی اور اگر کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد لاگو کردی جاتی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (صحیح بخاری، کتاب، حد اور سزاؤں کے بیان میں، حدیث: 6787)

7- جمہوریت (Democracy)

جمہوریت بھی نظریۂ پاکستان کا ایک اہم عنصر ہے۔ اسلامی ریاست میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جمہوریت کا مطلب ہے عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد مشاورت ہے۔ حکومتی نظام سب لوگوں کی بھلائی کو پیشِ نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ افراد میں رنگ، نسل، ذات پات یا زبان کی بنیاد پر کوئی تمیز روا نہیں رکھی جاتی۔

8- اقلیتوں کے مساوی حقوق (Equal Rights of Minorities)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی نہیں بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہوگی۔ یہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر درجہ ملے گا۔ وہ آزاد اور خوشگوار فضا میں سانس لے سکیں گے اور انھیں برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپ نے اسلامی ریاست کے تصوّر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انھیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔“

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ اور قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت

(Explanation of the Ideology of Pakistan in the light of the Sayings of Allama Muhammad Iqbal and Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah)

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ اور قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے:

نظریۂ پاکستان اور علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ (Allama Muhammad Iqbal and Ideology of Pakistan)

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ برصغیر کے ان مسلم راہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصوّر دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے ان کو بیدار کیا۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں میں سے تھے لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری نے جلد ہی علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ الگ ملک کا مطالبہ کریں۔ آپ نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء کے ذریعے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کیا تاکہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ نے فرمایا:

”مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدّنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کریں۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظّم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔“

برصغیر میں چونکہ دو الگ الگ قومیں آباد تھیں اس لیے علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ سمجھتے تھے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لیے الگ ریاست ہو۔

نظریہ پاکستان اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ (Quaid-e-Azam and Ideology of Pakistan)

☆ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ دوقومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا: ''قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔''

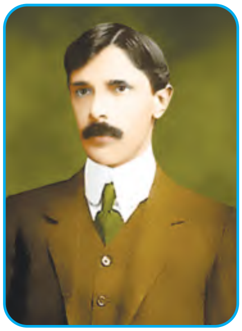

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

☆ قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی جس میں آپ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:
''ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدِنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا۔''

☆ 29 دسمبر 1940ء کو احمد آباد میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
''پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے، شمال مغربی مسلمانوں کا وطن رہا ہے، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم ہونی چاہییں تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔''

☆ یکم اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
''ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف اور اسلامی تصوّر کو ابھارنے کا موقع ملے۔''

☆ پاکستان بننے کے بعد 1948ء میں ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:
''ہمیں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں۔ اس کے علاوہ آپ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔''

☆ یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:
''مغرب کا معاشی نظام انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصوّرِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔''

مسلم مصلحین اور مسلم ہندوستان کے سماجی ثقافتی پہلو
(Muslim Reformers and the Socio-Cultural Aspects of Muslim India)

مسلمان مصلحین (Muslim Reformers)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا تو مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہوگئی تھی، پھر مختلف موقعوں پر اس نظریے کی وضاحت کی صورتیں پیدا

ہوتی گئیں۔ 1867ء میں سرسید احمد خاں نے صاف طور پر کہ دیا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک دوسرے میں جذب نہیں ہوسکتیں۔ 1879ء میں مولانا جمال الدین افغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ، 1890ء میں مولانا عبدالحلیم شرر اور 1928ء میں مولانا مرتضٰی احمد میکش نے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کے قیام کی بات کی۔ علامہ محمد اقبال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کی الگ ریاست کا تصوّر پیش کیا۔

برصغیر کے مسلمانوں کے معاشرتی اور ثقافتی پہلو (Socio-Cultural Aspects of Muslim India)

نظریۂ پاکستان ایک مخصوص طرزِ زندگی اور تہذیب وثقافت کی دعوت دیتا ہے۔ بلاشبہ برصغیر کی مسلم تہذیب وثقافت پر اسلام نے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کے منفرد نسلی وتمدنی، تاریخی ورثہ اور جغرافیائی ماحول کی وجہ سے بھی روایات نے نشوونما پائی۔ ایسے تمام طریقے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں تھے وہ یہاں کے مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ تھا اور آج بھی ہے۔ برصغیر میں دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر بھی مسلمانوں نے اسلام کی ثقافتی اقدار کا ہمیشہ تحفّظ کیا۔

نظریۂ پاکستان سے آگاہی (Awareness About Ideology of Pakistan)

آج کی نوجوان نسل کو نظریۂ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ انھیں اُس عظیم تحریک سے آگاہ کیا جائے جو پاکستان کی تخلیق کے لیے برصغیر میں چلائی گئی۔ پاکستان کے عوام کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں نظریۂ پاکستان کی اہمیت اور تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں کی قربانیوں کا پوری طرح علم ہو۔

تنقیدی سوچ کا سوال Ctitical Thinking Question

اگر انگریز ہندوستان کو تقسیم نہ کرتے تو کیا مسلمان اور دوسری اقلیتوں کو متحدہ ہندوستان میں مساوی حقوق حاصل ہو سکتے تھے؟

دوقومی نظریہ: ابتدا اور ارتقا (Two-Nation Theory: Origin and Evolution)

دوقومی نظریہ سے مُراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ یہ دونوں قومیں صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود آپس میں گھل مل نہ سکیں۔ دوقومی نظریہ کی بنیاد مسلمانوں کا علیحدہ تشخّص ہے۔ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ دوقومی نظریہ کا نصب العین یہ تھا کہ اسلام کے دوقومی تصوّر کی بنیاد پر ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

-1 برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا (Beginning of the Two Nation Theory in the Subcontinent)

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا 712ء میں مسلمانوں کی آمد اور محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوئی جب انھوں نے سندھ کے راجا داہر کو شکست دی۔ محمد بن قاسم کے ساتھ کچھ عرب مبلغ، اسلام کی تبلیغ کے لیے بھی آئے اور وہ مستقل طور پر سندھ اور ملتان میں آباد ہو گئے۔ محمد بن قاسم کے حسنِ سلوک، رواداری اور عدل وانصاف نے مقامی لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ اُسے اپنا نجات دہندہ اور دیوتا سمجھنے لگے۔ عرب فاتحین اور مبلغین نے اپنے عمل اور تبلیغ سے اِن لوگوں کو اسلام کی سیدھی اور سچی راہ دکھائی اور یہ لوگ بخوشی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ غزنوی اور غوری ادوار کے بعد 1206ء میں قطب الدین ایبک نے سلطنتِ دہلی کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ہندوستان میں مختلف مسلم حکمرانوں نے 1857ء تک حکومت کی۔ مسلمانوں نے ہندوستان پر تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی مگر ہندوؤں نے کبھی مسلمانوں کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس کا اظہار

بہت پہلے البیرونی نے اپنی کتاب ”کتاب الہند“ میں کر دیا تھا۔

2- سرسید احمد خاں اور دو قومی نظریہ (Sir Syed Ahmad Khan and Two Nation Theory)

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کے بعد جس شخصیّت نے سب سے پہلے مسلمانوں کو علیحدہ قوم قرار دیا، وہ سرسید احمد خاں تھے۔ آپ 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں سرسید احمد خاں متحدہ قومیت کے حامی تھے لیکن 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد سرسید کو یہ اِحساس ہوا کہ ہندو کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ 1867ء میں بنارس میں اردو۔ہندی تنازع کے موقع پر آپ نے واضح اعلان کیا کہ مسلمان اور ہندو الگ الگ قومیں ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی اور سیاسی میدان میں ترقی کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے میں ایم۔اے۔او ہائی سکول اور کالج کا قیام اہم اقدام تھے۔ انھوں نے 1898ء میں وفات پائی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بقول مولوی عبدالحق: پاکستان کی بنیاد کی پہلی اینٹ سرسید احمد خاں نے رکھی۔

3- چودھری رحمت علی اور دو قومی نظریہ (Ch. Rehmat Ali and Two Nation Theory)

چودھری رحمت علی

چودھری رحمت علی اسلامیہ کالج، لاہور کے نامور طالب علم تھے۔ 1933ء میں آپ نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ 28 جنوری 1933ء کو انھوں نے ”اب یا پھر کبھی نہیں“ (Now OR Never) کے عنوان سے ایک مشہور کتابچہ جاری کیا جس میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے لیے لفظِ ”پاکستان“ تجویز کیا اور اس کا نقشہ بھی پیش کیا۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) کانگریسی وزارتوں کا دور رہا:

(الف) 1933-35ء (ب) 1937-39ء (ج) 1939-41ء (د) 1941-43ء

(ii) قرارداد لاہور 1940ء میں خطبہ صدارت دیا:

(الف) مولانا ظفر علی خاں نے (ب) قائداعظم رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِ نے (ج) لیاقت علی خاں نے (د) مولوی فضل الحق نے

(iii) ایم۔اے۔او سکول اور کالج قائم کیا:

(الف) سرسید احمد خاں نے (ب) چودھری رحمت علی نے (ج) مولانا عبدالحلیم شرر نے (د) مولوی فضل الحق نے

(iv) بنارس میں اردو۔ہندی تنازع پیدا ہوا:

(الف) 1863ء میں (ب) 1865ء میں (ج) 1867ء میں (د) 1869ء میں

(v) 1206ء میں سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی:

(الف) محمود غزنوی نے (ب) شہاب الدین غوری نے (ج) قطب الدین ایبک نے (د) ظہیر الدین بابر نے

(vi) 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصوّر دینے والی شخصیت ہے:

(الف) قائداعظم (ب) علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ (ج) سرسید احمد خاں (د) چودھری رحمت علی

(vii) ”قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے، مسلمان اس تعریف کی رُو سے الگ قوم ہیں۔“ یہ فرمان ہے:

(الف) سرسید احمد خاں کا (ب) چودھری رحمت علی کا (ج) علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا (د) قائداعظم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا

(viii) پاکستان کا نام تجویز کیا:

(الف) لیاقت علی خاں نے (ب) چودھری رحمت علی نے (ج) علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے (د) قائداعظم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(i) نظریہ کی تعریف کریں۔ (ii) نظریۂ پاکستان سے کیا مراد ہے؟ (iii) نظریہ پاکستان سے آگاہی کیوں ضروری ہے؟

(iv) برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا کب ہوئی؟ (v) نظریۂ پاکستان کے عناصر میں عقائد سے کیا مراد ہے؟

(vi) علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد 1930ء میں نظریۂ پاکستان کے حوالے سے کیا فرمایا؟

(vii) عقیدۂ رسالت کی تعریف کریں۔ (viii) قائداعظم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے اقلیتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

(ix) ”اب یا پھر کبھی نہیں“ (Now or Never) کے عنوان سے مشہور کتابچہ کب اور کس نے جاری کیا؟

(x) قائداعظم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

(xi) مساوات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان لکھیں۔ (xii) جمہوریت کی تعریف کریں۔ (xiii) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کیا مراد ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات دیں۔

(i) نظریۂ پاکستان کے ماخذ بیان کریں۔ (ii) دوقومی نظریہ کی وضاحت کریں۔

(iii) نظریۂ پاکستان کے بنیادی اجزا کا تجزیہ کریں۔

(iv) قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ اور علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کا احاطہ کریں۔

(v) ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی محرومیوں کا تجزیہ کریں۔

سرگرمیاں

- نظریۂ پاکستان کے حوالے سے ایک تقریری پروگرام کا اہتمام کریں۔
- برصغیر کے مسلمانوں کو درپیش مسائل پر گفتگو کریں۔
- دوقومی نظریہ پیش کرنے والے اہم راہنماؤں کے بارے میں مختصر اُخلاصہ پیش کریں۔
- طلبہ جواز پیش کریں کہ دوقومی نظریۂ پاکستان کی تخلیق کی بنیاد بنا۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کو نظریۂ پاکستان کے ماخذ، اسلام کی بنیادی اقدار اور ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی محرومی سے آگاہ کریں۔
- گروپس کی شکل میں طلبہ کو نظریۂ پاکستان یا دوقومی نظریہ پر کلاس میں پریزنٹیشن پیش کرنے کو کہیں۔ پریزنٹیشن سے پہلے طلبہ کے ساتھ ضروری ہدایات کا اشتراک کریں۔

باب 2

تحریکِ پاکستان
(Pakistan Movement)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر برطانوی استعمار اور اس کے اثرات بیان کر سکیں۔
-2 ایک مصلح کے طور پر سر سید احمد خاں کے نمایاں کردار کو تسلیم کر سکیں جن کی کوششوں، مغربی دنیا سے روابط اور علی گڑھ تحریک کے قیام نے تحریکِ پاکستان کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔
-3 1906ء سے 1920ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کا تجزیہ کر سکیں (شملہ وفد سے تحریکِ خلافت تک)۔
-4 1920ء سے 1939ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کا تجزیہ کر سکیں (تحریکِ خلافت سے یومِ نجات تک)۔
-5 1940ء سے 1947ء کے دوران ہونے والی سیاسی پیش رفت کا جائزہ لے سکیں۔
-6 پاکستان کی تشکیل میں خواتین اور اقلیتوں سمیت سیاسی راہنماؤں کے کردار پر تبادلہ خیال کر سکیں۔ (قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ، فاطمہ جناح اور ایس پی سنگھا)

تحریکِ پاکستان کا پس منظر (Background of Pakistan Movement)

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد 712ء میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوئی۔ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد مسلم حکومت میں زوال کے آثار نمودار ہوئے۔

سیاسی سطح پر انگریزوں نے تجارتی ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر اپنا اثر و رسوخ خوب بڑھایا۔ 1757ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ نے انگریزوں کا راستہ روکنا چاہا لیکن وہ اپنوں کی سازش کی وجہ سے جنگِ پلاسی میں شہید ہو گئے۔ 1799ء میں میسور کے حکمران ٹیپو سلطان کو بھی اپنوں کی غداری کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ علمی محاذ پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اور ان کی اولاد اور پھر ان کے پیروکار سرگرمِ عمل رہے۔

1831ء میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفیقِ خاص سید اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بالاکوٹ میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عسکری سطح پر احیائے اسلام کی آخری کوشش بھی ناکام ہو گئی۔ اس کے بعد بنگال میں فرائضی تحریک نمایاں ہوئی۔ فرائضی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو فرائض کی ادائیگی اور دعوت و تلقین تھا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی بھی مسلمانوں کے سیاسی احیا اور استقلال کی ایک کوشش تھی۔

برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر برطانوی نوآبادیاتی نظام اور اس کے اثرات
(British Colonialism and Its Impacts on Various Aspects of Life in the Indo-Pak Subcontinent)

انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے بعد ایک نظامِ حکومت قائم کیا تھا جو نوآبادیاتی نظام کہلاتا ہے۔

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد برطانوی حکومت نے برصغیر پر براہ راست حکومت کی جسے برطانوی راج کے نام سے جانا جاتا ہے۔ برطانوی راج کا برصغیر میں رہنے والے لوگوں پر خاصا اثر پڑا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

برطانوی پارلیمنٹ نے 1813ء کا چارٹرا یکٹ جاری کیا جس کے ذریعے ہندوستان میں مغربی علوم کے فروغ کے لیے رقم منظور کی گئی۔

برصغیر کے لوگوں کی زندگی پر مثبت اور منفی اثرات

(Positive and Negative Impacts on the lives of the People of the Subcontinent)

انگریزوں کے نوآبادیاتی نظام کے برصغیر کے لوگوں کی زندگی پر مثبت اثرات بھی مرتب ہوئے۔انگریزوں نے ستی اور ذات پات کے نظام جیسی سماجی برائیوں کا خاتمہ کیا۔ملازمت کے نئے مواقع پیدا ہوئے۔متوسط طبقے نے ترقی کی۔برطانوی حکام نے ہسپتال، سکول، ٹیلی گراف اور ریلوے کا نظام متعارف کرایا۔

نوآبادیاتی نظام کے نتیجے میں غربت، معاشی عدم مساوات پیدا ہوئی اور زبان و ثقافت کو نقصان پہنچا۔انگریزوں کی تجارتی پالیسی نے برصغیر پر منفی اثرات مرتب کیے۔انگریز برصغیر سے انتہائی سستے داموں خام مال خریدتے اور پھر اسے انگلستان کے کارخانوں میں مختلف مصنوعات تیار کر کے واپس ہندوستان میں لا کر مہنگے داموں فروخت کرتے اور اس سے وہ بے پناہ معاشی فوائد حاصل کرتے رہے۔

ایک مصلح کے طور پر سرسید احمد خاں کا نمایاں کردار

(Significant Role of Sir Syed Ahmed Khan as a Reformer)

☆ جنگِ آزادی میں ناکامی کے باعث برصغیر کے مسلمان بحیثیت قوم انگریزوں کی نفرت اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ان حالات میں سرسید احمد خاں نے ایک مصلح کی حیثیت سے قوم کی راہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لیے عملی کام کیا۔آپ نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

سرسید احمد خاں اور تحریکِ علی گڑھ (Sir Syed Ahmad Khan and Aligarh Movement)

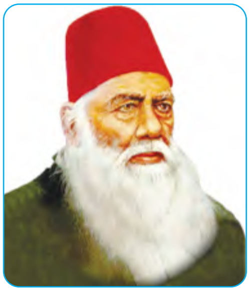
سرسید احمد خاں

برصغیر پاک و ہند میں 1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے جو کوششیں کی گئیں، وہ ''تحریکِ علی گڑھ'' کے نام سے مشہور ہوئیں۔سرسید احمد خاں نے اس تحریک کا آغاز کیا۔

تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد

تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد درج ذیل تھے:

1- حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔

2- مسلمانانِ برصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔

3- مسلمانانِ برصغیر کو سیاست سے باز رکھنا۔

تحریکِ علی گڑھ کے اقدامات

☆ 1859ء میں سرسید احمد خاں نے مراد آباد میں ایک سکول قائم کیا۔1863ء میں آپ نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔آپ نے 1875ء میں علی گڑھ میں جو سکول قائم کیا، وہ 1877ء میں کالج اور 1920ء میں یونیورسٹی بن گئی۔بیسویں صدی کے

شروع میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی تعلیمی ادارے کا تعلیم یافتہ تھا۔

☆ سرسید احمد خاں سیاسی طور پر مسلمانوں کو کمزور سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے 1885ء میں قائم ہونے والی انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کو شامل ہونے سے روکا۔ انھوں نے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف توجہ دینے کے لیے کہا تاکہ مسلمان پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر سیاست میں حصہ لیں۔

☆ عام مسلمانوں میں تعلیم کی لگن پیدا کرنے کے لیے سرسید احمد خاں نے 1886ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اس کے سالانہ اجلاس مختلف شہروں میں ہوتے جہاں مسلمان راہنما مسلمانوں کی تعلیمی و دیگر ضروریات کے بارے میں تجاویز پر غور کرتے۔ اس کانفرنس نے مسلمانوں کو ایک لحاظ سے سیاسی پلیٹ فارم بھی مہیا کیا۔

☆ انگریز حکومت اور مسلمانوں کے درمیان سرسید احمد خاں کا مفاہمتی کردار قابل ستائش ہے۔ سرسید نے اپنے کتابچے ''لائل محمڈنز آف انڈیا'' میں انگریز حکومت کے لیے مسلمانوں کی خدمات گنوائیں اور حکومت کو اپنا رویہ بدلنے پر آمادہ کیا۔ مسلمانوں کے خلاف عیسائی مشنریوں نے محاذ کھول لیا۔ عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا بھی سرسیّد نے مقابلہ کیا۔ ولیم میور کی کتاب ''لائف آف محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ'' کے جواب میں آپ نے خطبات دیے جو بعد میں ''خطباتِ احمدیہ'' کے نام سے کتابی شکل میں چھاپے گئے۔ سرسید نے اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ کروایا۔

☆ سرسید نے اپنی کتاب ''تبیین الکلام'' میں قرآن پاک اور بائیبل کے مضامین کا موازنہ کرکے ثابت کیا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں اور ان میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔

☆ سرسید احمد خاں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت دور کرنے اور اچھے تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک رسالہ ''اسبابِ بغاوت ہند'' لکھا۔ اس میں انھوں نے بتایا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کی اصل وجہ انگریزوں کی عوام کے خیالات اور رسم و رواج سے ناواقفیت تھی۔

☆ سرسید احمد خاں کی وفات کے بعد بھی تحریکِ علی گڑھ نے کام جاری رکھا۔ اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کی تشکیل ہوئی۔

1906ء سے 1920ء کے درمیان ہونے والی اہم سیاسی پیش رفت
(Important Political Development Between 1906-1920)

1906ء سے 1920ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

تقسیمِ بنگال 1905ء (Partition of Bengal 1905)

برطانوی ہند میں بنگال کا صوبہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے دیگر تمام صوبوں سے بڑا تھا۔ 1905ء میں انتظامی سہولت کے پیشِ نظر بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں بنگال کے دو صوبے، مشرقی بنگال اور مغربی بنگال بن گئے۔ مسلمان اس تقسیم سے بڑے خوش تھے کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، جو ایک نیا صوبہ بن گیا لیکن ہندو اس تقسیم سے ناخوش تھے۔ وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ پورے بنگال پر ان کی اقتصادی، سیاسی اجارہ داری اور بالادستی ختم ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں نے تقسیمِ بنگال کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس تقسیم کی منسوخی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انھوں نے سودیشی تحریک شروع کر دی، انگریزی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، ٹیکسوں کی ادائیگیاں روک دی گئیں اور بالآخر تشدد پر اتر آئے۔ ان حالات میں آخرکار انگریز حکومت نے

گھٹنے ٹیک دیے اور 1911ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی گئی۔ اس منسوخی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

شملہ وفد 1906ء (Simla Deputation 1906)

سر آغا خاں

تقسیمِ بنگال پر ہندوؤں کے رویے کے پیش نظر مسلمانوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک نئے راستے کا انتخاب کیا۔ یکم اکتوبر 1906ء کو مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد سر آغا خاں کی قیادت میں اپنے مطالبات لے کر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے شدت سے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں قائم ہوئی۔

مسلم لیگ کا قیام 1906ء (Establishment of Muslim League 1906)

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے اہم محرکات یہ تھے:

(i) تقسیمِ بنگال 1905ء اور ہندوؤں کا ردِعمل
(ii) انگریزوں کا غیر منصفانہ رویہ
(iii) مسلمانوں کا احساسِ محرومی
(iv) مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کیا جانا

ان محرکات کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظّم کر لیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے چیدہ چیدہ مقاصد درج ذیل تھے:

1- مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کارروائیوں کے بارے میں ان کے شکوک وشبہات کو دور کرنا۔
2- مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا۔
3- برصغیر کی دوسری اقوام سے تعلقات استوار کرنا۔

منٹو مارلے اصلاحات 1909ء (Minto-Morley Reforms 1909)

1905ء میں تقسیم بنگال کی وجہ سے ملک میں سیاسی بے چینی بڑھ گئی تھی۔ چناں چہ وزیرِ ہند مسٹر مارلے اور گورنر جنرل لارڈ منٹو نے مل کر ہندوستان کے لیے کچھ اصلاحات مرتب کیں۔ برطانوی پارلیمنٹ نے ان اصلاحات کے بل کو انڈین کونسلز ایکٹ 1909ء کے نام سے پاس کیا۔ عام طور پر ان اصلاحات کو "منٹو مارلے اصلاحات" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان اصلاحات کے تحت مرکزی اور صوبائی قانون ساز کونسلوں میں توسیع کر دی گئی اور ان کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج کرنے کی منظوری بھی دے دی گئی۔ مسلم لیگ نے جداگانہ طریقہ انتخاب کے نفاذ کا خیر مقدم کیا۔ یہ مطالبہ شملہ وفد کے ممبران مسلمانوں نے تین سال قبل یعنی 1906ء میں لارڈ منٹو سے ملاقات کے دوران کیا تھا۔

میثاقِ لکھنؤ 1916ء (Lucknow Pact 1916)

1916ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے "میثاقِ لکھنؤ" کا نام دیا گیا۔ اس معاہدہ میں پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا گیا اور کانگریس نے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کر لیا۔ میثاقِ لکھنؤ کی بدولت قائداعظم رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کو "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" قرار دیا گیا۔

تحریکِ خلافت 1919ء (Khilafat Movement 1919)

1914ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ جنگ میں جرمنی اور اس کے حلیفوں کو شکست ہوئی۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر ترکیہ کو سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین اور اردن کے علاقوں سے محروم کر دیا جس سے ترکیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ اس طرح ترکیہ کی خلافت کو بچانے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جسے تحریکِ خلافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے مقاصد درج ذیل تھے:

-1 ترکیہ کی خلافت قائم رکھی جائے۔ -2 مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔
-3 ترکیہ کی حدود میں تبدیلی نہ کی جائے۔

تحریکِ عدم تعاون 1920ء (Non-Cooperation Movement 1920)

تحریکِ خلافت کو کامیاب بنانے اور برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے مہاتما گاندھی کے ایما پر تحریکِ عدم تعاون شروع کی گئی جس کے مقاصد درج ذیل تھے:

(i) حکومت کے ساتھ عدم تعاون (ii) سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا
(iii) انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا (iv) عدالتی بائیکاٹ کرنا (v) تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ

تحریکِ ہجرت 1920ء (Hijrat Movement 1920)

1920ء میں چند علماء کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ برصغیر ''دارالحرب'' ہے۔ مسلمانوں کا انگریزوں کی عملداری میں رہنا جائز نہیں۔ انھیں دارالسلام میں ہجرت کر جانی چاہیے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان خاندان اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے۔ افغانستان نے ان کو اپنے ملک میں داخلے کی اجازت نہ دی اور انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا ان کے لیے کچھ نہ تھا۔

ہندوستان میں تحریکِ خلافت اپنے عروج پر تھی کہ اسی دوران 1924ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک (جدید ترکیہ کے بانی) نے ترکیہ میں خلافت کا خاتمہ کر دیا اور یہ تحریک ختم ہو گئی۔

1920ء سے 1939ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت
(Important Political Developments Between 1920-1939)

تجاویزِ دہلی (Dehli Proposals)

تحریکِ خلافت کے بعد آئینی اصلاحات کے لیے جدوجہد تیز ہو گئی۔ مسلمان اپنے سیاسی تحفظات کے لیے جداگانہ انتخاب کو ضروری سمجھتے تھے۔ وہ آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی چاہتے تھے جبکہ کانگریس ان مطالبات کے خلاف تھی۔ قائداعظم رَحْمَةُاللهِ عَلَيْهِ چاہتے تھے کہ فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو جائیں تاکہ دونوں قومیں مل کر آزادی کے لیے جدوجہد کر سکیں۔ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ اگر مسلمان اپنے جداگانہ انتخابات کے حق سے دستبردار ہو جائیں تو ان کے دیگر مطالبات مانے جا سکتے ہیں۔ قائداعظم رَحْمَةُاللهِ عَلَيْهِ نے اس پر غور کرنے کے لیے 1927ء میں دہلی میں مسلمان قائدین کی کانفرنس بلائی جس میں درج ذیل تجاویز مرتب کی گئیں جنھیں ''تجاویزِ دہلی'' کا نام دیا گیا ہے۔

(i) سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے صوبہ بنایا جائے۔

(ii) شمال مغربی سرحدی صوبہ (موجودہ خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

(iii) صوبہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔

(iv) مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نشستیں دی جائیں۔

کانگریس کا ردِعمل: کانگریس نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا۔

سائمن کمیشن 1927ء (Simon Commission 1927)

حکومتِ برطانیہ کی طرف سے ہندوستان میں دستوری اصلاحات کی سفارشات مرتب کرنے کے لیے 1927ء میں سر جان سائمن کی سرکردگی میں ایک کمیشن برصغیر آیا جسے سائمن کمیشن کہتے ہیں۔ چونکہ اس کمیشن میں کوئی ہندوستانی رکن نہ تھا اس لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا۔ اس پر وزیر برائے امورِ ہند نے کہا کہ حکومت جو کچھ کر سکتی تھی اس نے کر دیا۔ اب ہندوستانی راہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ کوئی ایسا دستور یا لائحہ عمل پیش کریں جس پر تمام سیاسی جماعتیں متفق ہوں۔

نہرو رپورٹ 1928ء (Nehru Report 1928)

کانگریس نے وزیرِ ہند کا جواب دینے اور تمام ہندوستانی راہنماؤں کی طرف سے مشترکہ آئینی اصلاحات کی سفارشات مرتب کرنے کے لیے آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس بلایا جس میں کانگریسی لیڈر موتی لال نہرو نے مطالبات کی ایک دستاویز پیش کی جس میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کا اصول رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقا کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے دونوں قوموں کے مابین تعلقات خراب ہو گئے۔

قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے چودہ نکات 1929ء (Fourteen Points of Quaid-e-Azam 1929)

قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل درج ذیل راہنما اصول پیش کیے:

1- آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی جائے۔

2- تمام صوبوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔

3- صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

4- مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

5- جداگانہ انتخابات کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط طریقہ انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

6- صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔

7- تمام لوگوں کو یکساں مذہبی آزادی دی جائے۔

8- اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

9- سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

10- بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔

12- مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13- صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14- آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی ترجمانی کی بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچہ بھی مہیا کر دیا۔

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کا خطبہ الٰہ آباد 1930ء (Allama Iqbal's Allahabad Address 1930)

علامہ محمد اقبال رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ

مسلمانانِ برصغیر کی یہ خواہش تھی کہ ان کا الگ تشخص تسلیم کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانانِ برصغیر کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کے لیے علامہ محمد اقبال نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء میں الگ مملکت کا مطالبہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد (موجودہ صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنادی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔"

کیا آپ جانتے ہیں؟

پہلی گول میز کانفرنس 1930ء، دوسری 1931ء اور تیسری 1932ء میں لندن میں منعقد ہوئی۔

1935ء کا ایکٹ، صوبائی خودمختاری اور کانگریسی وزارتیں

(Act 1935, Provincial Autonomy and Congress Ministries)

1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک نیا آئین متعارف کرایا جس میں صوبائی خودمختاری کو اوّلیت دی گئی۔ اس آئین کے تحت 1937ء میں انتخابات کرائے گئے جس میں کانگریس نے واضح اکثریت حاصل کی۔ اکثریت حاصل کرنے کے بعد کانگریس نے مسلمانوں کی الگ شناخت ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں لگانے کی کوششیں کیں۔ مسجدوں کے باہر شور وغل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گیے۔ سکولوں میں اُردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر زور دیا گیا۔

اس رویے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں میں الگ ملک کے مطالبے کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ 1939ء میں جب کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائداعظم رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ اور مسلم لیگ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات (Day of Deliverance) منایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1938ء میں پٹنہ کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں محمد علی جناح کو قائداعظم رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے لقب سے نوازا گیا۔

1940ء سے 1947ء کے دوران ہونے والی سیاسی پیش رفت
(Important Political Development Between 1940-1947)

قراردادِ لاہور 1940ء (Lahore Resolution 1940)

یہ قرارداد مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں قائداعظم رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی صدارت میں 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی اور شیرِ بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے پیش کی۔ قائداعظم رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور دو قومی نظریہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

قرارداد کا متن:

''قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متفقہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابلِ عمل اور مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا جب تک مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی روشنی میں تیار نہ کیا جائے یعنی جغرافیائی طور پر جڑی ہوئی وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوں میں کی جائے (علاقوں میں مناسب ردّو بدل کے ساتھ) کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے۔ان کی تشکیل اس طرح آزاد ریاستوں کی شکل میں کی جائے کہ اس میں شامل ہونے والی وحدتیں خود مختار ہوں اور انھیں مکمل اقتدار حاصل ہو۔ اس کے علاوہ ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں بھی اُن کے حقوق اور مفادات کا مناسب تحفظ کیا جائے۔''

مینارِ پاکستان، جہاں قراردادِ لاہور منظور ہوئی

مہاتما گاندھی اور ہندوؤں نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ برطانوی پریس نے اس قرارداد کو جناح رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا پاکستان قرار دے دیا۔اس قرارداد کے صرف سات سالوں بعد مسلمانانِ برصغیر نے اپنی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنالیا۔

کرپس مشن 1942ء (Cripps Mission 1942)

دوسری جنگِ عظیم (45-1939ء) کے دوران 1942ء میں حکومتِ برطانیہ نے سر سٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھجوایا جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔

کرپس مشن کی تجاویز (Cripps Mission Proposals)

کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں:

-1 جنگ کے بعد برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

-2 دفاع، امورِ خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

-3 آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل

ہوگا۔ آئین مکمل ہوگیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

-4 اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

یہ تجاویز مسلم لیگ اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتوں نے بھی مسترد کر دیں۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف علیحدہ مملکت کا حصول رہا جس کو کانگریس ماننے کے لیے تیار نہ تھی لہٰذا مسلمانوں کو اپنی جدوجہد تیز کرنی پڑی۔

ویول پلان 1945ء (Wavell Plan 1945)

1945ء میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے اپنا پلان پیش کیا جس میں وزارتوں کی غیر منصفانہ تقسیم کے خلاف قائداعظم رَحمۃُاللہِ علیہ چٹان بن گئے۔ قائداعظم رَحمۃُاللہِ علیہ نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی جسے کانگریس نے ماننے سے انکار کر دیا۔

شملہ کانفرنس 1945ء اور انتخابات 46-1945ء (Simla Conference 1945 and Elections 1945-46)

جب 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ جنگ عظیم دوم میں فتح حاصل کر لے گا تو وائسرائے لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے۔ اس میں تمام تر سیاسی جماعتوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی ملے گی۔ 1945ء میں ان تجاویز پر غور کرنے کے لیے شملہ کے مقام پر کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کونسل میں پانچ مسلم اراکین شامل کرنے کی تجویز تھی جبکہ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ وہ ایک مسلم نمائندہ نامزد کرے گی۔ قائداعظم رَحمۃُاللہِ علیہ نے کہا کہ پانچوں مسلم اراکین کو مسلم لیگ ہی نامزد کرے گی کیونکہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔ اسی نکتہ پر شملہ کانفرنس ناکام ہوئی۔

جب شملہ کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ نہ ہوا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے تو اس بات کا فیصلہ 46-1945ء کے انتخابات میں ہوا۔ مسلم لیگ نے زبردست کامیابی حاصل کی اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے لیے مخصوص تمام نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 1864ء سے انگریزوں نے شملہ کو موسم گرما کے لیے دارالحکومت بنا دیا تھا اور گورنر جنرلز شملہ میں ہی گرمیاں گزارتے تھے۔

کابینہ مشن پلان 1946ء (Cabinet Mission Plan 1946)

1945ء میں برطانیہ میں لیبر پارٹی کی حکومت آئی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیش نظر کابینہ مشن بھیجا جو تین ارکان پر مشتمل تھا۔ اس مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے، ایک ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کر دی جائے اور دوسری مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کم کر کے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کوشش کی جائے لیکن انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

کابینہ مشن کے ارکان نے تمام سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے ملاقات کی مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ 16 مئی 1946ء کو ان اراکین نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

1- برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امور خارجہ، دفاع اور مواصلات کی ذمہ دار ہوگی۔
2- مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دیے جائیں گے۔
3- صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔
4- ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ کثرت رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں۔

یومِ راست اقدام 1946ء (Direct Action Day 1946)

16 اگست 1946ء کو مسلم لیگ نے عوامی سطح پر یومِ راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا۔ اس روز برصغیر میں جگہ جگہ جلسے کیے گئے۔ ان جلسوں میں کانگریس کے عزائم کو بے نقاب کیا گیا، کیونکہ وہ انگریزوں کے بعد برصغیر پر حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

عبوری حکومت کا قیام 1946ء (Interim Government 1946)

ستمبر 1946ء میں وائسرائے لارڈ ویول نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے میدان خالی چھوڑنے کے بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا ارادہ کیا جس کے لیے پانچ مسلم لیگی ارکان کے نام تجویز کیے، جن میں لیاقت علی خاں، آئی آئی چندریگر، سردار عبدالرب نشتر، راجہ غضنفر علی خاں اور اقلیتی رکن جوگندر ناتھ منڈل شامل تھے۔ عبوری حکومت کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات کی وجہ سے مؤثر انداز میں کام نہ کر پائی۔ ان حالات میں مسلم لیگ کا دوقومی نظریے کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ وزیراعظم برطانیہ کلیمنٹ ایٹلی نے 20 فروری 1947ء کو اعلان کیا کہ حکومت جون 1948ء تک اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کردے گی۔ اس طرح پاکستان کا قیام قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ (3rd June 1947 Plan)

3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا گیا جس کی رُو سے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ اقتدار ہندوستان کے نمائندوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ 3 جون 1947ء کے منصوبے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلمان اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ان صوبوں کو تقسیم کر دیا جائے اور صوبوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے گا۔

سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ کے عوام پاکستان یا بھارت میں شمولیت کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعے کریں گے جبکہ بلوچستان کا فیصلہ شاہی جرگہ کرے گا۔

قانون آزادیِ ہند 1947ء (Indian Independence Act 1947)

3 جون 1947ء کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادیِ ہند منظور کیا۔ ہندوستان کو دو ریاستوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کر دیا گیا۔

ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کی تقسیم کا فیصلہ ہونے لگا تو برطانوی حکومت نے سر ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا۔ جس میں پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد جبکہ بھارت کے نمائندے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ تھے۔ یہ سب حضرات ہائیکورٹ کے جج تھے۔

بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے رحمان جبکہ بھارت کی طرف سے

جسٹس سی۔سی بسواس اور جسٹس بی۔کے مکرجی تھے۔ تقسیم کے وقت وائسرائے ہند اور ان کے عملہ نے کانگریس سے گٹھ جوڑ کر کے حد بندی کا فیصلہ کرلیا۔ تقسیم میں ریڈ کلف نے مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے بھارت میں شامل کر کے ایک طرف پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا جبکہ دوسری جانب بھارت کی سرحد کو کشمیر کے ساتھ ملا دیا۔ گورداسپور کے راستے بھارت نے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا جو آج تک حل نہیں ہوسکا۔ ریڈ کلف کی ناقص منصوبہ بندی کے باعث پاکستان کو کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔

صبحِ آزادی (Dawn of Freedom)

آزادی کا تصوّر قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 14 اگست 1947ء 27 رمضان المبارک 1366 ہجری کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

قیامِ پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا کردار
(Role of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah in Creaction of Pakistan)

قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ سیاست میں آپ کی دلچسپی اس وقت شروع ہوئی جب آپ انگلستان میں تھے۔ آپ پہلے کانگریس میں شامل ہوئے۔ اُس وقت وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر بھی کہا جاتا تھا۔

قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

- ☆ 1910ء میں ممبئی کے مسلمانوں نے وائسرے ہند کی کونسل کے لیے قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔
- ☆ 1913ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلم لیگ نے اُن کے کہنے پر اپنے دستور میں ترمیم کرتے ہوئے حکومتی خود اختیاری کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔
- ☆ دسمبر 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس نے لکھنو میں ایک مشترکہ اجلاس بلایا۔ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے کی۔ اس مقام پر دونوں سیاسی جماعتوں نے ایک تاریخی معاہدہ کیا جسے ''میثاقِ لکھنوٗ'' کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کو ''ہندو مسلم اتحاد کے سفیر'' کے لقب سے نوازا گیا۔
- ☆ 1919ء میں حکومتِ برطانیہ نے رولٹ ایکٹ (Rowlatt Act) منظور کیا۔ اس ایکٹ کے تحت حکومت کو وارنٹ اور مقدمہ چلائے بغیر گرفتاری کا اختیار دے دیا گیا۔ قائدِاعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اس مسودۂ قانون کی مخالفت کی اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔ احتجاجاً انھوں نے وائسرائے ہند کی کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔
- ☆ 1929ء میں قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔
- ☆ تین گول میز کانفرنسیں 1930ء سے 1932ء تک لندن میں ہوئیں۔ قائدِاعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے پہلی دو کانفرنسوں میں شرکت کی۔ یہ کانفرنسیں ناکام ہوگئیں۔
- ☆ 1934ء میں علامہ محمد اقبال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اور دوسرے سرکردہ مسلم لیگی راہنماؤں کے کہنے پر قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ انگلستان

سے وطن واپس آ گئے۔ ان کو مسلم لیگ کی صدارت سونپ دی گئی۔ آپ نے دن رات ایک کر کے مسلمانوں کو اس کے پرچم تلے جمع کیا۔

☆ حکومتِ برطانیہ نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء منظور کیا۔ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے اسے ناپسند کیا تاہم اس کے صوبائی حصہ کو قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی تحریک پر قبول کر لیا گیا۔

☆ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے مسلمانوں نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک الگ خطہ کی ضرورت ہے۔ اس جلسہ کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے کی تھی۔

☆ مسلم لیگ نے 46-1945ء کے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کر کے انگریزوں اور ہندوؤں پر واضح کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اِن انتخابات میں آپ کی قیادت میں مسلم لیگ نے مرکز میں 100 فیصد اور صوبائی اسمبلیوں میں 90 فیصد کامیابی حاصل کی۔

☆ آپ نے کابینہ مشن کی تجاویز کا، جن کے تحت انگریز کانگریس کو حکومت دینا چاہتے تھے، ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اِس مشن کو بالآخر تسلیم کرنا پڑا کہ مسلم لیگ کو کسی طور بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

☆ 14 اگست 1947 کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا اور قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے اس نئی اسلامی خودمختار ریاست کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆ قیامِ پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی صحت خراب ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ دن رات اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جولائی 1948ء میں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آخرکار 11 ستمبر 1948ء کو وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

قیامِ پاکستان میں محترمہ فاطمہ جناح کا کردار
(Role of Mohtarma Fatima Jinnah in Creation of Pakistan)

محترمہ فاطمہ جناح

☆ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح 1893ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار پاکستان کی تحریک آزادی کے اہم راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی پرجوش حامی تھیں۔ میدانِ سیاست میں وہ اپنے بھائی کے شانہ بشانہ رہیں۔

☆ آل انڈیا مسلم لیگ کی تشکیل ہوئی تو محترمہ فاطمہ جناح، ممبئی صوبائی ورکنگ کمیٹی کی رکن بن گئیں اور 1947ء تک اس میں کام کرتی رہیں۔ آپ نے 1955ء میں "خاتون پاکستان" کے نام سے کراچی میں ایک سکول کھولا۔

☆ 1965ء میں انھوں نے صدرِ پاکستان کے انتخابات میں حصہ لیا لیکن کامیاب نہ ہو سکیں۔ جولائی 1967ء میں کراچی میں انتقال کر گئیں۔

قیامِ پاکستان میں دیوان بہادر ستیا پرکاش سنگھا (ایس پی سنگھا) کا کردار
(Role of SP Singha in Creatoin of Pakistan)

☆ ایس پی سنگھا کا شمار تحریکِ پاکستان کے اہم ترین مسیحی راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں اعلیٰ خدمات کے صلے میں انھیں 'دیوان بہادر' کا خطاب دیا گیا۔

☆ انھوں نے قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے ملاقات کر کے حصولِ پاکستان کے لیے مسیحیوں کی جانب سے مکمل تعاون کی

ایس پی سنگھا

یقین دہانی کرائی اور ''انڈین کرسچین ایسوسی ایشن'' کا ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے ساتھ الحاق کا اعلان بھی کیا۔

☆ 1946ء کے انتخابات میں آپ پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور متحدہ پنجاب کی اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے۔ 23 جون 1947ء کو ہونے والے انتخابات میں انھوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا، اس طرح 88 کے مقابلے میں 91 ووٹوں سے پاکستان کے حق میں فیصلہ ہوا۔

☆ 2016ء میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے دیوان بہادر ایس پی سنگھا کی تحریکِ پاکستان میں خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ایک یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کیا گیا۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 1906ء میں قائم کی گئی:

(الف) کانگریس (ب) مسلم لیگ (ج) انجمن حمایت اِسلام (د) مجلسِ احرار

(ii) پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے ساتھ دیا:

(الف) رُوس کا (ب) امریکا کا (ج) جرمنی کا (د) جاپان کا

(iii) علما نے برصغیر کو قرار دیا:

(الف) دارالحرب (ب) دارالسّلام (ج) دارالامان (د) دارالسلطنت

(iv) نہرو رپورٹ پیش کی گئی:

(الف) 1908ء میں (ب) 1918ء میں (ج) 1928ء میں (د) 1938ء میں

(v) مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان میثاقِ لکھنؤ ہوا:

(الف) 1912ء میں (ب) 1916ء میں (ج) 1920ء میں (د) 1924ء میں

(vi) حکومتِ پاکستان نے دیوان بہادر ایس پی سنگھا کی تحریکِ پاکستان میں خدمات پر یادگاری ٹکٹ جاری کیا:

(الف) 2010ء میں (ب) 2012ء میں (ج) 2014ء میں (د) 2016ء میں

(vii) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ الٰہ آباد پیش کیا:

(الف) 1928ء میں (ب) 1930ء میں (ج) 1932ء میں (د) 1934ء میں

(viii) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے:

(الف) 1913ء میں (ب) 1915ء میں (ج) 1917ء میں (د) 1919ء میں

(ix) ایم۔اے۔او سکول اور کالج قائم کیا:

(الف) سر سید احمد خاں نے (ب) چودھری رحمت علی نے

(ج) قاضی محمد عیسیٰ نے (د) مولوی فضل الحق نے

(x) محترمہ فاطمہ جناح نے 1955ء میں ''خاتونِ پاکستان'' کے نام سے ایک سکول کھولا تھا:

(الف) کراچی میں (ب) لاہور میں (ج) ملتان میں (د) راول پنڈی میں

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(i) تحریک علی گڑھ کے مقاصد تحریر کریں۔

(ii) مسلم لیگ کے قیام کے پس منظر میں کیا محرکات شامل تھے؟

(iii) تحریک ہجرت کا سبب کیا تھا؟

(iv) ریڈکلف ایوارڈ کا اہم ترین فیصلہ کیا تھا؟

(v) شملہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟

(vi) عبوری حکومت 1946ء میں شامل مسلم لیگی ارکان کے نام لکھیں۔

(vii) انگریزوں کے نوآبادیاتی نظام کے برصغیر کے لوگوں کی زندگی پر تین منفی اثرات تحریر کریں۔

(viii) کوئی سی تین کرپس مشن تجاویز تحریر کریں۔

(ix) تقسیمِ بنگال کیوں ہوئی؟

(x) کابینہ مشن کے مقاصد کیا تھے؟

(xi) قانون آزادیِ ہند کیا تھا؟

(xii) یومِ راست اقدام کیا تھا؟

(xiii) سائمن کمیشن کیا تھا؟

(xiv) یومِ نجات کب اور کیوں منایا گیا؟

(xv) ریڈکلف ایوارڈ میں شامل مسلمان ججز کے نام لکھیں۔

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں۔

(i) تحریک علی گڑھ کے اقدامات کا تجزیہ کریں۔

(ii) قائدِاعظم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِ کے چودہ نکات لکھیں۔

(iii) 1906ء سے 1920ء کے دوران اہم سیاسی واقعات قلم بند کریں۔

(iv) قیامِ پاکستان کے حوالے سے قائدِاعظم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِ کا کردار واضح کریں۔

سرگرمیاں

(i) 1940ء سے قیامِ پاکستان تک کے اہم واقعات کے حوالے سے جماعت میں ایک کوئز پروگرام کا انعقاد کریں۔

(ii) اس باب میں دیے گئے واقعات کی ایک ٹائم لائن بنائیں اور دوسرے طلبہ سے اشتراک کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) طلبہ کو ایک لیکچر کے ذریعے 1906ء سے 1940ء کے درمیان ہونے والے اہم تاریخی واقعات سے آگاہ کریں۔

(ii) طلبہ بتائیں کہ انگریزوں نے کس طرح ہندوستان میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا۔

باب 3

پاکستان کی تاریخ (1947ء تا حال) اور پاکستان میں آئینی ترقی
History of Pakistan(1947-Uptill Now) and Constitutional Development in Pakistan

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان کی نوتشکیل شدہ ریاست کو درپیش ابتدائی مشکلات جیسے معاشی، جغرافیائی، سیاسی، مہاجرین، آئینی اور انتظامی مسائل بیان کر سکیں۔
2- وضاحت کر سکیں کہ پاکستان درپیش ابتدائی مسائل پر قابو پانے میں کتنا کامیاب رہا۔
3- قائداعظم رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِ کی بحیثیت پاکستان کے پہلے گورنر جنرل اور لیاقت علی خاں بحیثیت پہلے وزیر اعظم خدمات اور قیادت کا جائزہ لے سکیں، ملک کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی ترقی پر ان کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
4- پاکستان میں مختلف حکومتوں کے حکمرانی کے ادوار کا تنقیدی تجزیہ کر سکیں اور 1958ء سے 2025ء تک ان کی پالیسیوں/ اصلاحات کا جائزہ لے سکیں۔
5- پاکستان اور بھارت کے درمیان 1948ء، 1965ء، 1971ء اور کارگل 1999ء کی جنگوں اور آپریشن بنیان المرصوص 2025ء کے اسباب اور اثرات کا تنقیدی تجزیہ کر سکیں۔
6- پاکستان پر بین الاقوامی جنگوں (دہشت گردی کے خلاف جنگ اور سوویت افغان جنگ) کے سماجی، سیاسی اور اقتصادی اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
7- پاکستان میں آئینی ترقی پر قراردادِ مقاصد کے اثرات کو ظاہر کرنے کے لیے قراردادِ مقاصد کی نمایاں خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔
8- 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات بیان کر سکیں۔
9- 1956ء اور 1962ء کے آئینوں میں شامل اسلامی خصوصیات کے حوالے سے دونوں آئینوں کا موازنہ کر سکیں۔
10- 1956ء اور 1962ء کے آئین کی ناکامی کی وجوہات کا جائزہ لے سکیں۔
11- ایک جمہوری ریاست کے بنیادی اصول کے طور پر قانون کی حکمرانی کی اہمیت پر بحث کر سکیں اور پاکستان میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے طریقے تجویز کر سکیں۔

پاکستان کو درپیش ابتدائی مشکلات
(Initial Challenges Confronted by Pakistan)

1947ء میں پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہی معاشی، جغرافیائی، سیاسی، آئینی، انتظامی اور مہاجرین کی آبادکاری جیسے بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن میں سے چند ایک تفصیل درج ذیل ہے:

1- معاشی مسائل (Economic Problems)

(i) کارخانوں اور بینکوں کی تقسیم (Distribution of Factories and Banks)

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کو کئی معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ آزادی کے وقت پاکستان کے زیادہ تر علاقے پسماندہ تھے۔

انگریزوں اور ہندوؤں نے جان بوجھ کر مسلم آبادی والے علاقوں کو پسماندہ رکھا تاکہ وہ یہاں سے اپنی فوج کے لیے بھرتی کرسکیں اس لیے انھوں نے یہاں صنعتیں قائم نہیں کیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی 75 فی صد پٹ سن مشرقی بنگال میں پیدا ہوتی تھی مگر پٹ سن کے سارے کارخانے مغربی بنگال میں تھے اور اس پر ہندوؤں کا مکمل کنٹرول تھا۔ تقسیم ہند کے وقت پاکستان کے حصے میں کپڑے کے صرف 14 کارخانے آئے جب کہ بینکوں کی صرف 69 شاخیں پاکستان کے حصے میں آئیں۔ کانگریس کی سازش تھی کہ پاکستان اقتصادی طور پر تباہ ہوجائے اور ترقی نہ کرسکے۔ بھارتی حکمرانوں نے اثاثوں کی مناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔ انھوں نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لیے۔

(ii) فوجی اثاثوں کی تقسیم (Distribution of Military Assets)

برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کی تقسیم میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔ حکومتِ برطانیہ نے یہ طے کیا کہ متحدہ ہندوستان کے تمام فوجی اثاثوں میں سے پاکستان کو 36 فی صد حصہ دیا جائے۔ بھارت میں 16 اسلحہ بنانے والی فیکٹریاں کام کررہی تھیں مگر اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں موجود ہوں۔ بھارتی حکومت اسلحہ بنانے والی ایک بھی فیکٹری پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ کافی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ اسلحہ بنانے والی فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ اپنی اسلحہ ساز فیکٹری قائم کرسکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بنایا گیا حکومتِ ہند نے اُسے بھی مسترد کردیا۔ یوں پاکستان کو اپنے جائز حصے سے محروم کردیا گیا۔

(iii) دریائی پانی کا تنازع (River Water Dispute)

تقسیم ہند کے وقت دریاؤں اور نہروں پر اہم ہیڈورکس بھی بھارت کو دے دیے گئے جس کے نتیجے میں ہماری نہروں کا کنٹرول بھارت کے پاس چلا گیا۔ پاکستان کی زراعت کو نقصان پہنچانے کے لیے بھارت نے فیروزپور (دریائے ستلج) اور مادھوپور (دریائے راوی) ہیڈورکس سے پاکستان کو پانی کی فراہمی اپریل 1948ء میں روک دی۔ چنانچہ ''سندھ طاس معاہدہ'' 1960ء کے تحت دونوں ممالک کے درمیان پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل ہوا۔ تین دریا، راوی، ستلج اور بیاس بھارت کو اور دوسرے تین دریا، سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کو مل گئے۔

2- جغرافیائی مسائل (Geographic Problems)

مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان ایک دوسرے سے قریباً ایک ہزار میل (1600 کلومیٹر) کے فاصلے پر ہونے کی وجہ سے جغرافیائی مسائل پیدا ہوئے۔

ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

قیامِ پاکستان کے اعلان کے بعد دونوں ممالک کی سرحدوں کے تعین کے لیے حکومتِ برطانیہ نے 30 جون 1947ء کو پنجاب اور بنگال میں حد بندی کمیشن مقرر کیے۔ ایک انگریز قانون دان مسٹر ریڈکلف کو دونوں کمیشنوں کا چیئرمین مقرر کیا گیا اور سرحدوں کی تقسیم کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس کمیشن نے جو فیصلہ کیا اسے ریڈکلف ایوارڈ کہتے ہیں۔ ریڈکلف ایوارڈ میں سرحدوں کے بارے میں کیا گیا یہ فیصلہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تھا۔ ہندوستان کے آخری گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ریڈکلف نے کانگریس نوازی کا پورا پورا خیال رکھا۔ انھوں نے سرحدوں کی حد بندی اس طرح کی کہ مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کردیے گئے۔ گورداسپور کا مسلم علاقہ بھارت کو دے کر کشمیر تک اس کی رسائی کو ممکن بنادیا۔ اس طرح مسئلہ کشمیر پیدا ہوا، جو آج تک حل طلب ہے۔

3- ریاستوں کی تقسیم کے مسائل (Problems of Division of States)

آزادی کے وقت متعدد مقامی ہندوستانی ریاستوں (Native Indian States) نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا ان میں مناوادر، دیر، سوات اور جوناگڑھ وغیرہ شامل تھیں۔ بھارت کو ان ریاستوں کا الحاق پسند نہ آیا اور اس نے جوناگڑھ پر 9 نومبر 1947ء میں قبضہ کرلیا۔ اسی طرح ریاستِ کشمیر پر بھی بھارت نے 1947ء کے آخر میں قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قائداعظم رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی وفات پر جب قوم غم میں نڈھال تھی بھارت نے 17 ستمبر 1948ء کو حیدر آباد دکن پر بھی قبضہ کرلیا۔ کشمیری عوام پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے تھے چنانچہ ریاست میں تحریکِ آزادی نے زور پکڑا اور آزاد کشمیر کا علاقہ پاکستان میں شامل ہو گیا۔ کانگریسی قیادت نے ریاستِ بہاول پور کے نواب صادق محمد خان کو بھی اپنی ریاست کا الحاق بھارت کے ساتھ کرنے کے لیے زبردست دباؤ ڈالا مگر انھوں نے اسے خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی ریاست کا الحاق پاکستان سے کردیا۔

4- آئینی مسائل (Constitutional Problems)

پاکستان کو آغاز میں ہی آئین سازی کے مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ قیامِ پاکستان کے وقت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کو ہی بعض ترامیم کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ اس آئین کے تحت وفاقی نظام رائج کیا گیا۔ عبوری آئین کے تحت مرکزی اسمبلی قائم کی گئی۔

5- انتظامی مشکلات (Administrative Problems)

قیامِ پاکستان کے وقت کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔ مرکزی دفاتر کے لیے گورنر ہاؤس اور سیکرٹریٹ کی عمارتیں خالی کرائی گئیں مگر گنجائش کم تھی اس لیے شہر کے مختلف حصوں میں عارضی دفاتر قائم کئے گئے۔ نظم ونسق کا یہ ڈھانچہ اس لیے تباہ حال تھا کہ ماہر اور تجربہ کار عملہ موجود نہ تھا۔

مرکزی حکومت کا ریکارڈ اور ساز و سامان اس لیے کراچی نہ پہنچ سکا کہ ہندوؤں اور سکھ فسادیوں نے ریل کی وہ پٹڑیاں ہی اکھاڑ دیں جن پر چل کر ریل گاڑی نے پاکستان پہنچنا تھا۔ بھارتی فضائی کمپنیوں نے مسلمانوں کو جہاز کرائے پر دینے سے انکار کردیا۔ جو سرکاری ملازمین کسی طرح پاکستان پہنچ چکے تھے ان کے لیے رہائش کا کوئی مناسب بندوبست نہ تھا مگر ان لوگوں نے ہمت نہ ہاری۔ انھوں نے اپنی تمام تر انتظامی صلاحیتیں قوم کے لیے وقف کردیں اور پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کردیا۔

6- مہاجرین کی آبادکاری (Settelement of Migrants)

قانونِ آزادیِ ہند میں یہ بات موجود نہ تھی کہ پاکستان کے ہندو بھارت جائیں گے اور بھارت کے مسلمان پاکستان چلے جائیں گے۔ ہندو مسلم فسادات نے نئی مملکت میں مسائل میں مزید اضافہ کردیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا اور زبردستی لاکھوں مسلمانوں کو پاکستان دھکیل دیا گیا۔ یہ مہاجرین اس حال میں پاکستان آئے کہ نئی مملکت کو ان کی بحالی اور آبادکاری میں خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مہاجرین میں زخمی اور بیمار بھی تھے جن کو مہاجر کیمپوں میں رکھا گیا۔

ہجرت کا ایک منظر

پاکستان درپیش ابتدائی مسائل پر قابو پانے میں کتنا کامیاب رہا؟
(How successful was Pakistan in Overcoming the Initial Problems?)

پاکستان درپیش ابتدائی مسائل پر قابو پانے میں کافی حد تک کامیاب رہا۔ پاکستان کے پسماندہ علاقوں کو ترقی دی گئی۔ نقل وحمل اور مواصلات کی سہولتیں بہتر بنائی گئیں۔ لوگوں کو روزگار دینے کے لیے سرکاری ملازمتیں دی گئیں۔ پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ فوج میں جوان بھرتی کیے گئے۔ کارخانے اور ملیں لگانے پر کام شروع کیا گیا۔ پاکستان نے ہندوستان سے آئے ہزاروں مہاجرین کو خوراک اور رہائشیں فراہم کیں۔

پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا کردار
(Quaid-e-Azam's Role as First Governor General)

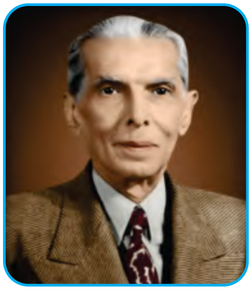
قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ

- ☆ قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ لیاقت علی خاں پاکستان کے پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ نوزائیدہ مملکت کا دستوری ڈھانچہ تیار نہیں تھا۔ 1935ء کے ایکٹ میں مناسب تبدیلیاں کر کے ملک کا نظام اس کے تحت چلایا گیا۔
- ☆ قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ 13 ماہ گورنر جنرل کی حیثیت سے زندہ رہے۔ اس مدت میں آپ نے اپنی بصیرت اور قائدانہ صلاحیتوں سے اہم قومی معاملات کو سلجھایا جس سے پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکا۔
- ☆ قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی قد آور شخصیت نے آزادی کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات کو احسن طریقے سے سلجھایا۔ ہندوستان نے پاکستان کے لیے ہر طرح سے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی، جن میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کی بروقت ترسیل وغیرہ شامل تھی۔
- ☆ قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا۔
- ☆ آپ نے ہندوستان سے افسران کی منتقلی کے لیے خاص گاڑیاں چلوائیں۔
- ☆ ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے سرکاری ملازمین کی نقل وحمل شروع ہوئی۔
- ☆ آپ نے سول سروسز کا اجرا کیا اور سول سروس اکیڈمی بنائی۔
- ☆ بحری و بری افواج کو بہتر حالات میں لانے کے لیے ہیڈکوارٹرز بنائے گئے۔
- ☆ قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے خارجہ پالیسی کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ ہمسایہ ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کیا جو کہ ہماری خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔
- ☆ قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی مدبرانہ شخصیت کی بدولت ہی پاکستان اقوامِ متحدہ کا رُکن بنا۔
- ☆ قیامِ پاکستان کے وقت جہاں بے شمار مسائل تھے وہاں تعلیم کے میدان میں بھی کامیابی حاصل کرنا ضروری تھی۔ آپ نے 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد کرائی۔ آپ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری قوم کی بے لوث خدمت کرے۔ آپ نے نوجوانوں

کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔

☆ قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ کے جسم میں جب تک سکت رہی انھوں نے پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ نے اپنے خون سے آبیاری کی تو بے جا نہ ہوگا۔

پہلے وزیرِ اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار
(Liaqat Ali Khan's Role as First Prime Minister)

لیاقت علی خاں

☆ پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم لیاقت علی خاں نے قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ کی ہدایت پر مہاجرین کی آبادکاری کے لیے کام کی نگرانی کی۔ آپ نے بھارتی پنجاب میں مسلمانوں کا قتلِ عام رکوانے کے لیے پنڈت جواہر لعل نہرو کے ساتھ سرحدی علاقوں کا دورہ کیا۔ اگرچہ تمام درپیش مسائل میں قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ حکومت کی راہنمائی کرتے تھے لیکن ان کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری وزیرِاعظم لیاقت علی خاں ہی پر عائد ہوتی تھی۔

☆ قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ ہی قوم کے ترجمان اور قائد تھے۔ لیاقت علی خاں کے دورِ حکومت میں معاشی ترقی کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کی گئی۔ عوام کو پاکستانی مصنوعات استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی۔

☆ آپ نے 1949ء میں اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کروائی اور نئے آئین کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی۔ آپ نے 1950ء میں امریکا کا دورہ کیا اور اپنی تقریروں میں امریکا کے عوام اور قائدین کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہ کیا۔

☆ لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کے ساتھ خوش گوار تعلقات قائم کرنے کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ شاہِ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا۔ 1951ء کے وسط میں جب بھارتی فوجیں پاکستانی سرحد پر جمع ہوئیں تو آپ نے قوم کا حوصلہ بلند کرنے کے لیے ملک گیر دورہ کیا۔

16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی کے کمپنی باغ میں آپ کو خطاب کے دوران گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ قوم نے لیاقت علی خاں کو ان کی عظیم خدمات پر ''قائدِ ملّت'' کا خطاب دیا اور کمپنی باغ کو ''لیاقت باغ'' کے نام سے موسوم کیا۔ آپ کو قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ کے مزار کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

1958 سے 2025ء تک مختلف حکومتوں کے حکمرانی کے ادوار
(Ruling Periods of Different Governments From 1958 to 2025)

1- ایوب خان کا دور، 1958-1969ء (Ayub Khan's Era 1958-1969)

جنرل ایوب خان کے مارشل لاء (1958ء) کے اہم اسباب درج ذیل تھے:

(i) سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

آزادی کے فوراً بعد نوزائیدہ مملکت قائدِاعظم رحمۃُاللہ علیہ اور لیاقت علی خاں جیسے محبِ وطن، مدبر اور دور اندیش راہنماؤں سے محروم

جنرل ایوب خان

ہوگئی۔ نتیجتاً ملک کی باگ ڈور ایسے قائدین کے ہاتھوں میں آگئی، جو نہ تو قومی وحدت پیدا کر سکے اور نہ ہی صوبائی،لسانی اور معاشی بحرانوں پر قابو پا سکے۔

(ii) انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

پاکستان کے سیاسی بحران کا ایک اہم سبب انتخابات کا التوا تھا۔ 1956ء کا دستور منظور ہونے کے بعد یہ توقع تھی کہ ایک سال کے اندر انتخابات منعقد کیے جائیں گے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔

(iii) حکومتوں کا بار بار تبدیل ہونا (Frequent Change in Governments)

14 اگست 1947ء سے لے کر 7 اکتوبر 1958ء تک پاکستان میں پارلیمانی نظام رائج رہا مگر وزارتیں بار بار تبدیل ہوتی رہیں اور یہ نظام مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکا۔

(iv) دستور سازی میں مسلسل رکاوٹ (Constant Hurdles in Making of Constitution)

پاکستان اور بھارت دونوں ایک ہی وقت میں آزاد ہوئے۔ بھارت نے اپنا دستور اڑھائی سال میں تیار کر لیا لیکن پاکستان میں دستور سازی کا کام تعطل کا شکار رہا۔ آخر کار صورت حال ایسی پیدا ہوگئی کہ ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوگیا۔

بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء (Basic Democracies System 1959)

1958ء میں جنرل ایوب خان نے مارشل لاء لگا کر ملک کا انتظام سنبھال لیا۔ وہ بذات خود صدارتی نظام کے حامی تھے جس میں صدر کو وسیع اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ لہٰذا 1959ء میں جنرل ایوب خان نے چار سطحی بنیادی جمہوریتوں کا نظام متعارف کروایا۔

(i) یونین کونسل/ٹاؤن کمیٹی (ii) تحصیل کونسل/تھانہ کونسل (iii) ضلع کونسل (iv) ڈویژنل کونسل

مسلم عائلی قوانین 1961ء (Muslim Family Laws 1961)

جنرل ایوب خان نے 1961ء میں مسلم عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔ ان قوانین کے مطابق پاکستان میں پہلی دفعہ نکاح کا اندراج لازمی قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی خلاف قانون قرار دی گئی۔ شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم 18 سال مقرر کی گئی جبکہ لڑکی کی عمر 16 سال مقرر کی گئی۔ طلاق کی صورت میں عدّت کا عرصہ 90 دن رکھا گیا۔ ان قوانین کے تحت دادا کی وراثت میں یتیم پوتے کا حق بھی تسلیم کیا گیا۔

صدارتی انتخابات 1965ء (Presidential Elections of 1965)

1962ء کے آئین کے تحت جنوری 1965ء میں صدارتی انتخاب ہوا جس میں مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح نے ملک کو آمریت سے بچانے کے لیے اور پارلیمانی جمہوری اداروں کو بحال کرنے کی غرض سے اس انتخاب میں حصہ لیا۔

1962ء کے آئین کے مطابق بنیادی جمہوریت کے ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارہ کی حیثیت حاصل تھی۔ چناں چہ ارکان نے ایوب خان کو اکثریت سے صدر منتخب کر لیا اور محترمہ فاطمہ جناح کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

سیاست پر انتخابات کے اثرات (Impacts of Elections on Politics)

بنیادی جمہوریتوں کا نظام ایوب خان کے زوال کا ایک اہم سبب بنا۔ پاکستان کی حزبِ اختلاف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان نام نہاد

انتخابات میں ایوب خان پر دھاندلی کا الزام لگایا اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا۔ مشرقی پاکستان میں شدید احساسِ محرومی اور احساس عدمِ تحفظ نے جنم لیا۔ مشرقی پاکستان کے عوام نے اپنے چھے نکاتی مطالبے میں ایک نئے آئین کا مطالبہ کر دیا۔

ایوب خان کی اصلاحات (Ayub Khan's Reforms)

معاشی ترقی کے لیے ایوب خان نے درج ذیل اصلاحات کیں:

زرعی اصلاحات (Agriculture Reforms)

ایوب خان نے زراعت کے شعبے میں مختلف اصلاحات متعارف کروائیں۔ بڑے جاگیرداروں کے لیے زمین کی ملکیت کی حد مقرر کی۔ مزارعوں اور ہاریوں میں زمین تقسیم کی۔ زیادہ پیداوار دینے والے بیج منگوا کر کسانوں میں تقسیم کیے۔ کیمیائی کھادوں کے استعمال کو بڑھایا۔ زراعت کے شعبے میں زرعی مشینری کو متعارف کروایا۔ آسان شرائط پر زرعی قرضوں کا اجرا کیا۔ آب پاشی کے نظام میں بہتری کے لیے کئی نہریں، ڈیم اور بیراج بنائے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل بھی لگائے گئے۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

1958ء میں ایوب خان نے نئی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا۔ ملک میں نئی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا جس سے عوام کو روزگار ملا۔ صنعتی برآمدات میں اضافہ ہوا۔ چھوٹی صنعتوں کو ترقی دی گئی۔ صنعتی شعبوں کی مدد کے لیے سائنسی تحقیق میں اضافہ کے لیے پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (PCSIR) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ 1961ء میں پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک قائم کیا گیا جس کا مقصد صنعتوں کی ترقی کے لیے طویل اور قلیل مدت کے لیے قرضے دینا تھا۔ پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن (PICIC) کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کی مدد سے صنعتوں کی مالی مدد کی۔

تعلیمی اور سماجی شعبوں میں اصلاحات (Reforms in Education and Social Sector)

جنرل ایوب خان کے دورِ حکومت میں سکولوں کے لیے نیا نصاب بنایا گیا۔ نئی درسی کتب کی چھپائی عمل میں لائی گئی۔ مختلف صوبوں میں ٹیکسٹ بک بورڈز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ملک میں نئے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لیے فیملی پلاننگ کا پروگرام متعارف کروایا گیا۔ معاشی ترقی کے لحاظ سے ایوب خان کا دور مثالی دور سمجھا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

25 مارچ 1969ء میں جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو جنرل ایوب خان نے صدر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

جنرل یحییٰ خان

یحییٰ خان کا دورِ حکومت 1969-71ء (Yahya Khan's Regime 1969-71)

1965ء کے عام انتخابات میں محترمہ فاطمہ جناح کی ناکامی اور پاک بھارت معاہدہ تاشقند کو پاکستانی عوام نے قبول نہ کیا جس کے نتیجے میں جنرل محمد ایوب خان کے خلاف ملک گیر احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ آخر کار رائے عامہ کے دباؤ کے تحت صدر ایوب خان نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد فوج کے سربراہ جنرل یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لاء لگا کر 1962ء کا آئین منسوخ کر دیا۔

لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء (Legal Framework Order 1970)

نومبر 1969ء میں عبوری آئین کی تشکیل کے لیے جنرل یحییٰ خان نے ایک کمیشن ترتیب دیا جس نے 30 مارچ 1970ء کو لیگل فریم ورک آرڈر کے نام سے عبوری آئین بنایا جس کے اہم نکات درج ذیل تھے:

1- مغربی پاکستان سے ون یونٹ کا خاتمہ کر دیا گیا اور چاروں صوبے بحال کر دیے گئے۔
2- انتخابات کے لیے عوام کو براہ راست ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔ رائے دہی کے لیے 21 سال کی عمر مقرر کی گئی۔
3- صوبوں کے درمیان قومی اسمبلی کی سیٹوں کی برابر تقسیم کو ختم کر کے تمام صوبوں کی ان کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں دی گئیں۔ قومی اسمبلی کی کل نشستوں کی تعداد 313 کر دی گئی۔ جن میں 13 نشستیں خواتین کے لیے مخصوص تھیں۔
4- انتخاب لڑنے کے لیے امیدوار کی کم از کم عمر 25 سال مقرر کی گئی۔
5- اگر نئی قومی اسمبلی 120 دنوں کے اندر نیا آئین بنانے میں نا کام رہی تو اسمبلی ختم ہو جائے گی۔

ملک کا آئین وفاقی طرز کا ہوگا۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔ آئین میں اسلامی نظریات اور جمہوری اقدار کو مدِنظر رکھا جائے گا۔ شہری اپنے بنیادی حقوق کا آزادی سے استعمال کر سکیں گے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے آزاد رکھا جائے گا۔ صوبوں کو خودمختاری دی جائے گی۔ اس کے علاوہ صدر کو آئین میں ترمیم کا اختیار دیا گیا جسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔

1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء کے مطابق قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے عام انتخابات ہوئے۔ یہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پاکستان کی تاریخ میں پہلے انتخابات تھے۔ ان انتخابات میں تمام سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا۔ اہم سیاسی جماعتوں میں عوامی لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی بہت مقبول تھیں۔

انتخابی نتائج کے بعد عوامی لیگ واحد اکثریتی جماعت کے طور پر سامنے آئی جس نے قومی اسمبلی کی 300 جنرل نشستوں میں سے 160 نشستیں جیت لیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 81 نشستیں حاصل کیں۔ باقی نشستیں دوسری جماعتوں اور آزاد امیدواروں کے حصے میں آئیں۔ اس طرح صوبائی اسمبلی کے نتائج بھی مختلف نہیں تھے۔ عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان کی 300 جنرل نشستوں میں سے 288 نشستیں جیت لیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اور سندھ میں اکثریت حاصل کی جبکہ نیشنل عوامی پارٹی (NAP) اور جمعیت علمائے اسلام (JUI) کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں اکثریت ملی۔

ان انتخابات کے نتائج نے واضح کر دیا کہ عوامی لیگ مرکز میں حکومت بنائے گی۔ مغربی پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت اور افسر شاہی کو تشویش لاحق ہوئی کیونکہ عوامی لیگ جس منشور کی بنیاد پر جیت کر آئی تھی وہ مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت کو قابل قبول نہ تھا۔ لہٰذا نئی حکومت کو اختیارات کی منتقلی میں تاخیر ہوئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں خون ریز فسادات شروع ہو گئے۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کا قیام
(Separation of East Pakistan and Emergence of Bangladesh)

1970ء کے عام انتخابات کے بعد عوامی لیگ کو مشرقی پاکستان میں کامیابی ملی اور جب ملک کی باگ ڈور عوامی لیگ کو نہ سونپی گئی تو

مشرقی پاکستان میں امن وامان کی صورتِ حال خراب ہوگئی۔ پاک فوج نے امن وامان کی صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی لیکن حالات روز بہ روز خراب ہوتے چلے گئے کیونکہ وہاں پر مکتی باہنی نامی تنظیم فسادات پھیلانے میں مصروف تھی۔ ان حالات میں 15 مارچ 1971ء کو ذوالفقار علی بھٹو، جنرل یحییٰ خان اور شیخ مجیب الرحمٰن کی ڈھاکہ میں ملاقات ہوئی تا کہ حالات کو پر امن بنایا جا سکے۔ یہ مذاکرات بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئے۔کشیدہ حالات کے باعث لاکھوں کی تعداد میں بنگالیوں نے بھارت کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ بھارت نے بنگالیوں کی مدد کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا۔ بھارتی فوج نے باغیوں کو اسلحہ دیا اور ان کی تربیت کرنا شروع کر دی، جس کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے مابین حالات خراب ہو گئے۔ جنرل یحییٰ خان نے فوج کے مزید دستے مشرقی پاکستان روانہ کیے جس کے نتیجے میں پاک فوج نے بیشتر علاقوں پر کنٹرول حاصل کرلیا۔اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھارت نے مشرقی پاکستان پر اپنی افواج کی مدد سے حملہ کیا جب کہ مغربی پاکستان سے مزید امداد نہ پہنچ سکی تو بھارت اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوگیا۔اس طرح 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوگیا اور بنگلہ دیش کے نام سے علیحدہ ملک بن گیا۔

پیپلز پارٹی کے رہنما ذوالفقار علی بھٹو، عوامی لیگ کے رہنما مجیب الرحمان اور چودھری فضل الٰہی

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب
(Causes of Separation of East Pakistan)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات کا مختصر جائزہ درج ذیل عوامل سے لیا جا سکتا ہے:

(i) جغرافیائی فاصلہ (Geographical Distance)

مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان قریباً ایک ہزار میل (1600 کلومیٹر) کا فاصلہ تھا۔ان دونوں حصوں کے درمیان دشمن ملک بھارت تھا۔ اس کے علاوہ ملک کے دونوں حصوں میں سیاسی اور ثقافتی رابطے رکھنا بہت دشوار تھا۔ دونوں حصوں کی ثقافت بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھی۔مشرقی پاکستان دوسرے صوبوں کے مقابلے میں معاشی طور پر پسماندہ رہا۔اس سے مقامی آبادی میں احساسِ محرومی پیدا ہوئی جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ایک سبب بنی۔

(ii) تجارت وملازمت پر ہندوؤں کے اثرات (Impacts of Hindus on Trade and Services)

مشرقی پاکستان میں تجارت وسرکاری ملازمتوں پر کافی تعداد میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت لوگوں کے اندر علیحدگی کے جذبات کو ابھار رہے تھے۔

(iii) ہندو اساتذہ کا کردار (Role of Hindu Teachers)

مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پوری طرح ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔انھوں نے بنگالیوں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا اور ان کے جذبات کو ابھارا۔

(iv) زبان کا مسئلہ (Language Issue)

مشرقی پاکستان کے عوام اپنی اکثریت کی بنا پر بنگالی زبان کو ملک کی قومی زبان کا درجہ دلانا چاہتے تھے مگر یہ عملی طور پر ممکن نہ تھا۔ یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی جو بالآخر مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنی۔

(v) نمائندگی کی شرح کا مسئلہ (Problem of Representation Ratio)

مشرقی پاکستان کی آبادی 56 فیصد تھی اور وہ آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا حق چاہتے تھے۔ اگرچہ انھوں نے 1956ء اور 1962ء کے آئین میں برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی گئی تھی مگر انھیں ان کے جائز حقوق نہ دیے گئے۔ لہٰذا ان میں مایوسی پیدا ہوگئی۔

(vi) بھارت کی مداخلت (Indian Interferance)

بھارت کی مشرقی پاکستان کے معاملات میں بے جا مداخلت نے بھی حالات کو خراب کیا۔ بھارت نے مکتی باہنی کے کارکنوں کو تربیت اور امداد دینے کے علاوہ علیحدگی چاہنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔

(vii) شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات (Six Points of Sheikh Mujeeb-ur-Rehman)

عوامی لیگ کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات بھی علیحدگی کا سبب بنے۔

(viii) 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

1970ء کے عام انتخابات نے حالات کو ایک نئی کروٹ دی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کی مکمل کامیابی کے بعد لوگوں نے ایک نئے انداز سے سوچنا شروع کر دیا۔

ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت (1971-77ء)
(Zulfiqar Ali Bhutto's Era 1971-1977)

ذوالفقار علی بھٹو

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد باقی رہ جانے والے مغربی پاکستان میں جنرل یحییٰ خان نے 20 دسمبر 1971ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار منتقل کر دیا۔ انھوں نے اقتدار سنبھالتے ہی پاکستان کی تعمیرِ نو کا آغاز کیا۔ پاکستانی قوم میں نااُمیدی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے عوام کو حوصلہ دیا اور ملک کی بہتری کے لیے فوری طور پر انقلابی اقدامات اٹھائے۔

21 اپریل 1972ء کو ملک سے مارشل لا کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عبوری آئین (1972ء) کے تحت ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھال لی اور ملکی مسائل کی طرف توجہ دی۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

ملکی معیشت کی تعمیرِ نو کی خاطر صنعت کی بحالی اور ترقّی کے لیے مزدوروں کو صنعتوں کی انتظامیہ میں مناسب اور مؤثر نمائندگی دی گئی۔ صنعتوں کے منافع میں مزدوروں کا حصّہ بڑھایا گیا۔ ملازمین کے لیے بونس (Bonus) کی ادائیگی لازم قرار پائی۔ مزدوروں کے لیے صحت کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا۔ مزدوروں کے تحفظ کے لیے گروپ انشورنس اور سوشل سکیورٹی کا نظام نافذ کیا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف اداروں کو قومی تحویل (Nationalisation) میں لینے کی حکمتِ عملی اپنائی۔ اہم صنعتی اداروں، بینکوں، بیمہ کمپنیوں اور تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک کے مالیاتی معاملات پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے فوائد عام آدمی تک پہنچانا تھا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے یکم مارچ 1972ء کو زرعی اِصلاحات کا اعلان کیا جن کے تحت زرعی اراضی کی ملکیتی حد کم کر کے 150 ایکڑ نہری، جب کہ 300 ایکڑ بارانی مقرر کر دی گئی۔ اس مقررہ حد سے زیادہ اراضی ریاست کی ملکیت قرار پائی۔ زمین سے مزارعین کی بے دخلی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ جاگیرداروں اور زمین داروں سے حاصل کردہ زمین، بے زمین کاشت کاروں میں بلا معاوضہ تقسیم کر دی گئی۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے 1972ء میں تعلیمی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ طلبہ کو سستی ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لیے اُن کو بسوں اور ریل گاڑیوں کے کرایوں میں خصوصی رعایت دی گئی۔ طلبہ کے وظائف میں اضافہ کیا گیا۔ کئی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ 1974ء میں اسلام آباد میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (پرانا نام پیپلز اوپن یونیورسٹی) قائم کی گئی، جس سے طلبہ کو بذریعہ خط و کتابت تعلیم کے حصول کے مواقع ملے۔ تعلیم بالغاں کے مراکز بھی قائم کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

بنیادی مراکز صحت کا قیام اور غریبوں کے لیے علاج معالجے کی مفت سہولت اور تعلیم کے لیے بجٹ میں اضافہ کیا گیا۔ ملک میں نئے میڈیکل کالجز قائم کیے گئے۔

معاشی ومعاشرتی اصلاحات (Economic and Social Reforms)

پاکستان پیپلز پارٹی کا مقبولِ عام نعرہ ”روٹی، کپڑا اور مکان“ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کی معاشی حکمتِ عملی کی سمت سوشلزم (Socialism) تھی۔ اُن کے واضح الفاظ تھے کہ ”اسلام ہمارا دین ہے۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے“۔

بے گھر افراد کو گھر فراہم کرنے کے لیے پانچ (5) مرلہ سکیم کا آغاز کیا گیا۔ حکومت نے لاکھوں بے روزگار نوجوانوں کو مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھیجا۔ معاشرتی لحاظ سے پاکستان میں خواتین کے تحفظ کے لیے اقدامات اُٹھائے گئے۔ سیکڑوں دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے پہلے اور واحد سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر (Civilian Chief Martial-law Administrator) تھے۔

ختمِ نبوّت سے متعلق آئینی ترمیم 1974ء

اس دورِ حکومت میں 1973ء کے آئین میں دوسری آئینی ترمیم کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی گئی کہ نبوّت کا جھوٹا دعوے دار یا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کو آخری نبی نہ ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔

اُمورِ خارجہ (Foreign Affairs)

پاکستان کو عظیم اقوام کی صف میں جائز مقام دلانے کے لیے 1972ء میں افغانستان، چین اور روس سمیت دیگر کئی ممالک کے دورے کیے۔ بھارت کے ساتھ شملہ معاہدہ کیا جس کے نتیجے میں 1971ء کے جنگی قیدیوں کی وطن واپسی ممکن ہوئی۔ 1974ء میں

لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا نہ صرف انعقاد کیا بلکہ مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے گراں قدر خدمات بھی سرانجام دیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے مسئلہ کشمیر کو دنیا بھر میں اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

بھٹو حکومت نے سول سروسز آف پاکستان کے ڈھانچے اور پولیس کے نظام میں اصلاحات کیں۔ پاکستانی عوام کی شناخت کے لیے قومی شناختی کارڈ بنانے کا آغاز کیا۔

جنرل محمد ضیاء الحق کا دور (1977-88ء)
(General Muhammad Zia-ul-Haq's Era 1977-88)

جنرل محمد ضیاء الحق

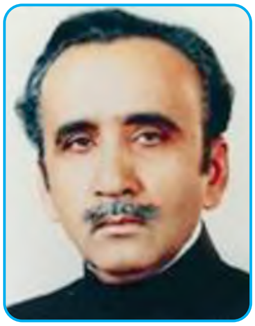

محمد خاں جونیجو

ذوالفقار علی بھٹو نے مارچ 1977ء میں انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لیے حزبِ اختلاف کی نو جماعتوں نے متحد ہو کر "پاکستان قومی اتحاد (PNA)" تشکیل دیا۔ ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی، مگر پاکستان قومی اتحاد نے پاکستان پیپلز پارٹی پر دھاندلی کا الزام لگا کر احتجاجی تحریک شروع کر دی۔

ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان مسئلے کے حل کے لیے مذاکرات شروع ہوئے، ابھی یہ مذاکرات جاری ہی تھے کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کر لیا گیا اور انھیں نواب محمد احمد خاں قتل کیس میں سزائے موت دی گئی۔

جنرل ضیاء الحق نے ملک میں 90 روز کے اندر انتخابات کرانے کا وعدہ کیا، مگر مختلف وجوہات کی بنا پر انتخابات ملتوی کیے جاتے رہے۔ آخر کار 1985ء میں غیر جماعتی بنیادوں (Non Party Basis) پر انتخابات کرائے گئے اور صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے محمد خاں جونیجو کو وزیرِ اعظم نامزد کیا گیا۔ محمد خاں جونیجو اگرچہ غیر جماعتی اسمبلی کے رکن تھے مگر تقریباً دو ماہ کے اندر اندر انھوں نے اپنے حامیوں کی مدد سے مسلم لیگ کے نام سے سیاسی جماعت قائم کر کے ملک میں جماعتی سیاسی نظام بحال کر دیا۔

1985ء میں صدر ضیاء الحق نے آٹھویں آئینی ترمیم کے ذریعے پاکستان کی قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے کے علاوہ وزیرِ اعظم اور کابینہ کو برطرف کرنے کا اختیار حاصل کر لیا۔ انھی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے جنرل ضیاء الحق نے محمد خاں جونیجو کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور قومی و صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق کے دورِ حکومت کی اصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

صنعتی اور زرعی اِصلاحات (Industrial and Agricultural Reforms)

جنرل محمد ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی پالیسیاں ترک کر دیں اور بہت سی صنعتیں اُن کے مالکان کو واپس کر دیں۔ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ ملکی برآمدات میں اضافہ ہوا۔ زراعت کے شعبے کو ترقّی دی گئی۔ زرعی پیداوار پر عُشر نافذ کر دیا گیا۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان کے مضامین کو گریجوایشن تک لازمی قرار دیا گیا۔ خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی کے قیام کے لیے اقدامات کیے گئے۔ ملک میں خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے تعلیمی ترقّی اور تعلیم بالغاں کے پروگرام شروع کیے گئے۔

صحت سے متعلق اِصلاحات (Health Reforms)

ملک میں صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے پروگرام شروع کیا گیا، جس میں دیہی علاقوں میں بنیادی صحت کے مراکز کے علاوہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کے ذریعے طبّی سہولیات کی فراہمی کا آغاز کیا گیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

1980ء سے زکوٰۃ کا نظام سرکاری سطح پر نافذ کر دیا گیا۔ یکم رمضان المبارک کو بینک کے مسلمان کھاتے داروں کے اکاؤنٹ سے اڑھائی فی صد سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ کاٹی جانے لگی۔ سود سے پاک بینکاری کا نظام قائم کیا گیا۔ تمام بینکوں میں نفع ونقصان میں شراکت کی بنیاد پر اکاؤنٹ کھولے گئے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

قراردادِ مقاصد کو باقاعدہ طور پر دستور کا حصّہ بنا دیا گیا۔ ملک میں شرعی عدالتیں قائم کی گئیں۔ غیر اسلامی قوانین کو تیزی سے اسلامی قوانین سے بدلنے کا عمل شروع کیا گیا۔ شراب نوشی اور چوری جیسے دیگر جرائم کے خاتمے کے لیے اسلامی سزائیں نافذ کی گئیں۔ ملک میں نماز کے نظام کو باقاعدہ بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کی گئی۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی وژن پر اسلامی شعائر کی ترویج کا کام کیا گیا۔ غلطیوں سے مبرّا قرآنِ پاک کی طباعت کا بندوبست کیا گیا۔

خارجہ امور (Foreign Affairs)

1979ء میں روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں تو لاکھوں افغان مہاجرین نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کے سیکڑوں کیمپ قائم کیے گئے۔ کامیاب افغان پالیسی کی وجہ سے پاکستان کو عالمی سطح پر بہت پذیرائی ملی۔ جمہوری ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات مزید مستحکم ہوئے۔ جنرل محمد ضیاءالحق نے افغان مسئلے پر اسلامی سربراہی کانفرنس اور مسلم اُمّہ کے اتحاد سے متعلق سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کی۔

بے نظیر بھٹو کا پہلا دورِ حکومت 90-1988ء
(Benazir Bhutto's First Term 1988-90)

17 اگست 1988ء کو جنرل ضیاءالحق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بہاول پور سے واپسی پر فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان نے فوری طور پر صدرِ مملکت کا عہدہ سنبھالا۔ انھوں نے 1988ء میں جماعتی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرائے جس کے نتیجے میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مرکز، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں کامیابی حاصل ہوئی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیرِاعظم کی حیثیت سے 2 دسمبر 1988ء کو حلف اٹھایا۔ پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت بنائی (9 سیاسی جماعتوں پر مشتمل اتحاد)۔ اس دور کی اہم اِصلاحات کی تفصیل درج ذیل ہے:

بے نظیر بھٹو

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں ملک میں بہت سی نئی صنعتیں لگائی گئیں۔ آٹو موبائل اور ٹیکسٹائل کی صنعت نے ترقّی کی۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے بیج، کھاد اور زرعی ادویات خریدنے کے لیے کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

تعلیمی اداروں میں مختلف سہولیات فراہم کی گئیں اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

شہروں اور دیہی علاقوں میں صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پلیسمنٹ بیورو (Placement Bureau) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس سے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں ملیں۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے، ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے ''پیپلز ورکس پروگرام'' شروع کیا۔

خارجہ امور (Foreign Affairs)

1989ء میں بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان دوبارہ دولتِ مشترکہ کا رکن بنا۔ بھارتی وزیرِ اعظم راجیو گاندھی نے پاکستان میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے بھارت سمیت تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔

حکومت کا خاتمہ: صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر بہت سے الزامات عائد کرتے ہوئے اس دور کے آئین کی دفعہ 58-2B استعمال کرتے ہوئے 8 اگست 1990ء کو ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔

بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت 96-1993ء
(Benazir Bhutto's Second Term 1993-96)

1993ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ پیپلز پارٹی نے دیگر اتحادیوں کے ساتھ مل کر مرکز، سندھ، پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) میں حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت اِس مرتبہ زیادہ پُر اعتماد اور مستحکم تھی۔ انھوں نے متعدد اِصلاحات کے ذریعے ملکی ترقّی کے عمل کو آگے بڑھایا۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

ملک میں صنعتیں لگانے پر بہت سی رعایتیں دینے کا اعلان کیا گیا، لیکن عوام پر بھاری ٹیکس لگا دیے گئے۔ ملک صنعتی اور معاشی بحران کا شکار رہا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کسانوں کو قرضے دینے کے لیے کسان بینک قائم کیا گیا اور عوامی ٹریکٹر سکیم کے ذریعے کسانوں کو ٹریکٹر فراہم کیے گئے۔ زرعی ترقّیاتی بینک اور دیگر کمرشل بینکوں نے بھی زرعی قرضے جاری کیے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

پرائمری تعلیم اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اساتذہ کے لیے مختلف مراعات کا اعلان کیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اِصلاحات (Health Reforms)

عوامی ہیلتھ سکیم کے ذریعے صحت کی سہولیات گھر گھر پہنچانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ خواتین کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت ملک میں بہت سی ڈسپنسریاں قائم کی گئیں۔ انسدادِ پولیو مہم شروع کی گئی۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

ملک بھر میں توانائی، بجلی کی کمی اور لوڈ شیڈنگ کا بحران ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے گئے۔ عوام کو لاکھوں گیس کنکشنز فراہم کیے گئے۔ کراچی میں پورٹ قاسم کو وسعت دی گئی۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے اور ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا۔ خواتین کے لیے سماجی پالیسیاں بنائیں۔ خواتین کی سہولت کے لیے وومن پولیس سٹیشن اور فرسٹ وومن بینک قائم کیے گئے۔

صدر کا انتخاب (Presidential Election)

1993ء میں صدارتی انتخابات ہوئے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما سردار فاروق احمد خاں لغاری صدرِ مملکت منتخب ہوئے۔ یوں وزیرِ اعظم اور صدرِ مملکت دونوں کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت سے تھا۔

حکومت کا خاتمہ (End of Government)

اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت پُر اعتماد اور بہتر تھا مگر اس مرتبہ بھی اُن کی حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ اس مرتبہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے منتخب کردہ صدر سردار فاروق احمد خاں لغاری نے متعدد الزامات لگا کر 5 نومبر 1996ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کر دی، قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

میاں محمد نواز شریف کا پہلا دورِ حکومت 93-1990ء
(Mian Muhammad Nawaz Sharif's First Term 1990-93)

میاں محمد نواز شریف

محترمہ بے نظیر بھٹو کی پہلی حکومت کے خاتمہ کے بعد ملک میں نگران حکومتیں قائم کر کے 1990ء میں انتخابات منعقد کرائے گئے۔ ان انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے میاں محمد نواز شریف نے وزیرِ اعظم بننے کے بعد اپنی حکومت مستحکم کرنے اور ملک کو سیاسی و معاشی بحران سے نکالنے کے لیے متعدد اصلاحات کیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

1990ء میں صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا، جس کے تحت نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ 1991ء میں نجکاری کمیشن قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد خسارے میں چلنے والے قومی اداروں کی نجکاری کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

1991ء میں حکومت نے زراعت کی ترقّی کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کیے۔ زرعی مشینری، ادویات اور دیگر زرعی سامان کی درآمدی ڈیوٹی میں چھوٹ دی گئی۔ لاکھوں ایکڑ زمین مزارعین میں تقسیم کی گئی اور انھیں مالکانہ حقوق دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

نواز شریف حکومت نے 1992ء میں دس سالہ تعلیمی منصوبے کے تحت نئے تعلیمی ادارے قائم کیے۔ تعلیمی اداروں کی عمارات کو بہتر بنایا اور لاکھوں اساتذہ کو تربیت دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

نواز شریف نے شعبۂ صحت پر خصوصی توجہ دی۔ سرکاری ہسپتالوں کا معیار بہتر بنایا اور بہت سا طبّی عملہ بھرتی کیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

اس دورِ حکومت میں نوجوانوں کو پچاس ہزار روپے سے تین لاکھ روپے تک کا قرضہ فراہم کیا گیا، تاکہ وہ خود روزگار کا بندوبست کر سکیں۔ حکومت نے ملک میں تعمیرِ وطن کے نام سے ترقیاتی پروگرام شروع کیا۔ حکومت نے موٹروے جیسے بڑے منصوبے شروع کیے جو بہت کامیاب ثابت ہوئے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

غریب لوگوں کی مالی معاونت کے لیے میاں نواز شریف حکومت نے 1992ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے بیت المال کا محکمہ قائم کیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم (Social Security Scheme) کو زیادہ فائدہ منداور بامقصد بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ کسی مزدور کی وفات کی صورت میں تجہیز و تکفین اور بیماری کی صورت میں مالی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

1991ء میں پاکستان کے آئین میں بارہویں ترمیم کی گئی۔ اس ترمیم میں عدلیہ سے متعلق خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ سنگین جرائم کے مقدمات کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے صوبوں کے درمیان ایک معاہدہ کروایا جس سے پانی کی تقسیم کا تنازع ختم ہو گیا۔ قومی مالیاتی ایوارڈ کے ذریعے صوبوں کو قابلِ تقسیم محاصل میں حصّہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کئی مثبت تبدیلیاں لائی گئیں۔ افغانستان میں قیامِ امن کے حوالے سے افغانستان کے مختلف راہنماؤں سے مذاکرات کیے گئے۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے بھارت کو باضابطہ دعوت دی گئی۔ حکومتِ پاکستان نے امریکا اور دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔

حکومت کا خاتمہ (End of Government)

نواز شریف حکومت بھی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ کراچی اور اندرونِ سندھ میں سیاسی حالات خراب ہو گئے۔ چناں چہ صدرِ پاکستان غلام اسحاق خان نے 18-اپریل 1993ء کو آئین کی شق 58-2B کا سہارا لے کر میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو برطرف کر دیا اور قومی و صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں مگر ملک میں جاری سیاسی کش مکش کی وجہ سے صدر غلام اسحاق خان کو بھی صدرِ پاکستان کا عہدہ چھوڑنا پڑا۔

میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت 1997-99ء
(Mian Muhammad Nawaz Sharif's Second Term 1997-99)

1-اقتصادی اِصلاحات اور نجکاری (Economic Reforms and Privatization)

i-معیشت کو مضبوط کرنا (Strengthening the Economy)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے سرکاری اداروں کی نجکاری کو فروغ دے کر پاکستان کی معیشت کو بحال کرنے پر توجہ دی۔ پبلک سیکٹر پر بوجھ کم کرنے اور نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے اقدامات کیے گئے۔ ان اقدامات کا مقصد معیشت کو جدید بنانا اور اسے عالمی سطح پر مزید مسابقتی بنانا تھا۔

ii-مارکیٹ لبرلائزیشن (Market Liberalization)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے تجارت کو آزاد کرنے اور محصولات کو کم کرنے کی پالیسیاں متعارف کروائیں، جس سے بین الاقوامی سرمایہ کاری اور تجارتی مواقع کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ ان کوششوں نے پاکستان کو عالمی سطح پر ایک وسیع معیشت کے طور پر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

2-جدید انفراسٹرکچر کی ترقی (Development of Modern Infrastructure)

i-موٹر وے پراجیکٹ (Motorway Project)

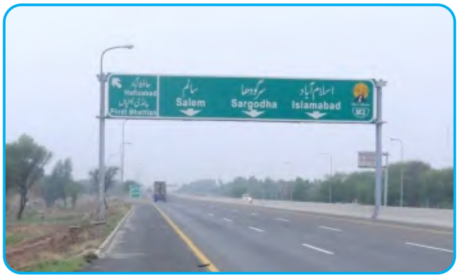

لاہور اسلام آباد موٹر وے

لاہور–اسلام آباد موٹر وے (M-2) کی تعمیر نمایاں اقدامات میں سے ایک ہے۔ یہ منصوبہ اپنے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور بڑے شہروں کے درمیان بہتر رابطے کو فروغ دینے کے عزائم کی علامت ہے۔ اس نے مستقبل کے موٹر وے منصوبوں کی بنیاد بھی فراہم کی جس کا مقصد تجارت اور سیاحت کو فروغ دینا ہے۔

ii- نقل و حمل کا بہتر انتظام (Improved Transportation Network)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے سڑکوں اور نقل و حمل کو جدید بنا کر، علاقائی رسائی کو بڑھانے کی کوشش کی جس سے کاروبار، شہریوں کے لیے سفر کرنا اور اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا۔

3-قومی سلامتی کو مضبوط بنانا (Strengthening National Security)

چاغی نیوکلیئر ٹیسٹ 1998 (Chagai Nuclear Tests 1998)

میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پاکستان نے بھارت کے جواب میں اپنے پہلے جوہری تجربات کامیابی سے کیے، جس سے وطنِ عزیز ایک جوہری طاقت والے ممالک کی صف میں شامل ہو گیا۔ اس سے نہ صرف پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا بلکہ قومی لحاظ سے باعثِ فخر بھی بنا، کیونکہ پاکستان ایٹمی ہتھیار رکھنے والا پہلا مسلم ملک بن گیا۔

ii- قومی فخر اور خود مختاری (National Pride and Sovereignty)

جوہری تجربات نے پاکستان کی خود مختاری کو تقویت دی، خطے میں اسٹرٹیجک پوزیشن کو مضبوط کیا اور پڑوسی ممالک کے ساتھ طاقت کے توازن کو یقینی بنایا۔

4- آئینی اور سیاسی اِصلاحات (Constitutional and Political Reforms)

i- جمہوریت کو مضبوط کرنا (Strengthening Democracy)

آئین میں 13 ویں ترمیم کے ذریعے قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے سے متعلق صدر کے اختیار کو ختم کر کے میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے جمہوری عمل کو با اختیار بنایا اور پارلیمانی نظام کے استحکام کو تقویت دی۔

ii- پارٹی ڈسپلن اور استحکام (Party Discipline and Stability)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت کی طرف سے متعارف کرائی گئی 14 ویں آئینی ترمیم کے ذریعے کسی بھی پارلیمانی رکن کی سیاسی وفاداری میں تبدیلی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ منتخب نمائندے اپنی جماعتوں اور پالیسیوں کے ساتھ وفادار رہیں۔

5- اقتصادی ترقی اور سرمایہ کاری (Economic Development and Investment)

i- زراعت اور دیہی ترقی کو فروغ دینا (Boosting Agriculture and Rural Development)

میاں محمد نواز شریف نے زرعی شعبے کو ترجیح دی۔ زرعی پیداوار میں اضافے، آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے اور کسانوں کو بہتر وسائل تک رسائی فراہم کرنے کے لیے مختلف پروگرام شروع کیے۔ ان اقدامات کا مقصد دیہی برادریوں کو با اختیار بنانا اور غذائی تحفظ کو بہتر بنانا تھا۔

ii- غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی (Encouraging Foreign Investment)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے تجارتی رکاوٹوں کو کم کر کے پاکستان کو ایک سرمایہ کاری دوست ملک کے طور پر فروغ دیا۔ اس عمل سے براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Direct Investment) لانے، خاص طور پر توانائی اور ٹیلی کمیونیکیشن جیسے شعبوں میں پیش رفت کی۔

6- ٹیکنالوجی اور مواصلات کو آگے بڑھانا (Advancing Technology and Communication)

i- ٹیلی کمیونیکیشن انقلاب (Telecommunication Revolution)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے پاکستان کے ٹیلی کمیونیکیشن انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے اہم اقدامات کیے۔ جدید مواصلاتی نیٹ ورکس کو ترقی دی جس کی وجہ سے موبائل فون اور انٹرنیٹ سروس کی فراہمی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

7- سفارتی رسائی اور بین الاقوامی تعلقات (Diplomatic Outreach and International Relations)

i- پڑوسیوں کے ساتھ امن کو فروغ دینا (Promoting Peace with Neighbours)

میاں محمد نواز شریف نے پڑوسیوں کے ساتھ امن اور تعاون کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ 1999ء میں بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے پاکستان کا دورہ کیا اور لاہور اعلامیہ پر دستخط کیے تھے۔ دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو کم کرنے اور بات چیت کے راستے کھولنے کی طرف ایک تاریخی قدم تھا۔ اس سے پُرامن بقائے باہمی اور علاقائی استحکام کے لیے ان کی وژن کو اُجاگر کیا۔

ii- پاکستان امریکا تعلقات میں بہتری (Improvements in US Pakistan Relation)

جوہری تجربات سے پہلے، میاں محمد نواز شریف نے اقتصادی تعاون اور تجارتی شراکت داری پر زور دیتے ہوئے امریکا کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنانے پر کام کیا۔ اس سفارتی رسائی نے مضبوط بین الاقوامی اتحاد کی پاکستان کی خواہش کو اجاگر کیا۔

خلاصہ یہ کہ 1997ء سے 1999ء تک میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے بہترین قیادت فراہم کی جس کے باعث معاشی آزادی، قومی سلامتی، بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور سفارتی رسائی پر زور دیا گیا۔ ان کے جراتمندانہ اقدامات نے پاکستان کی معیشت کو جدید بنانے، اس کی عالمی حیثیت کو بڑھانے اور عوام کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں مدد کی مختصر مدت کے باوجود ان اقدامات میں ملک کی ترقی کی رفتار پر پائیدار اثر چھوڑا۔

پاکستان بطور ایٹمی قوت
(Pakistan as Nuclear Power)

چاغی (بلوچستان میں ایٹمی دھماکوں کا منظر)

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے صوبہ بلوچستان کے علاقے چاغی میں ایٹمی دھماکے کر کے بھارت کی برتری کا خواب خاک میں ملا دیا۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکے بھارت کے (11 اور 13 مئی 1998ء) ایٹمی دھماکوں کا جواب تھے۔ عالمی طاقتوں کی طرف سے پاکستان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ایٹمی دھماکے کرنے سے باز رہے، مگر پاکستان کی حکومت نے عالمی طاقتوں کے دباؤ کو مسترد کر دیا۔ پاکستان نے امریکا اور مغربی دنیا کی طرف سے عائد ہونے والی پابندیاں برداشت کیں لیکن اپنا دفاع ناقابلِ تسخیر بنالیا۔

میاں محمد نواز شریف کے جرات مندانہ اقدامات سے پاکستان نہ صرف ایٹمی ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا بلکہ عالمِ اسلام کا پہلا ایٹمی ملک بن گیا۔ ان ایٹمی دھماکوں کی یاد میں ہر سال 28 مئی کو "یومِ تکبیر" منایا جاتا ہے۔

میاں محمد نواز شریف کا تیسرا دورِ حکومت (2013ء - 2017ء)
(Mian Muhammad Nawaz Sharif's ThirdTerm 2013-17)

جون 2013ء سے جولائی 2017ء تک تیسری مدت کے لیے بطور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے مختلف شعبوں میں بہت کامیابیاں حاصل کیں اور متعدد اقدامات کیے۔ ان کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے:

1- توانائی کے شعبے میں اِصلاحات (Reforms in Energy Sector)

i- توانائی کے منصوبے (Energy Projects)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے پاکستان کے توانائی کے دائمی بحران سے نمٹنے کے لیے توانائی کے کئی منصوبے شروع کیے۔ ان منصوبوں میں روایتی اور قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع جیسے کوئلہ، پن بجلی اور ہوائی بجلی وغیرہ شامل تھے۔

ii- بجلی کی بندش کا خاتمہ (Ending Power Outages)

میاں محمد نواز شریف نے اپنے تیسرے دورِ حکومت کے دوران ملک بھر میں بجلی کی بندش (لوڈ شیڈنگ) کو ختم کرنے نیشنل گرڈ کی صلاحیت میں اضافہ کرنے اور بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لیے توانائی کے مختلف منصوبوں کی شامل تھی۔

iii- توانائی کی پالیسیوں میں اصلاحات (Reforming Energy Policies)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری لانے اور توانائی کی پیداوار اور تقسیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے متعدد اصلاحات کیں۔

2- چین پاکستان اقتصادی راہداری (China Pakistan Economic Corridor-CPEC)

i- آغاز اور ترقی (Initiation and Development)

میاں محمد نواز شریف نے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) منصوبے کو شروع کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اربوں ڈالر کے اس منصوبے کا مقصد سڑکوں، ریلوے، بندرگاہوں اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے ذریعے پاکستان اور چین کے درمیان رابطوں کو بڑھانا ہے۔

ii- اقتصادی اثرات (Economic Impacts)

چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) منصوبے سے روزگار کے مواقع پیدا کرنے، غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنے اور دونوں ممالک اور وسیع تر خطے کے درمیان تجارت کو آسان بنا کر پاکستان کی معیشت کو فروغ دینے کے اقدامات کیے۔

3- ہیلتھ کارڈ کا اجرا (Issuance of Health Card)

1- انشورنس کوریج (Insurance Coverage)

اس سکیم کا مقصد ملک بھر میں کم آمدنی والے خاندانوں، خاص طور پر غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو ہیلتھ انشورنس کوریج فراہم کرنا ہے۔

ii- صحت کی دیکھ بھال تک رسائی (Access to Health Care)

صحت کارڈ سکیم کا بنیادی مقصد معاشرے کے پسماندہ طبقوں کے لیے صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی کو بہتر بنانا تھا، بشمول وہ لوگ جو طبّی علاج کی استطاعت نہیں رکھتے۔

iii- مالی بوجھ میں کمی (Financial Burden Reduction)

اس سکیم کا مقصد کم آمدنی والے خاندانوں کو ہیلتھ انشورنس کوریج فراہم کر کے صحت کی دیکھ بھال کے اخراجات کے مالی بوجھ کو کم کرنا ہے۔

4- بنیادی ڈھانچے کی ترقی (Basic Infrastructure Development)

i- نقل و حمل کے منصوبے (Transportation Projects)

حکومت نے نقل و حمل کے مختلف منصوبوں بشمول سڑکوں کے نیٹ ورک کی توسیع اور نئی شاہراہوں اور موٹرویز کی تعمیر میں سرمایہ کاری کی۔

ii- پبلک نقل و حمل (Public Transportation)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے لاہور اور اسلام آباد جیسے بڑے شہروں میں میٹرو بس سسٹم متعارف کرایا، جس کا مقصد پبلک ٹرانسپورٹ کو بہتر بنانا اور بے ہنگم ٹریفک کو کنٹرول کرنا تھا۔

iii- بنیادی ڈھانچے میں جِدّت (Infrastructure Modernization)

موجودہ بنیادی ڈھانچے بشمول ہوائی اڈے، بندرگاہیں اور عوامی سہولیات کو جدید اور اپ گریڈ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

5- اقتصادی ترقی (Economic Development)

i- مستحکم اقتصادی پالیسیاں (Stable Economic Policies)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینے کے لیے مستحکم اقتصادی پالیسیوں پر عمل کیا۔ ان پالیسیوں میں مہنگائی کو کنٹرول کرنے، ٹیکس وصولی کو بہتر بنانے اور مالیاتی خسارے کو کم کرنے کے اقدامات شامل تھے۔

ii- جی ڈی پی میں بہتری (Improvement in GDP)

میاں محمد نواز شریف کے دور میں پاکستان میں جی ڈی پی کی شرح نسبتاً مستحکم رہی جو کہ تقریباً 4 سے 5 فیصد سالانہ تھی۔

iii- غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Investment)

توانائی، بنیادی ڈھانچے اور مینوفیکچرنگ جیسے اہم شعبوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

6- امن وامان (Law and Order)

i- انسدادِ دہشت گردی کے لیے آپریشنز (Counterterrorism Operations)

حکومت نے عسکریت پسند گروہوں سے نمٹنے اور امن وامان کی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے، خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ٹارگٹڈ آپریشنز (Targeted Operations) شروع کیے۔

ii- حفاظتی اقدامات (Security Measures)

سیکیورٹی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مختلف حفاظتی اقدامات اُٹھائے گئے، جن میں سرحدی سیکیورٹی کو مضبوط بنانے اور انٹیلی جنس کوآرڈینیشن کو بہتر بنانے کی کوششیں شامل ہیں۔

7- سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے مالی وسائل کی فراہمی

(The National Endowment for Science and Technology-NEST)

i- مقاصد (Objectives)

میاں محمد نواز شریف کی وزارتِ عظمٰی کے تیسرے دور میں NEST کا قیام 2015ء میں وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت عمل میں آیا۔ اس سے جدت کے کلچر کو فروغ دینے اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے حکومتی عزم کی عکاسی ہوتی ہے۔

ii- جِدّت کے لیے مالی امداد (Funding for Innovation)

اس ادارے کا بنیادی مقصد سائنس دانوں، محققین کی جدید تحقیق کو مزید ترقی دینے اور اس کے لیے مالی وسائل فراہم کرنا تھا۔ جس کے تحت سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی (STEM) کے شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے وظائف اور تکنیکی شعبوں کے لیے مالی امداد شامل تھی۔

iii- مربوط شعبے (Connecting Sectors)

اس کا مقصد محققین اور کاروباری افراد کے درمیان تعاون اور علم کی منتقلی کو آسان بنا کر تعلیم یافتہ افراد اور صنعت کے درمیان خلا کو پُر کرنا ہے۔

جنرل پرویز مشرف کا دورِ حکومت 1999-2008ء
(General Pervez Musharraf's Era 1999-2008)

جنرل پرویز مشرف

12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر دی۔ وہ ملک کے چیف ایگزیکٹو بن گئے۔ انھوں نے 20 جون 2001ء کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور نئی انتظامیہ تشکیل پائی۔ انھوں نے سپریم کورٹ سے تین برس کے لیے حکومت کرنے کا اختیار حاصل کر لیا۔ انھوں نے ملک میں جلد انتخابات کرانے کا وعدہ بھی کیا۔ جنرل پرویز مشرف کی اہم اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے معاشی اقدامات میں صنعتوں کی بحالی، سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی اور سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنا شامل تھا۔ مشرف دورِ حکومت میں ملک میں کئی نئی صنعتیں بھی قائم کی گئیں جن میں موٹر گاڑیوں، موٹر سائیکل، چینی، کیمیکل، بنیادی ضروریات کا سامان بنانے، بجلی کا سامان (Electronics) بنانے اور سیمنٹ سازی کی صنعتیں قابلِ ذکر ہیں۔ بجلی کی مسلسل فراہمی کے لیے تھرمل پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ جنرل پرویز مشرف نے نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے نجکاری کمیشن قائم کیا۔ اس طرح پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لمیٹڈ (PTCL) اور مالیاتی اداروں کی نجکاری عمل میں لائی گئی۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کی ترقّی کے لیے اس میں جدت لائی گئی۔ کسانوں کو خصوصی مراعات دی گئیں۔ کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے کھالوں کو پختہ کیا گیا۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے تحت تعلیمی نصاب کو تبدیل کر دیا گیا۔ پہلی مرتبہ دینی مدارس کے طلبہ کو کمپیوٹر سائنس اور دیگر سائنسی مضامین پڑھانے کا آغاز کیا گیا۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو علاج معالجے کی بہتر سہولتیں دینے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ مریضوں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے خصوصی ایمبولینس سروس (ریسکیو 1122) شروع کی گئی۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

11 ستمبر 2001ء کو امریکا کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے ہوئے۔ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث پاکستان اہمیت اختیار کر گیا۔ مغربی ممالک کی امداد کے باعث پاکستان کی معیشت کو سہارا ملا۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جیسی اصطلاحات کا بہت چرچا رہا۔ ملک میں بہت سے نجی ٹیلی وژن چینلز متعارف کرائے گئے، کئی اخبارات اور نئے رسائل کا اجرا کیا گیا۔ ایئر فورس میں پہلی بار فلائنگ فائٹر کی حیثیت سے خواتین کو شامل کیا گیا۔ آرمی میں میڈیکل کور کے علاوہ پہلی بار بحیثیت کیڈٹ اور انجینئر خواتین کی بھرتی کی گئی۔ خواتین کو بطور ''ٹریفک وارڈن'' بھرتی کیا گیا۔ ایک خاتون ڈاکٹر شمشاد اختر کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا۔ مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں مخصوص کی گئیں۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں پاکستان کے آئین میں سترھویں ترمیم 2003ء میں کی گئی، جس کے تحت صدرِ پاکستان کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کرنے کا اختیار واپس مل گیا۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

جنرل پرویز مشرف نے 14-اگست 2001ء سے مقامی حکومتوں کا نظام (Local Government System) نافذ کیا۔ اس نظام کے تین بنیادی مقاصد تھے:

1- وسائل کی ضلع کی سطح پر دستیابی 2- مقامی معاملات، مقامی سطح پر حل کرنا 3- اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی

عام انتخابات 2002ء (General Elections 2002)

جنرل پرویز مشرف نے 2002ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد کروائے۔ ان انتخابات میں مسلم لیگ (قائداعظمؒ) نے اکثریت حاصل کی۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے میر ظفر اللہ خان جمالی کو وزیرِ اعظم منتخب کیا گیا۔ میر ظفر اللہ خان جمالی کی حکومت بھی محض ڈیڑھ برس چل سکی اور اُنھوں نے اپنی سیاسی پارٹی کے فیصلے کے مطابق استعفیٰ دے دیا۔ اُن کی جگہ عبوری مدت کے لیے چودھری شجاعت حسین وزیرِ اعظم بنے۔ اس کے بعد شوکت عزیز ممبر قومی اسمبلی منتخب ہونے کے بعد ملک کے وزیرِ اعظم بنے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

میر ظفر اللہ خان جمالی صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے واحد وزیرِ اعظم ہیں جو 2002ء کے عام انتخابات کے بعد وزیرِ اعظم بنے۔

سیّد یوسف رضا گیلانی کا دورِ حکومت 2008-12ء
(Syed Yousaf Raza Gillani's Era 2008-12)

سیّد یوسف رضا گیلانی

2008ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی اور سیّد یوسف رضا گیلانی وزیرِ اعظم بنے۔ وہ 2012ء تک وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ اس دور کی اہم اِصلاحات درج ذیل ہیں:

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی ترقّی کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے، لیکن بجلی اور گیس کا شدید بحران رہا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

کسان دوست اقدامات میں دس ہزار چھوٹے کاشت کاروں کو رعایتی ٹریکٹرز کی فراہمی، اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ اور دیگر اقدامات کیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

حکومت نے نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ (National Commission for Human Development) کے ذریعے بالغ افراد کو تعلیم فراہم کرنے کے لیے تعلیمِ بالغاں پروگرام شروع کیا گیا۔ دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں تباہ شدہ تعلیمی اداروں کی تعمیرِ نو کے لیے اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہسپتالوں میں ڈاکٹر، نرسیں اور دیگر میڈیکل سٹاف بھرتی کیا گیا اور اِن کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

اس دور کے اہم اقدامات میں ساتواں قومی مالیاتی ایوارڈ، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، وسیلۂ حق پروگرام، خواتین کی ترقّی و تحفظ اور خواتین کے لیے سرکاری ملازمتوں میں دس فی صد کوٹہ مختص کرنا، جیسے اقدامات شامل تھے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

خواتین کی ترقّی و تحفظ کے حوالے سے گھریلو تشدد اور دفاتر میں خواتین کو ہراساں کرنے پر سزا کے قوانین کی منظوری اور غربت کو کم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

دہشت گردی کے خلاف جنگ کامیابی سے جاری رہی۔ آغازِ حقوقِ بلوچستان کے تحت صوبہ بلوچستان کو جائز حقوق دیے گئے۔ گلگت بلتستان کی داخلی خودمختاری سمیت متعدد انتظامی اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ (End of Governemnt)

19 جون 2012ء کو توہینِ عدالت کے مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت سیّد یوسف رضا گیلانی کو اپنا عہدہ چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد راجا پرویز اشرف 2013ء تک وزیرِ اعظم رہے۔

عمران خان کا دورِ حکومت 2018-22ء
(Imran Khan's Era 2018-22)

قومی اسمبلی اور چار صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا انتخاب کرنے کے لیے پاکستان میں عام انتخابات 25 جولائی 2018ء کو منعقد ہوئے۔ ان انتخابات میں عمران خان کی جماعت پاکستان تحریکِ انصاف (پی۔ ٹی۔ آئی) نے برتری حاصل کی اور عمران خان پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے۔ پاکستان تحریکِ انصاف وفاق کے علاوہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں بھی حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی۔

اس دور کی اہم اصلاحات درج ذیل ہیں۔

عمران خان

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتوں کی ترقی کے لیے اقدامات کیے گئے۔ مستقل بنیادوں پر صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے خودمختار اداروں کے ساتھ بنیادی معاہدے پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

کاشت کاروں کو زراعت کی ترقّی کے لیے قرضے دیے گئے۔ کھیتوں سے تجارتی منڈیوں تک پختہ سڑکیں تعمیر کی گئیں۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

تعلیم کی ترقّی کے لیے "ایک قوم، ایک نصاب" کے اصول پر نیا نصاب ترتیب دیا گیا، جس میں پہلے مرحلے میں پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک یکساں نصاب اور کتب مرتب کی گئیں۔ دوسرے مرحلے میں چھٹی سے آٹھویں جماعت تک کا نصاب اور کتب جب کہ تیسرے مرحلے میں نویں سے بارھویں جماعت تک کا نصاب اور کتب تیار کرنا شامل تھیں۔

صحت سے متعلق اِصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو علاج معالجے کے لیے صحت سہولت پروگرام کے تحت غریب اور نادار افراد کو ہسپتالوں میں علاج معالجہ کرانے کی سہولت جاری رکھی گئی۔

معاشی اور معاشرتی اِصلاحات (Economic and Social Reforms)

وزیرِاعظم عمران خان نے جن پروگراموں کا آغاز کیا ان میں نوجوان ہنرمند پروگرام اور نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام وغیرہ شامل تھے۔ بڑے شہروں میں پناہ گاہیں قائم کی گئیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 4 جولائی 2018ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی فوری تعمیر کا حکم دیتے ہوئے چیئرمین واپڈا کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی۔

امورِ خارجہ اور انتظامی اِصلاحات (Foreign Policy and Administrative Reforms)

چین، ملائیشیا، ترکیہ، برطانیہ اور متحدہ عرب امارات سمیت کئی ممالک کے شہریوں کو وِیزا آن ارائیول (Visa on Arrival) یعنی پاکستان پہنچنے پر ان کو فوراً ویزا دینے کی سہولت فراہم کی۔ پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت نے سیاحت کے شعبے میں بھی خاطر خواہ اقدامات کیے اور اس حوالے سے پاکستان ٹورازم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے تحت نیشنل کوآرڈی نیشن بورڈ تشکیل دیا، تاکہ ملک میں سیاحت کو فروغ حاصل ہو۔

حکومت کا خاتمہ (End of Government)

اپریل 2022ء میں قومی اسمبلی میں تحریکِ عدمِ اعتماد کے نتیجے میں عمران خان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

میاں محمد شہباز شریف کا پہلا دورِ حکومت 23-2022ء
(Mian Shahbaz Sharif's First Era 2022-23)

میاں محمد شہباز شریف

میاں محمد شہباز شریف اپریل 2022ء سے اگست 2023ء تک پاکستان کے وزیر اعظم رہے۔ اس دورِ حکومت میں زراعت، صنعت، صحت، تعلیم اور توانائی سمیت کئی شعبوں میں اصلاحات متعارف کرائی گئیں۔ لوگوں کو خدمت کارڈ جاری کیے گئے، زرعی شعبے میں کسان پیکج کے ذریعے کسانوں کو اربوں روپے قرض دیے گئے۔

میاں محمد شہباز شریف کا دوسرا دورِ حکومت 2024ء تا حال
(Mian Shahbaz Sharif's Second Era 2024-Till Date)

قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا انتخاب کرنے کے لیے پاکستان میں 8 فروری 2024ء میں عام انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کے نتیجے میں میاں محمد شہباز شریف پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ اس دور میں حکومت نے آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدہ، امریکا سمیت دُنیا کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات میں بہتری، پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان مشترکہ دفاعی معاہدہ کرنے کے علاوہ متعدد اصلاحات کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس دورِ حکومت میں پاکستان کے آئین میں چھبیسویں اور ستائیسویں ترامیم کی گئیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی کی 33 نشستیں ہیں، جن میں سے 24 پر براہِ راست انتخابات منعقد ہوتے ہیں جب کہ 6 نشستیں خواتین اور 3 نشستیں ٹیکنوکریٹس کے لیے مخصوص ہیں۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان 1948ء، 1965ء، 1971ء اور کارگل 1999ء کی جنگیں

پاکستان اور بھارت کے درمیان 1948ء کی جنگ (Pakistan and India War 1948)

- ☆ پاکستان اور بھارت کے درمیان 1948ء کی جنگ کی بنیادی وجہ کشمیر کا تنازع تھا۔ اسے پہلی کشمیر جنگ بھی کہا جاتا ہے۔
- ☆ راجا ہری سنگھ ڈوگرہ نے کشمیریوں کو ہندوستان میں شامل ہونے پر مجبور کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔
- ☆ راجا ہری سنگھ ڈوگرہ کی مدد کے لیے بھارتی فوج گورداسپور کے راستے کشمیر میں داخل ہوئی۔ پاکستانی فوج نے بھی کشمیری آزادی پسندوں کی مدد کی۔
- ☆ پاکستان کی افواج نے کشمیر کے اہم حصے پر قبضہ کرلیا، جو اب آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کی مداخلت سے تنازع ختم ہوا۔

پاکستان، بھارت جنگ 1965ء (Pakistan and India War 1965)

رن آف کچھ میں پاک بھارت سرحدی تنازعات 1965ء کے موسم بہار سے شروع ہو چکے تھے اور کبھی کبھی دونوں اطراف سے ایک دوسرے پر فائرنگ ہوتی رہتی تھی۔ اسی طرح کشمیر میں بھی حالات روز بہ روز خراب ہوتے گئے۔ 1965ء میں ہی ریاست جموں و کشمیر میں بھارت نے صدارتی راج نافذ کر دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مقبوضہ جموں و کشمیر مکمل طور پر بھارت کا حصہ بن گیا۔ اس پر کشمیری عوام

نے اس بھارتی تسلط کے خلاف مظاہرے شروع کیے۔ ان تمام واقعات نے دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو بڑھا دیا۔

جنگ کے اہم واقعات (Main Events of War)

میجر راجا عزیز بھٹی شہید (نشانِ حیدر)

6 ستمبر 1965ء صبح 3 بجے بھارت نے غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کیا اور بین الاقوامی سرحد عبور کرتے ہوئے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ ان میں لاہور سیکٹر، رن آف کچھ، سیالکوٹ (چونڈہ) اور کشمیر وغیرہ کے محاذ شامل تھے۔

پاکستان کی فوج نے جواں مردی کے ساتھ اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا مقابلہ کیا۔ پاکستان کی بہادر عوام نے بھی اپنی فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ ملی نغموں نے عوام اور افواج کے جذبے کو مزید بڑھایا۔ لاہور واہگہ کے محاذ پر میجر راجا عزیز بھٹی اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیا مگر دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا اور دشمن بی۔ آر۔ بی نہر کو عبور نہ کر سکا۔ اس بہادری کے صلہ میں انھیں ''نشانِ حیدر'' سے نوازا گیا۔

چونڈہ کے مقام پر ٹینکوں کی بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔ ہمارے جوانوں نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کا راستہ روکا۔ ہماری فضائیہ نے بھی اپنی صلاحیت سے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ فضائی جنگ میں سکوارڈن لیڈر ایم۔ ایم عالم نے صرف ایک منٹ میں بھارتی فضائیہ کے پانچ جہاز فضا میں تباہ کیے۔ ہمارے فوجی جوانوں نے جنگی تاریخ کے یادگار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں پاکستانی عوام کا جذبہ بھی ناقابلِ بیان تھا۔

1965ء کی جنگ میں دشمن کے خلاف پاکستانی ٹینکوں کی پیش قدمی

1965ء کی جنگ کا ایک منظر

جنگ کے اثرات (Impacts of War)

اس جنگ کی بدولت پاکستان کے عوام میں قومی یکجہتی، حب الوطنی اور اتحاد کی روح پیدا ہوئی۔ اس جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے پاکستان کا بہت ساتھ دیا۔ اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا اور مسئلہ کشمیر عالمی سطح پر دوبارہ اجاگر ہوا۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ 1971ء (Pakistan and India War 1971)

پاکستان کے دونوں حصوں (مغربی اور مشرقی پاکستان) کے درمیان زبان، جغرافیائی، سماجی اور ثقافتی فرق تھا۔ مشرقی پاکستان کے لوگ سمجھتے تھے کہ ان کا معاشی استحصال ہو رہا ہے۔ مسلم لیگ کے انحطاط اور علاقائی بنگالی جماعتوں کے عروج نے بھی حالات کو خراب کیا۔ 1970ء کے انتخابات کے بعد ملک میں بحران نے جنم لیا۔ مشرقی پاکستان پر بھارت کے حملے نے جنگ کی کیفیت پیدا کر دی۔

جنگ 1971ء کے واقعات (Events of War 1971)

پاکستان میں 1970ء کے عام انتخابات میں عوامی لیگ نے اکثریت حاصل کی لیکن اس کو اقتدار منتقل نہ کیا گیا۔ شیخ مجیب الرحمان نے اپنا چھے نکاتی پلان پیش کیا اور پیپلز پارٹی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مجیب الرحمان نے عدم تعاون کی تحریک شروع کی۔

جنرل یحییٰ خان نے مارچ 1971ء میں قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا لیکن شیخ مجیب الرحمان نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا۔ بدقسمتی سے پاکستان کے یومِ جمہوریہ 23 مارچ کو، عوامی لیگ نے یومِ مزاحمت کے طور پر منایا۔ پورے مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کے پرچم لہرائے گئے۔ اسی دوران بھارت نے مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔

پاکستانی افواج نے بہادری سے جنگ لڑی اور ملکی دفاع کے لیے لازوال قربانیاں پیش کیں۔ آخر کار اقوامِ متحدہ کی مداخلت سے جنگ بندی ہوئی۔ مشرقی پاکستان دنیا کے نقشے پر بنگلہ دیش کے نام سے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے نمودار ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1965ء اور 1971ء کی پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگوں میں پاکستان آرمی، فضائیہ کے علاوہ پاکستان نیوی نے مشکل حالات کے باوجود ملک کا بہادری اور پیشہ ورانہ عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارتی بحریہ کو اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ کارگل 1999ء (Pakistan and India Kargil War 1999)

1947-48ء کی جنگ کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان سیز فائر لائن کا قیام عمل میں آیا۔ پاکستانی اور ہندوستانی افواج سخت سردیوں میں کارگل کی چوکیاں چھوڑ کر واپس آجاتی تھیں مگر 1999ء میں دونوں ممالک کے درمیان کارگل کی جنگ شروع ہوگئی۔ پاکستانی فوج نے لائن آف کنٹرول کے پار بھارتی فوجیوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ اس جنگ میں کیپٹن کرنل شیر خان شہید اور حوالدار لالک جان شہید نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ انھیں نشان حیدر دیے گئے۔ اقوامِ متحدہ کی مداخلت کے بعد دونوں ممالک نے کارگل سے اپنی افواج واپس بلانے پر اتفاق کیا۔ اس طرح کارگل جنگ ختم ہوئی۔

آپریشن بنیان المرصوص 2025ء (Operation Bunyan-Al-Marsoos)

آپریشن بنیان المرصوص (لفظی معنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار یا آہنی دیوار) کے تحت بھارت کے پاکستان پر میزائل اور ڈرون حملوں کے جواب میں پاکستانی فوج کی طرف سے 10 مئی 2025ء کو بھارتی فوجی اہداف پر بڑے پیمانے پر کامیاب جوابی حملے کیے گئے۔

آپریشن بنیان المرصوص

پس منظر (Background)

22 اپریل 2025ء کو بھارتی غیر قانونی مقبوضہ جموں و کشمیر کے ضلع اننت ناگ کے علاقے پہلگام کے قریب ایک دہشت گرد حملے میں کئی سیاح ہلاک اور زخمی ہوئے۔ بھارت نے اس حملے کا بے بنیاد الزام پاکستان پر لگا کر پاکستان کے ساتھ اپنی سرحد کو بند کر دیا، سندھ طاس معاہدے کو معطل کر دیا، پاکستانی سفارت کاروں کو ملک سے نکال دیا اور پاکستانی شہریوں کے ویزے منسوخ کرتے ہوئے انھیں چند دنوں میں ملک چھوڑنے کا کہا۔ دونوں ممالک کے درمیان سرحد پار سے فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا۔ دونوں ممالک نے اپنی اپنی فضائی حدود کو بھی ایک دوسرے کی پروازوں کے لیے بند کر دیا۔

واقعات (Events)

پاکستان پر بھارت کے بزدلانہ ڈرون اور میزائل حملوں کے بعد ہمارے فضائی محافظوں نے چینی ساختہ جے۔10 سی (J-10-C) اور جے ایف 17 تھنڈر طیاروں سے دشمن کو دھول چٹائی۔ فضائی محافظوں نے بھارت کے زیر استعمال فرانس کے جدید ترین رافیل طیاروں سمیت قریباً چھ سے سات طیارے مار گرائے۔ اس مؤثر جواب نے نہ صرف بھارت بلکہ پوری دنیا کو ششدر کر دیا۔ پاکستان نے آپریشن بنیان المرصوص میں بھارت کے کئی اہداف کو کامیابی سے نشانہ بنا کر تباہ کر دیا گیا۔ پاکستان ایئر فورس کے جے ایف 17 تھنڈر کے ہائپرسونک میزائلوں نے آدم پور میں بھارت کا S-400 سسٹم تباہ کر دیا اور کئی بھارتی فوجی اہداف کو کامیابی سے نشانہ بنایا۔ اس جنگ میں بھارت نے شدید جانی اور مالی نقصان اٹھایا اور بالآخر جنگ بندی کی درخواست کی۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی ثالثی میں جنگ بندی ہوئی۔ پاکستان کی بہادر افواج کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں نے پوری قوم کے سر فخر سے بلند کر دیے۔

بھارت کے ساتھ 22 اپریل سے 9 مئی تک کے معرکے کو معرکہ حق کا نام دیا گیا جبکہ 10 مئی کی کارروائی آپریشن بنیان المرصوص کے تحت کی گئی۔ آپریشن بنیان المرصوص کی کامیابی پر وزیر اعظم نے ہر سال 10 مئی کو یوم معرکہ حق منانے کا اعلان کیا ہے۔ اس عسکری معرکہ میں پاکستانی فوج کی شاندار کارکردگی کے اعتراف میں جنرل عاصم منیر کو ترقی دے کر فیلڈ مارشل کے عہدے پر فائز کیا گیا۔

پاکستان پر بین الاقوامی جنگوں کے اثرات
(Impacts of International Wars on Pakistan)

(دہشت گردی کے خلاف جنگ اور سوویت افغان جنگ)

i- دہشت گردی کے خلاف جنگ (War Against Terrorism)

11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ہونے والے حملے کے نتیجے میں امریکا اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ تقریباً 20 سالہ طویل تنازع بالآخر 2021ء میں طالبان کے ساتھ امریکی معاہدے کے ساتھ ختم ہوا۔ اس طرح افغانستان میں طالبان کی دوبارہ حکومت قائم ہوئی۔

اس جنگ میں پاکستان کو امریکا کا اتحادی ہونے کی بنا پر شدید دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے دوران پاکستان نے نہ صرف قیمتی جانیں دیں اور انفراسٹرکچر ضائع کیا ہے بلکہ اربوں روپے کے اخراجات بھی برداشت کیے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی ہوئی، نجکاری پروگرام کی رفتار متاثر ہوئی، سکیورٹی پر اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑے اور ملکی سیاحت کی صنعت متاثر ہوئی۔ دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچا۔

ii- سوویت افغان جنگ (Soviet Afghan War)

سوویت یونین (موجودہ روس) نے 1979ء میں افغانستان پر حملہ کیا۔ افغانستان میں لڑی جانے والی یہ جنگ 9 سال تک جاری رہی۔ اس لڑائی میں ایک طرف تو افغان فوج کے نام پر روسی فوج لڑ رہی تھی تو دوسری طرف مجاہدین روس کے خلاف برسر پیکار تھے۔ امریکا اور روس کے درمیان سرد جنگ کی وجہ سے امریکا اس جنگ میں کھل کر سامنے نہیں آیا مگر امریکا اور پاکستان نے مجاہدین کی معاونت کی۔ افغانستان میں سوویت مداخلت سے پاکستان میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوا۔ لاکھوں افغان مہاجرین پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کو افغان مہاجرین کی وجہ سے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان اور افغانستان میں غربت بڑھی اور خوراک کی کمی ہو گئی۔

قراردادِمقاصد (1949) (Objectives Resolution-1949)

قراردادِ مقاصد پاکستان کی آئینی تاریخ کی اہم ترین دستاویزات ہے جسے 12 مارچ 1949ء کو پہلی آئین ساز اسمبلی نے منظور کیا۔اس قرارداد کو اسمبلی میں پیش کرنا اور منظور کروانا لیاقت علی خاں کا ایک اہم کارنامہ ہے۔اس قرارداد نے وہ مقاصد بیان کیے جن پر ملک کے مستقبل کا آئین قائم ہونا تھا۔یہ قرارداد پاکستان میں بننے والے تمام دساتیر میں بطور ابتدائیہ (Preamble) شامل کی گئی اور 1985ء میں 1973ء کے آئین میں ترمیم کے ذریعے اسے باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

قراردادِ مقاصد کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت (Sovereignty of Allah)

اس قرارداد میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس اقتدار کو اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

2- اسلامی اقدار کی پابندی (Adherence of Islamic Values)

قراردادِ مقاصد میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی اقدار مثلاً جمہوریت، آزادی، رواداری اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے گا۔

3- اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارنے کے لیے بہتر اور مناسب ماحول فراہم کیا جائے گا۔

4- اقلیتوں کا تحفظ (Protection of Minorities)

پاکستان میں رہنے والے تمام غیر مسلم شہریوں کو اپنے مذاہب اور عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

5- بنیادی حقوق کی فراہمی (Provision of Basic Rights)

پاکستان کے شہریوں کو بلا تخصیص تمام شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

6- وفاقی نظامِ حکومت (Federal Form of Government)

پاکستان کا نظام وفاقی جمہوری ہوگا، جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے گا۔

7- پسماندہ علاقوں کی ترقی (Development of Backward Areas)

پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے اور انھیں ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔

8- عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

عدلیہ اپنے کاموں میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

9- اُردو قومی زبان (Urdu as National Language)

قراردادِمقاصد میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ ملک کی قومی زبان اردو ہوگی۔

قراردادِمقاصد کی اہمیت (Importance of Objectives Resolution)

قراردادِمقاصد کی منظوری کے بعد لوگوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ لوگوں کی خواہشات اور مرضی کے مطابق اسلامی فلاحی ریاست کا خواب پورا ہو سکے گا۔

1- قرارداد کی منظوری کے بعد ملک میں دستور بنانے کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جسے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا نام دیا گیا۔

2- قراردادِمقاصد کی منظوری کے بعد دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور ہوگئیں۔

3- قراردادِمقاصد نے دستور بنانے کے لیے بنیادی اصولوں کی نشان دہی کر دی۔

1956ء، 1962ء اور 1973ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات

(Salient Features of the Constitution of 1956,1962,and 1973)

1956ء کے آئین کی خصوصیات (Salient Features of Constitution of 1956)

قراردادِمقاصد کی منظوری کے بعد اس بات کا یقین تو ہو گیا کہ ملک کا دستور کن بنیادوں پر بنایا جائے گا مگر آزادی کے فوراً بعد ہی پاکستان ایسے بے شمار مسائل کا شکار ہو گیا کہ دستور سازی پر بھرپور توجہ نہ دی جا سکی۔سیاسی عدمِ استحکام کی وجہ سے حکومتیں تیزی سے تبدیل ہونے لگیں۔ دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی تھی کہ ملک کا مغربی حصہ چار صوبوں اور مشرقی حصہ ایک صوبے پر مشتمل تھا۔اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا گیا اور اسے وَن یونٹ کا نام دیا گیا۔وَن یونٹ کے قیام اور آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے بعد دستور سازی کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا تھا۔

وزیرِاعظم چودھری محمد علی نے دستور سازی کے کام کی طرف پوری توجہ دی اور اسے مکمل کیا۔ پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956ء کو نافذ کیا گیا۔اس آئین کی اہم خصوصیات درج ذیل تھیں:

(i) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔

(ii) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظامِ حکومت قائم کیا گیا۔

(iii) آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اختیارات کا عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال، قرآن وسنّت کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول اور اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا گیا۔

(iv) آئین میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی کہ شہریوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مکمل شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

(v) اس بات کی ضمانت فراہم کی گئی کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تمام دباؤ سے آزاد ہوگی۔اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ملازمت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(vi) 1956ء کے دستور کے مطابق اُردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

(vii) 1956ء کے آئین کو تحریری شکل میں تیار کیا گیا تھا۔

آئین کی منسوخی (Abrogation of Constitution)

1956ء کا آئین 9 سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا تھا مگر یہ آئین صرف دو سال اور 7 ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد اکتوبر 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر دی اور تمام اختیارات خود سنبھال لیے اور جنرل محمد ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔

1962ء کے آئین کی خصوصیات (Salient Features of Constitution1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے لیے نیا آئین بنانے کے لیے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے اپنی سفارشات 1961ء میں صدر کو پیش کیں۔ صدر نے ان سفارشات میں کچھ ترامیم کے بعد پاکستان کے لیے ایک نیا آئین منظور کیا جسے 8 جون 1962ء کو نافذ کیا گیا۔

(i) 1962ء کا آئین وفاقی نوعیت کا تھا۔ اس دستور میں پاکستان کے دونوں حصوں کو برابر نمائندگی دی گئی۔

(ii) 1962ء کے دستور کے تحت ملک میں صدارتی طرزِ حکومت رائج کیا گیا۔ تمام اختیارات کا منبع صدر کو بنایا۔

(iii) 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں مثلاً: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہِ ریاست کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 1962ء کے آئین کو فردِ واحد کا آئین کیوں کہتے ہیں؟

(iv) عوام کو بہتر زندگی گزارنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کئی حقوق دیے گئے، جن کو شہریوں کے بنیادی حقوق کہتے ہیں۔

(v) 1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں کو پاکستان کی قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1962ء کے آئین کی ناکامی (Failure of Constitution 1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے تقریباً 10 سال حکومت کی۔ جنرل محمد ایوب خان کی آمرانہ حکومت کے خلاف عوام نے زبردست تحریک چلائی اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ 25 مارچ 1969ء کو جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھال لی اور 1962ء کے آئین کو ختم کر دیا۔

> **سرگرمی:**
>
> اساتذہ کرام طلبہ سے 1956ء اور 1962ء کے آئینوں کا موازنہ، ان میں شامل اسلامی دفعات، زبان، طرزِ انتخابات اور حقوق کے حوالے سے کرائیں اور بعد میں اس پر طلبہ کے مابین ایک مباحثہ کا انعقاد کریں۔

1973ءکے آئین کی اہم خصوصیات (Salient Features of Constitution 1973)

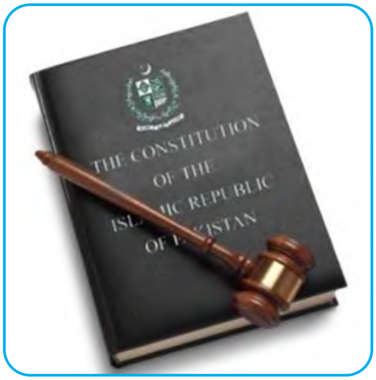

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان

ذوالفقار علی بھٹو نے دستورِ پاکستان کی تیاری کے لیے تمام بڑی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے 25-اراکین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔اس طرح آئین سازی کا کام مکمل ہوا۔14-اگست 1973ء سے اسے باقاعدہ طور پر نافذ کر دیا گیا۔آئین پاکستان 1973ء کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

(i) 1973ء کا آئین اسلامی نوعیت کا ہے۔اس آئین کے تحت کوئی قانون اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا۔

(ii) ملک میں وفاقی نظام قائم ہوگا۔ پاکستان چار صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا)، بلوچستان اور وفاقی علاقوں پر مشتمل ایک وفاقی ریاست ہوگا۔

(iii) مرکز اور صوبوں میں اختیارات تقسیم کر کے صوبائی خودمختاری کا مسئلہ حل کیا گیا۔

(iv) آئین کے تحت ملک میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئیں۔ایوانِ بالا کا نام سینٹ (جس کی میعاد چار سال ہوتی ہے) جب کہ ایوانِ زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔

(v) صوبوں میں صوبائی اسمبلیاں قائم کی گئیں۔

(vi) آئین کے تحت آزاد اور خودمختار عدلیہ قائم کی گئی۔مرکز میں سپریم کورٹ (عدالتِ عظمٰی) جب کہ چاروں صوبوں میں چار ہائی کورٹس (عدالت ہائے عالیہ) قائم کی گئیں۔

(vii) ملک میں پارلیمانی نظام قائم ہوگا۔صدرِ مملکت ریاست کا سربراہ، جب کہ وزیرِ اعظم حکومت کا سربراہ ہوگا۔

(viii) قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی سیاسی جماعت ہی وفاقی حکومت بنائے گی۔

(ix) صدر اور وزیرِ اعظم کے لیے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا۔

(x) بنیادی انسانی حقوق کو تحفّظ فراہم کیا گیا۔

قانون کی حکمرانی کی اہمیت (Importance of Rule of Law)

قانون کی حکمرانی گورننس کا ایک اصول ہے جس میں کسی ملک کے تمام افراد اور ادارے بشمول ریاست خود، ایسے قوانین کے لیے جوابدہ ہیں جو سب کے لیے یکساں ہوں اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے مطابق ہوں۔قانون کی بالادستی قائم کرنے اور لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لیے ملک میں عدالتیں قائم ہیں۔ان میں سول کورٹ، سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ اہم عدالتیں ہیں۔ان عدالتوں میں جج صاحبان تعینات ہوتے ہیں۔یہ انصاف اور قانون کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں۔ایک جمہوری ریاست کے بنیادی اصول کے طور پر قانون کی حکمرانی کی بہت اہمیت ہے:-

-1 قانون کی حکمرانی سے سب شہری اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔

-2 لوگ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔

3- معاشرے میں اچھے سماجی رویوں کی تعمیر ہوتی ہے۔ 4- مساوات اور انصاف کا اصول سب پر لاگو ہوتا ہے۔

5- قانون اس بات کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے کہ شہریوں کے حقوق اور آزادیوں کو محفوظ بنایا جائے۔

6- قانون کی حکمرانی شہریوں کے وقار کو بھی یقینی بناتی ہے۔

آئین (Constitution)

آئین کسی ملک کے بنیادی اصولوں، قوانین اور ضابطوں کا وہ مجموعہ ہے جو حکومت کے اختیارات اور فرائض کو متعین کرتا ہے۔ یہ اداروں کا ڈھانچہ بتاتا ہے اور شہریوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔

پاکستان میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کی تجاویز

(Suggestions for Improving Law and OrderSituation in Pakistan)

امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے کچھ تجاویز درج ذیل ہیں:

☆ امن وامان برقرار رکھنے کے لیے ملکی قوانین اور اصولوں کی پابندی ضروری ہے، جو کوئی بھی قانون کو توڑے تو اسے سزا ملے۔

☆ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں کو تربیت دی جائے۔ کسی بھی علاقے میں امن وامان کو بہتر بنانے کے لیے ایک جامع نقطۂ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جس میں مختلف اسٹیک ہولڈرز بشمول سرکاری حکا ، قانون نافذ کرنے والے ادارے، کمیونٹی تنظیمیں اور شہری شامل ہوں۔

☆ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مضبوط بنانا چاہیے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کی تربیت، ضروری ساز وسامان اور بنیادی ڈھانچے کے لحاظ سے مناسب وسائل مختص کیے جائیں۔

کمیونٹی کی شمولیت کو فروغ دے کر پولیس اور کمیونٹی کے درمیان مضبوط شراکت داری کو فروغ دیا جائے۔

☆ نگرانی کو بہتر بنانے اور مجرمانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لیے جدید نگرانی کی ٹیکنالوجی، جیسے کلوزڈ سرکٹ ٹیلی وژن (CCTV) کیمرے میں سرمایہ کاری وقت کی ضرورت ہے۔ واقعات کی فوری رپورٹنگ اور ردِ عمل کے لیے موثر نظام نافذ کیا جائے۔

☆ امن وامان بہتر کرنے کے لیے قانون سازی بہت ضروری ہے۔ قوانین کا جائزہ لینا چاہیے اور ان کو اَپ ڈیٹ کرنا چاہیے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ ابھرتے ہوئے جرائم سے نمٹا جا سکے۔

☆ بین الاقوامی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے بین الاقوامی تعاون کے تبادلے کریں تاکہ بین الاقوامی جرائم، انسانی اسمگلنگ اور سرحد پار سے دیگر مسائل کا مقابلہ کیا جا سکے۔

☆ عدالتی نظام کو مزید مضبوط بنانا ضروری ہے۔ عدالتی نظام میں درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے فوری اور منصفانہ انصاف کو یقینی بنایا جائے۔ ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے، انفراسٹرکچر کو بہتر بنایا جائے اور مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کے لیے عمل کو ہموار کیا جائے۔

☆ مختلف سرکاری اداروں، جیسے قانون نافذ کرنے والے، میونسپل باڈیز، ٹرانسپورٹ اتھارٹیز اور سماجی بہبود کی تنظیموں کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔ معلومات اور وسائل کا اشتراک جرم سے نمٹنے اور نظم ونسق برقرار رکھنے میں بہتر نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) قراردادِ مقاصد منظور ہوئی:

(الف) 1930ء میں (ب) 1940ء میں (ج) 1946ء میں (د) 1949ء میں

(ii) 1970ء کے انتخابات کے بعد پاکستان میں اقتدار اسنبھالا:

(الف) یحییٰ خان نے (ب) ذوالفقار علی بھٹو نے (ج) مجیب الرحمان نے (د) مفتی محمود نے

(iii) آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" کے مطابق قومی اسمبلی کی نشستوں کی کل تعداد تھی:

(الف) 310 (ب) 313 (ج) 316 (د) 320

(iv) جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھالی:

(الف) مارچ 1969ء میں (ب) اپریل 1970ء میں (ج) مارچ 1971ء میں (د) اپریل 1972ء میں

(v) 1973ء کے آئین کے مطابق ایوانِ بالا سینیٹ کی میعاد ہے:

(الف) تین سال (ب) چار سال (ج) پانچ سال (د) چھے سال

(vi) پاکستان اور بھارت کے درمیان ستمبر 1965ء کی جنگ جاری رہی:

(الف) سات روز تک (ب) تیرہ روز تک (ج) سترہ روز تک (د) بیس روز تک

(vii) پاکستان نے 1998ء میں ایٹمی دھماکے کیے:

(الف) چاغی پہاڑ میں (ب) کوہ کیرتھر میں (ج) چلتن پہاڑ میں (د) کوہ سلیمان میں

(viii) میاں نواز شریف نے موٹروے کا افتتاح کیا:

(الف) 1998ء میں (ب) 1996ء میں (ج) 1994ء میں (د) 1992ء میں

(ix) "یومِ تکبیر" منایا جاتا ہے:

(الف) 23 مارچ کو (ب) 15 جون کو (ج) یکم مئی کو (د) 28 مئی کو

(x) ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ پیش آیا:

(الف) 2001ء میں (ب) 2003ء میں (ج) 2005ء میں (د) 2007ء میں

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) لیاقت علی خاں کو قائدِ ملت کا خطاب کب اور کیوں دیا گیا؟

(ii) آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" سے کیا مراد ہے؟

(iii) 1956ء کا آئین کیسے منسوخ ہوا؟

(iv) پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ 1948ء کی بنیادی وجہ تحریر کریں۔

(v) آئین سے کیا مراد ہے؟

(vi) قائداعظم محمد علی جناح رَحمۃُاللہِ عَلَیہِ کی بحیثیت گورنر جنرل کوئی سی تین انتظامی اصلاحات کا ذکر کریں۔
(vii) یومِ تکبیر سے کیا مراد ہے؟
(viii) آپریشن بنیان المرصوص کا پس منظر بیان کریں۔
(ix) 1965ء کی پاکستان اور بھارت جنگ میں پاک فضائیہ کا کردار بتائیں۔
(x) دوسری آئینی ترمیم کیا تھی؟
(xi) جنرل پرویز مشرف کی چار معاشرتی اصلاحات تحریر کریں۔
(xii) پاکستان کی آئینی تاریخ میں وَن یونٹ سے کیا مراد ہے؟
(xiii) 1962ء کے آئین کی اسلامی دفعات تحریر کریں۔
(xiv) میاں محمد شہباز شریف کے پہلے دورِ حکومت میں کون سی اصلاحات متعارف کرائی گئیں؟
(xv) گلگت بلتستان کی اسمبلی میں نشستوں کی تقسیم کس طرح کی گئی ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) پاکستان کے ابتدائی مسائل کا تجزیہ کریں۔
(ii) قراردادِ مقاصد کی نمایاں خصوصیات پر بحث کریں۔
(iii) مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کا تجزیہ کریں۔
(iv) ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت کی پالیسیوں کا تجزیہ کریں۔
(v) 1973ء کے آئین کی خصوصیات بیان کریں۔
(vi) میاں محمد نواز شریف کے ادوارِ حکومت میں اقتصادی ترقی کے لیے کی گئی کوششوں اور اقدامات کا جائزہ لیں۔
(vii) وزیراعظم بےنظیر بھٹو کے ادوارِ حکومت کا موازنہ کرتے ہوئے واضح کریں کہ ان کا کون سا دور بہتر رہا؟
(viii) جنرل ضیاء الحق کے دور میں کی گئی اصلاحات کی وضاحت کریں۔
(ix) قانون کی حکمرانی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے پاکستان میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز دیں۔

سرگرمیاں

(i) اس باب میں دیے گئے تاریخی واقعات کی ایک ٹائم لائن بنائیں۔
(ii) اپنے اساتذہ، والدین اور بزرگوں سے معلومات حاصل کر کے مقامی مسائل کو حل کرنے میں مقامی حکومتوں کے کردار پر ایک پیراگراف لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) پاکستان میں مختلف حکومتوں کے ادوار میں ہونے والے اہم واقعات سے طلبہ کو آگاہ کریں۔
(ii) یومِ تکبیر کے حوالے سے تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔
(iii) 1973ء کے آئین کے اہم پہلوؤں پر بحث کرائیں۔

باب 4

پاکستان کا جغرافیہ
(Geography of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 دنیا کے نقشے پر پاکستان کے اصل مقام کی نشان دہی کر سکیں۔

-2 پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت کا اندازہ لگا سکیں۔

-3 پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کا اندازہ اس کی جغرافیائی، سیاسی اور اقتصادی اہمیت کے لحاظ سے کر سکیں۔

-4 پاکستان کے بڑے شہروں کی اہمیت ان کے جغرافیائی محل وقوع کی بنیاد، بشمول ان کے اردگرد کی طبعی خصوصیات جیسے دریاؤں، پہاڑوں اور ساحلی علاقوں سے تعلق کو بیان کر سکیں۔

-5 پاکستان کے اہم پہاڑی سلسلوں، سطح مرتفع، دریاؤں اور میدانی علاقوں کو طبعی نقشے پر لیبل کر سکیں اور ملک کے طبعی اور انسانی جغرافیہ کے لیے ان کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

-6 جنگلات کی مختلف اقسام کو متاثر کرنے والے مختلف عوامل کی چھان بین کر سکیں نیز موسمی اثرات اور قدرتی آفات سے تحفظ کے حوالے سے آبپاشی والے جنگلات اور مینگروز کے فوائد اور نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔

-7 جغرافیائی آلات کا استعمال کرتے ہوئے قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے جغرافیائی، موسمی، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور صنعتی پہلوؤں کی چھان بین کر سکیں۔

-8 پاکستان میں مختلف قسم کے جنگلات کی مقامی تقسیم بشمول پیداواری اور حفاظتی جنگلات کی تشریح کر سکیں انھیں نقشہ پر دکھانے کے لیے جغرافیائی آلات اور تکنیکوں کا استعمال کر سکیں اور ملک کے لیے جنگلات کے فوائد اور استعمال کی وضاحت کر سکیں۔

-9 مختلف ذرائع جیسے اخبارات، موسمی چارٹ، جغرافیائی پریزینٹیشن اور جغرافیائی تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے پاکستان کے آب و ہوا کے خطوں کا موازنہ درجہ حرارت، بارش، بشمول مون سون اور بارش کی تقسیم کے لحاظ سے کر سکیں۔

-10 پاکستان کی معیشت پر سردی اور برف باری کے اثرات کے مدنظر رکھتے ہوئے درجہ حرارت، دباؤ، اور ہوا کے پیٹرن میں موسمی تبدیلیوں کے اثرات کا اندازہ لگا سکیں اور پہاڑی علاقوں پر برف، نیز طوفان، سیلاب، اور خشک سالی کے زراعت، صنعت اور مواصلات پر اثرات بیان کر سکیں۔

-11 ان عوامل کا تجزیہ کریں جو گلوبل وارمنگ میں معاون ہوتے ہیں نیز اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے طبعی عوامل اور مظاہر بیان کر سکیں جو سیلاب، موسمیاتی تبدیلی، اور دیگر ماحولیاتی خطرات سے منسلک ہیں۔

-12 نامیاتی ایندھن کی کھپت کے ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لے سکیں اور ماحولیاتی انتظام میں حکومتوں اور معاشروں کے کردار پر زور دیتے ہوئے ماحولیاتی تبدیلیوں اور گلوبل وارمنگ کے اثرات کو کم کرنے کے لیے طریقہ کار تجویز کر سکیں۔ (کیس اسٹڈی: ڈیزاسٹر مینجمنٹ میں پاکستان کی نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کے موثر ہونے کا جائزہ لے سکیں اور آفات سے نمٹنے کی تیاری اور ردعمل کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کر سکیں۔)

تعارف (Introduction)

پاکستان براعظم ایشیا میں واقع ہے۔ یہ جنوبی ایشیا کا ایک اہم ملک ہے۔ پاکستان کا کل رقبہ 796,096 مربع کلومیٹر ہے۔ پاکستان کا قریباً 58 فیصد رقبہ پہاڑوں اور سطوحِ مرتفع پر مشتمل ہے جبکہ قریباً 42 فیصد رقبہ میدانوں اور ریگستانوں پر پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان جنوب میں بحیرۂ عرب کے ساحلوں اور دریائے سندھ کے ڈیلٹائی میدان سے شمال میں واقع بلند و بالا پہاڑی سلسلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ پاکستان کی آب و ہوا میں فرق بہت نمایاں ہے۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ایک موزوں طبعی ماحول سے نوازا ہے۔ طبعی ماحول کسی ملک کے رہنے والوں کی معاشی، معاشرتی، سماجی اور دیگر سرگرمیوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ طبعی ماحول سے مراد محلِ وقوع، طبعی خدوخال اور آب وہوا وغیرہ ہیں۔

پاکستان کا محلِ وقوع (Location of Pakistan)

پاکستان دنیا کے نقشے پر شمالی نصف کرہ میں واقع ہے۔ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے پاکستان قریباً 23.5 تا 37.5 درجے (Degree) عرض بلد شمالی اور 60.5 تا 79 درجے (Degree) طول بلد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ پاکستان کے مشرق میں بھارت، مغرب میں افغانستان، شمال میں چین، جنوب مغرب میں ایران اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔

پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت (Significance of Location of Pakistan)

پاکستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے دنیا میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کے محل وقوع کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- چین (China)

پاکستان کے شمال میں چین واقع ہے جو دنیا کی اہم معاشی طاقت ہے۔ چین نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ پاکستان اور چین کے درمیان قریباً 599 کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔ پاکستان اور چین کے درمیان 1963 ء میں سرحدی معاہدہ ہوا جس کے مطابق دونوں ممالک نے اپنے درمیان سرحد پر اتفاق کیا۔

2 - بھارت (India)

پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان قریباً 2163 کلومیٹر لمبی سرحد ہے جب کہ لائن آف کنٹرول کی لمبائی قریباً 861 کلومیٹر ہے۔

3 - افغانستان (Afghanistan)

پاکستان کے مغرب میں افغانستان واقع ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحد کو ڈیورنڈ لائن بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی قریباً 2611 کلومیٹر ہے۔ یہ سرحد نومبر 1893 ء میں افغانستان اور برطانوی سلطنت کے درمیان ایک معاہدے کے بعد وجود میں آئی۔ افغانستان مکمل طور پر خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ پاکستان افغانستان کو قریب ترین سمندر کے راستے تک رسائی فراہم کرتا ہے۔

4 - ایران (Iran)

پاکستان کے جنوب مغرب میں ایران واقع ہیں۔ پاکستان اور ایران کے درمیان سرحد کی لمبائی قریباً 909 کلومیٹر ہے۔ ایران کے پاکستان کے ساتھ معاشی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات قائم ہیں۔

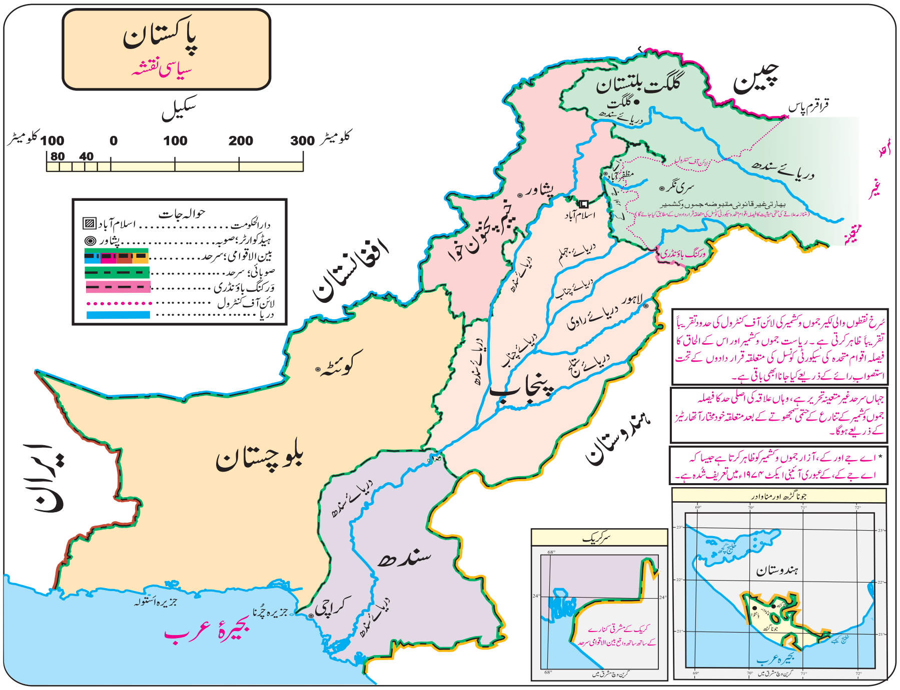

5- وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں (Central Asian Muslim States)

پاکستان کے شمال مغرب میں قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان کرغیزستان اور آذر بائیجان کی وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں ہیں جو تیل اور گیس جیسے قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ پاکستان کے ان ممالک سے مذہبی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات قائم ہیں۔

6- بحیرۂ عرب (Arabian Sea)

بحیرۂ عرب پاکستان کے جنوب میں واقع ہے۔ پاکستان کے پاس بحیرۂ عرب کے ساتھ ساحلی پٹی ہے جو کہ بحر ہند کا ایک حصہ ہے۔ پاکستان کی ساحلی پٹی کی لمبائی قریباً 1058 کلومیٹر ہے۔ پاکستان ایک اہم آبی تجارتی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ بحیرۂ عرب کے راستے پاکستان تمام خلیجی ریاستوں سے ملا ہوا ہے۔ خلیج فارس کی وجہ سے یہ علاقہ ہمیشہ سے بڑی طاقتوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ کراچی، گوادر اور پورٹ قاسم پاکستان کی اہم بندرگاہیں ہیں۔

جغرافیائی، سیاسی اور معاشی لحاظ سے پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت
(Significance of Pakistan's Geographical Location in Terms of its Geo-Political and Economic Importance)

☆ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور مسلمانانِ عالم کے لیے بالعموم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ریاست اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ پاکستان اسلامی دنیا کی ایک مؤثر عسکری قوت ہے۔ پاکستان کو جوہری صلاحیت کے حامل ملک کے طور پر اب عالمی سطح پر تسلیم کیا جاتا ہے اور عالمی جوہری تحفظ کی پالیسی کا شراکت دار ہے۔

☆ پاکستان کا جغرافیائی محلِ وقوع بھی قدرت کی ایک نعمت ہے۔ پاکستان باقی دنیا اور جنوبی اور وسطی ایشیائی ریاستوں کے درمیان عالمی روابط اور تجارت کا مرکز اور گزرگاہ ہے۔ پاکستان کے شمال مغرب میں قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیزستان کی

وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں ہیں جو قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ پاکستان ان کو قریب ترین بحری راستہ فراہم کرتا ہے۔ پاکستان ایران اور ترکیہ اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کے بنیادی اراکین ہیں۔ اس تعاون کے نتیجے میں تمام رکن ممالک کے مابین انتہائی دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ ان ممالک نے باہمی دلچسپی کے کئی تجارتی، معاشی اور ثقافتی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔

☆ کراچی بحیرۂ عرب کی ایک اہم بندرگاہ ہے۔ کراچی کی بین الاقوامی بندرگاہ اور ہوائی اڈہ، ہوائی اور بحری راستوں سے یورپ کو ایشیا سے ملاتا ہے۔ وہ تمام ممالک جو مشرق وسطیٰ اور وسط ایشیائی ممالک سے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے محل وقوع کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ پاکستان کے ملائشیا، انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام جیسے مسلم ممالک سے اچھے تعلقات قائم ہیں۔

☆ پاک چین اقتصادی راہداری (CPEC) ایک تجارتی منصوبہ ہے۔ اس منصوبے سے پاکستان کی معیشت میں بہتری اور خطے کی جغرافیائی اہمیت میں اضافہ ہوگا۔ پاکستان میں بڑے پیمانے پر انفراسٹرکچر (سڑکیں، ریلوے، بندرگاہیں)، توانائی کے منصوبے اور صنعتی زونز بنیں گے جس سے معاشی ترقی ہوگی۔ چین کی مصنوعات کم وقت اور کم لاگت میں عالمی مارکیٹ تک پہنچیں گی اور پاکستان کو بھی تجارت میں فائدہ ہوگا۔ اس منصوبے سے لاکھوں افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔

پاکستان کے بڑے شہر (Major Cities of Pakistan)

اسلام آباد پاکستان کا دارالحکومت ہے۔ یہ جدید اور انتہائی منصوبہ بندی سے تعمیر کیا گیا شہر ہے۔ یہاں کی آب و ہوا نیم حاری مرطوب (Sub Tropical Humid Climate) ہے۔

کراچی آبادی کے لحاظ سے دنیا کا بارھواں اور پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے جس کی آبادی تقریباً 20 ملین سے زائد ہے۔ یہ بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع صوبہ سندھ کا دارالحکومت اور ملک کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ مئی اور جون سب سے گرم اور جنوری اور فروری سرد مہینے ہیں۔ لاہور صوبہ پنجاب کا دارالحکومت اور آبادی کے لحاظ سے ملک کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ لاہور کی آب و ہوا نیم خشک ہے۔

پشاور صوبہ خیبر پختونخوا کا دارالحکومت ہے۔ پشاور کا موسم گرم نیم خشک (Hot Semi-Arid) ہے۔ کوئٹہ صوبہ بلوچستان کا دارالحکومت ہے۔ کوئٹہ سطح سمندر سے تقریباً 1680 میٹر بلند ہے جس کی وجہ سے آب و ہوا صحت بخش ہے۔

مظفر آباد آزاد جموں و کشمیر کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ دریائے جہلم اور نیلم کے سنگم پر واقع ہے۔ یہاں کی آب و ہوا سال بھر تقریباً سرد رہتی ہے۔ سکردو شہر گلگت بلتستان میں واقع ہے۔ یہاں کی آب و ہوا سرد نیم خشک (Cold Semi-Arid) ہے۔ دیگر بڑے شہروں میں فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان، حیدر آباد، مردان اور ایبٹ آباد وغیرہ ہیں۔

دریاؤں، پہاڑوں اور ساحلی علاقوں سے تعلق کے حوالے سے بڑے شہروں کی اہمیت
(Importance of Major Cities in Relation to Rivers, Mountains and Coastal Areas)

بڑے شہروں میں ہمیشہ نئے کاروبار کھلتے اور پھیلتے ہیں، اس طرح روزگار کے کافی مواقع موجود ہوتے ہیں۔ بڑے شہر معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کے مراکز ہوتے ہیں۔ لوگوں کے پاس اپنی دلچسپی اور مہارت کے شعبوں میں ملازمت حاصل کرنے کا بہتر موقع ہوتا ہے۔ اپنا کاروبار شروع کرنے کے لیے ایک بڑا شہر ہی بہترین انتخاب ہوسکتا ہے۔ طبعی خصوصیات جیسے دریاؤں، پہاڑوں اور ساحلی علاقوں سے تعلق کے حوالے سے بڑے شہروں کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ دریا مختلف خطوں کے درمیان تجارت اور مواصلات کو آسان بناتے ہیں اور لوگوں کو وسیع فاصلے پر ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں۔ آج بھی دنیا بھر میں بہت سے شہر دریاؤں اور سمندروں کے قریب واقع ہیں جیسے لاہور دریائے راوی کے کنارے، لندن دریائے ٹیمز کے کنارے، پشاور دریائے کابل اور کراچی ساحل سمندر پر واقع ہیں۔ دریاؤں کے قریب

بسنے والے لوگ پانی کی فراہمی، نقل و حمل اور دیگر اہم وسائل کے لیے ان پر انحصار کرتے ہیں۔

بہت سے شہر پہاڑوں کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے ترقی کی منازل طے کرتے ہیں، مثلاً پاکستان میں اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، گلگت، مظفرآباد اور مری جیسے سیاحتی شہر اپنی دلکشی اور خوبصورتی کی وجہ سے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اکثر پہاڑوں میں پائی جانے والی معدنیات اور قدرتی وسائل کے نہ صرف اس شہر کو بہت فوائد ہوتے ہیں بلکہ ملک کے دیگر علاقوں میں بھی ان سے منسلک سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال (Landforms of Pakistan)

طبعی خدوخال کے اعتبار سے پاکستان کی سرزمین کو چار بڑے حصوں (پہاڑی سلسلے، میدانی علاقے، ریگستانی علاقے اور سطوح مرتفع) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آیئے، پاکستان کے طبعی خدوخال کو مختصراً خاکہ کی مدد سے جانتے ہیں:

پاکستان کے طبعی خدوخال

- **پہاڑی سلسلے**
  - **شمالی پہاڑی سلسلے (کوہ ہمالیہ)**
    اس سلسلے میں کوہ ہمالیہ اور کوہ قراقرم واقع ہیں۔ کوہ قراقرم کی بلند ترین چوٹی کے۔ ٹو ہے جس کی بلندی 8611 میٹر ہے جب کہ کوہ ہمالیہ کو مندرجہ ذیل ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:
    شوالک کا پہاڑی سلسلہ، ہمالیہ صغیر کا پہاڑی سلسلہ، ہمالیہ کبیر کا پہاڑی سلسلہ۔
    اس سلسلے کی بلند ترین چوٹی ”نانگا پربت“ ہے جس کی بلندی 8126 میٹر ہے۔
  - **شمال مغربی پہاڑی سلسلے**
    کوہ ہندوکش اس سلسلے کا مشہور پہاڑ ہے۔ اس سلسلے کی بلند ترین چوٹی ”ترچ میر“ ہے جس کی بلندی 7690 میٹر ہے۔ دریائے کابل اسی سلسلے میں واقع ہے۔
  - **مغربی پہاڑی سلسلے**
    کوہ سفید، وزیرستان کی پہاڑیاں، کوہ سلیمان اور کوہ کیرتھر جو کہ کوہ سلیمان کے جنوب اور دریائے سندھ کے مغرب میں واقع ہیں۔
    کوہ سلیمان کی بلند ترین چوٹی ”تختِ سلیمان“ ہے جس کی بلندی 3443 میٹر ہے۔
- **میدانی علاقے**
  - **دریائے سندھ کا بالائی میدان**
    علاقے: شوالک کی پہاڑیوں سے لے کر مٹھن کوٹ تک کا علاقہ
  - **دریائے سندھ کا زیریں میدان**
    علاقے: مٹھن کوٹ سے ٹھٹھہ تک دریائے سندھ کی گزرگاہ
- **ریگستانی علاقے**
  - **چولستان کا ریگستان**
    صوبہ پنجاب کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔
    علاقے: بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر وغیرہ
  - **تھل کا ریگستان**
    صوبہ پنجاب کے شمال مغرب میں واقع ہے۔
    علاقے: میانوالی، خوشاب، بھکر، مظفرگڑھ وغیرہ
  - **تھر کا ریگستان**
    صوبہ سندھ کے مشرق میں واقع ہے۔
    علاقے: تھرپارکر، سانگھڑ، سکھر، میرپور خاص وغیرہ
  - **خاران کا ریگستان**
    صوبہ بلوچستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔
    علاقے: ضلع چاغی کا کچھ علاقہ شامل ہے۔
- **سطح مرتفع**
  - **سطح مرتفع بلوچستان**
    یہ کوہ سلیمان اور کوہ کیرتھر کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ ناہموار اور بنجر ہے۔ ہامون مشخیل جھیل اسی میں واقع ہے۔
  - **سطح مرتفع پوٹھوہار**
    یہ دریائے جہلم اور سندھ کے درمیان واقع ہے۔ چکوال، اٹک، جہلم اور راولپنڈی کے اضلاع پر مشتمل ہے۔

پہاڑوں کی اہمیت (Importance of Mountains)

پاکستان کے شمال مغرب اور مغرب میں دنیا کے بلند ترین پہاڑ واقع ہیں۔ ان کا وجود ملک کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے:

1- ان پہاڑوں کی بدولت ہمارا ملک وسطی ایشیا سے آنے والی سائبیریا کی شدید برفانی ہواؤں سے محفوظ رہتا ہے۔
2- یہ پہاڑ بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال سے آنے والی ہواؤں کو روک کر بارش برسانے کا سبب بنتے ہیں۔
3- ان کی چوٹیوں پر برف باری ہوتی ہے جو موسم گرما میں پگھل کر پاکستان کے دریاؤں کو پانی مہیا کرتی ہے۔
4- ملک کی زراعت کا انحصار بھی انھی دریاؤں کے پانی پر ہے۔ اس کے علاوہ ہم ان دریاؤں کے پانی سے پَن بجلی بھی پیدا کرتے ہیں۔
5- ان پہاڑوں پر قدرتی جنگلات پائے جاتے ہیں جن سے ہمیں پھلوں کے علاوہ عمارتی لکڑی اور ماحولیاتی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔
6- بہت سے صحت افزا مقامات جیسے مری، ایوبیہ اور وادیٔ کالام وغیرہ سیاحت کے لیے مشہور ہیں۔ ان پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیوں کو سر کرنے کے لیے ملکی اور غیر ملکی کوہِ پیما آتے ہیں۔ جس سے ملک کو زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔

سرگرمی:
پاکستان کو دنیا کے نقشے پر تلاش کریں اور اس کی مختلف ممالک کے ساتھ منسلک سرحدوں کی نشان دہی کریں۔

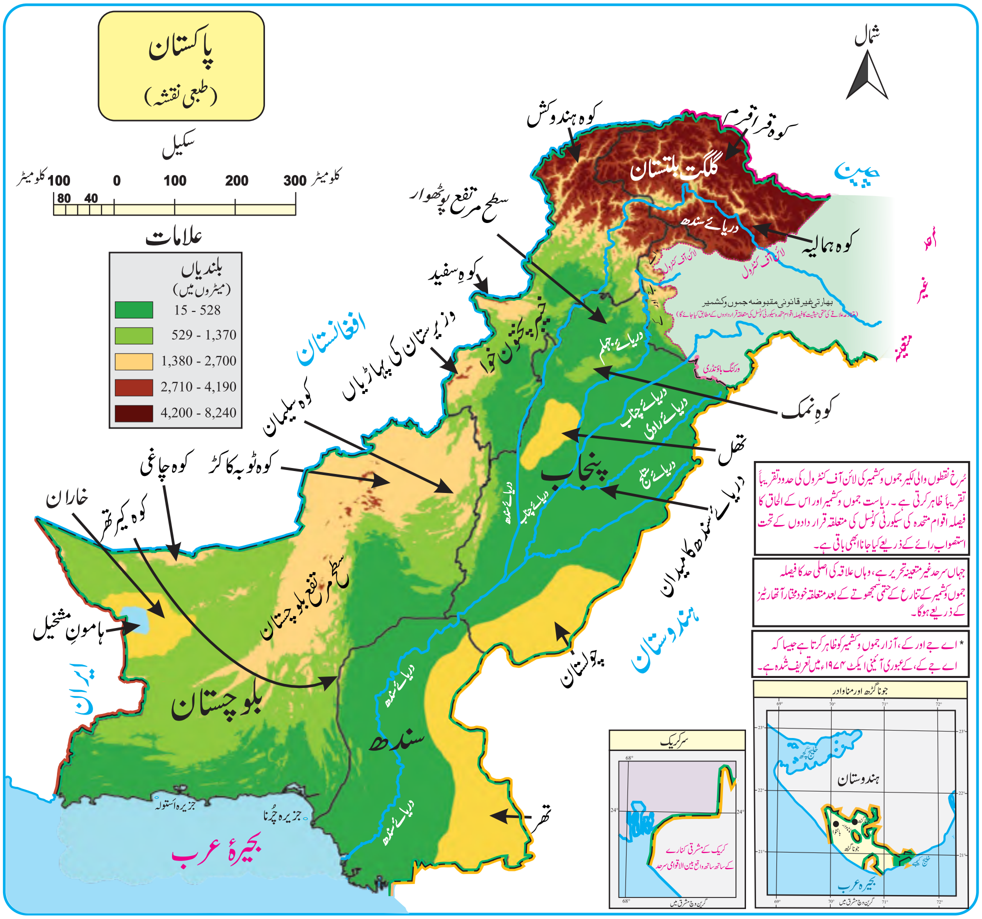

پاکستان کے مختلف طبعی خدوخال میں رہنے والے لوگوں کا طرزِ زندگی

(Lifestyles of People Living in Various Landforms of Pakistan)

پاکستان کے مختلف طبعی خدوخال میں رہنے والے لوگوں کے موسمی حالات، معیشت، قدرتی نباتات، نکاسی آب کے نظام، طرزِ زندگی اور ثقافتیں طبعی خدوخال سے متاثر ہوتی ہیں۔

لوگوں کی طرزِ زندگی طبعی خدوخال کے لحاظ سے مختلف ہے۔میدانی علاقوں میں رہنے والے لوگ بنیادی طور پر زرخیز زمین کی وجہ سے پرائمری سرگرمیوں یعنی زراعت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔پاکستان کے پہاڑی علاقوں کے لوگ مویشی پالنے، سیر و سیاحت اور کان کنی جیسے شعبوں سے منسلک ہوتے ہیں۔سخت موسمی حالات کا سامنا کرنے کے باوجود یہ مہمان نوازی کے لیے مشہور ہیں۔صحرائی علاقوں میں طرزِ زندگی عام طور پر خانہ بدوش یا نیم خانہ بدوش ہے۔لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پال کر گزارا کرتے ہیں۔صحرائی علاقوں کے لوگوں کو پانی کے حصول میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔سطحِ مرتفع کے علاقوں میں رہنے والے لوگ عام طور پر کان کنی اور محدود پیمانے پر زراعت سے وابستہ ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں مختلف طبعی خدوخال میں رہنے والے لوگ موسموں اور ثقافتوں کے لحاظ سے لباس، خوراک، رہن سہن اور طرزِ زندگی اپناتے ہیں۔

> **سرگرمی:** پاکستان کے اہم پہاڑی سلسلوں، سطحِ مرتفع، دریاؤں اور میدانی علاقوں کو طبعی نقشے پر لیبل کریں اور طبعی خطوں میں رہنے والے لوگوں کے طرزِ زندگی کا موازنہ کریں۔

پاکستان کے اہم گلیشیئرز اور دریا (Important Glaciers and Rivers of Pakistan)

گلیشیئر (Glacier)

گلیشیئر برف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا ہے جو زمین پر آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے۔یہ برف پہاڑوں یا بلند علاقوں میں کئی سالوں میں جمع ہوتی ہے اور پھر اپنے وزن یا کششِ ثقل کی وجہ سے نیچے کی طرف سرکتی ہے۔پاکستان کے شمالی اور شمال مغربی علاقے کوہ ہمالیہ، کوہ قراقرم اور کوہ ہندوکش جیسے دنیا کے بلندترین پہاڑوں پر مشتمل ہیں جو پورا سال برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کے بڑے بڑے گلیشیئرز موجود ہیں، جن میں سیاچن اور بیافو گلیشیئرز سلسلہ قراقرم میں واقع ہیں۔ہسپر، بالتورو اور باتورا گلیشیئرز پاکستان کے شمالی علاقے گلگت بلتستان میں پائے جاتے ہیں۔

گلیشیئرز کی اہمیت (Importance of Glaciers)

پاکستان میں قراقرم کا پہاڑی سلسلہ دنیا کے سب سے زیادہ گلیشیئرز والے علاقوں میں سے ایک ہے۔ان گلیشیئرز کا تازہ پانی چشموں اور نالوں کی صورت میں دریاؤں میں گرتا ہے۔اس کے علاوہ گلیشیئرز کے عملِ تخریب کی وجہ سے ان پہاڑی سلسلوں میں کئی تازہ پانی کی جھیلیں بھی وجود میں آ گئی ہیں جو مقامی آبادی کی پانی کی ضرورت کو پورا کرتی ہیں۔ان جھیلوں میں سیف الملوک، شندور اور ست پارا اہم حیثیت کی حامل ہیں۔ان جھیلوں کی موجودگی کی وجہ سے اس علاقے کی خوبصورتی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے یہ علاقے سیاحت کے لیے بہت مشہور ہیں۔اس کے علاوہ یہ جھیلیں اس علاقے میں موجود آبی حیات کی پرورش کے لیے بھی معاون ہیں۔

پاکستان کے دریا (Rivers of Pakistan)

پاکستان میں دریاؤں کا نظام دریائے سندھ کے مشرقی اور مغربی معاون دریاؤں کے علاوہ بلوچستان کے دریاؤں پر مشتمل ہے جو وطنِ عزیز کی زمین کو سیراب کرتے ہیں۔دو دریاؤں کے درمیانی علاقے کو دوآبہ کہتے ہیں۔

اہم معلومات

مشہور درے (Famous Passes)

شمالی پہاڑی سلسلوں میں چند مشہور درے پائے جاتے ہیں جو ان سلسلوں کے دونوں طرف موجود علاقوں کو ملاتے ہیں۔

1- **دڑہ بابوسر:** یہ دڑہ کاغان ویلی (ضلع مانسہرہ) کو گلگت بلتستان کے علاقے چلاس سے ملاتا ہے۔

2- **دڑہ لواری:** یہ دڑہ پشاور کو چترال سے ملاتا ہے۔

3- **دڑہ شندور:** یہ دڑہ چترال کو گلگت سے ملاتا ہے۔

4- **دڑہ خنجراب:** یہ دڑہ سلسلہ قراقرم میں واقع ہے۔ یہ پاکستان کے علاقے گلگت کو شاہراہِ ریشم کے ذریعے چین کے صوبہ سنکیانگ سے ملاتا ہے۔

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا (River Indus and Its Tributaris)

دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے۔ یہ پنجاب اور سندھ کے بڑے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ یہ دریا چین کے علاقے تبت سے نکلتا ہے اور گلگت بلتستان سے بہتا ہوا اٹک کے مقام پر پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ شمال سے جنوب کی طرف بہتا ہوا صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے۔ مٹھن کوٹ کے مقام پر پنجاب کے باقی تمام دریا، دریائے سندھ سے مل جاتے ہیں۔ یہاں سے دریائے سندھ صوبہ سندھ سے گزر کر بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ دریائے سندھ میں مشرق کی طرف سے ملنے والے دریاؤں میں دریائے راوی، دریائے ستلج، دریائے چناب اور دریائے جہلم شامل ہیں جن کو دریائے سندھ کے **مشرقی معاون دریا** کہتے ہیں۔ مغرب کی طرف سے شامل ہونے والے دریا دریائے کابل، دریائے سوات، دریائے کُرم، دریائے گومل، دریائے پنجکوڑہ وغیرہ دریائے سندھ کے **مغربی معاون دریا** کہلاتے ہیں۔

پاکستان کے بیراج اور ڈیم (Dams and Barrages of Pakistan)

ڈیم ایک ایسا ڈھانچہ ہے جس میں پانی ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اس ڈیم کو آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بیراج ایسا ڈھانچہ ہے جو دریاؤں کے پانی کو آبپاشی کے لیے نہروں کی طرف موڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے اہم بیراج یہ ہیں:

1- **رسول بیراج (Rasul Barrage)** یہ بیراج ضلع منڈی بہاؤالدین میں دریائے جہلم پر واقع ہے۔

2- **تریموں بیراج (Trimmu Barrage)** یہ بیراج دریائے چناب پر واقع ہے۔

3- **جناح بیراج (Jinnah Barrage)** یہ بیراج بھی دریائے چناب پر واقع ہے۔

4- **سکھر بیراج (Sukkur Barrage)** یہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں سکھر شہر کے قریب دریائے سندھ پر واقع ایک بیراج ہے۔

5- **تونسہ بیراج (Taunsa Barrage)** یہ دریائے سندھ پر تونسہ کے مقام پر واقع ہے۔

6- **چشمہ بیراج (Chashma Barrage)** یہ بیراج ضلع میانوالی میں دریائے سندھ پر واقع ہے۔

7- **گڈو بیراج (Guddu Barrage)** یہ سندھ میں کشمور کے قریب دریائے سندھ پر واقع ہے۔

پاکستان کے اہم ڈیم

1- **تربیلا ڈیم:** یہ پاکستان کا سب سے بڑا ڈیم ہے۔ یہ ڈیم دریائے سندھ پر تربیلا کے مقام پر بنایا گیا ہے۔ یہ صوبہ خیبر پختونخوا میں واقع ہے۔ اس کا بنیادی مقصد آبپاشی کے استعمال کے لیے پانی ذخیرہ کرنا، بجلی کی پیداوار، سیلاب کی روک تھام اور ماہی گیری ہے۔

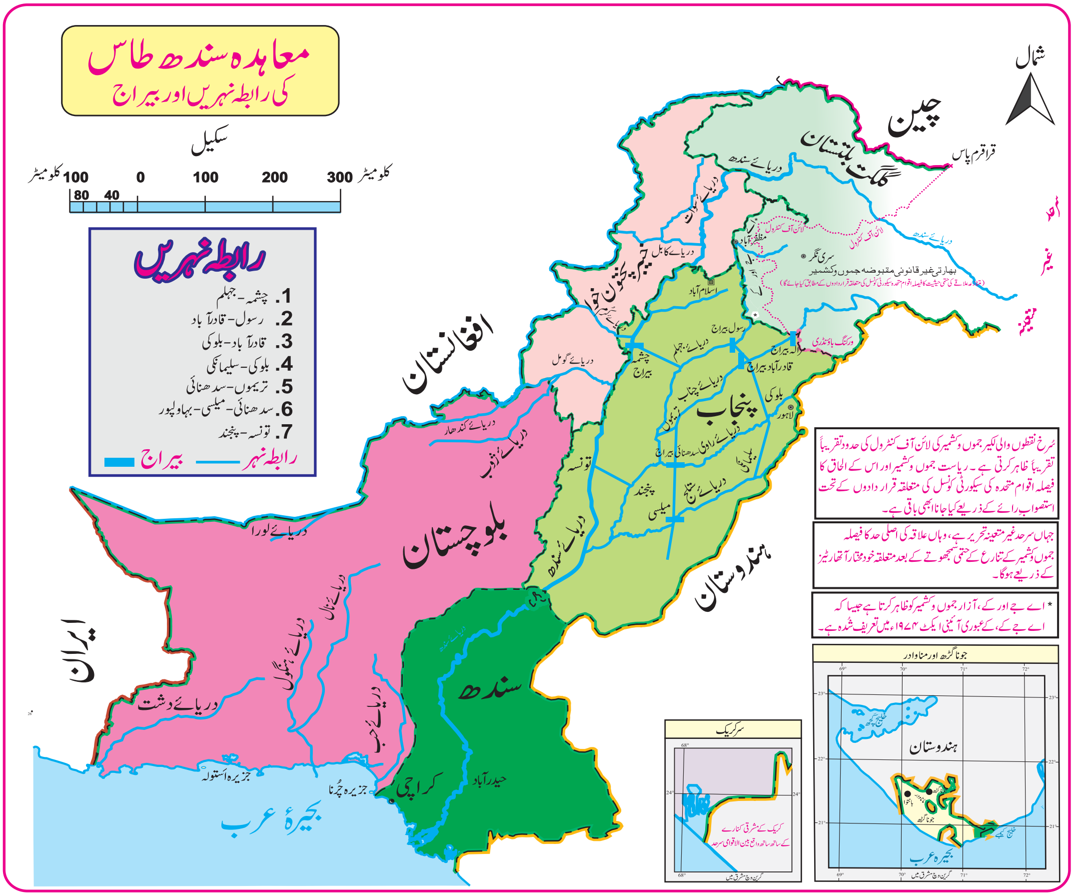

2- **منگلا ڈیم:** یہ پاکستان کا دوسرا بڑا ڈیم ہے۔ یہ دریائے جہلم پر واقع ہے۔

3- **نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ:** یہ آزاد جموں وکشمیر میں تعمیر کیا گیا ہے۔

4- **دیامر بھاشا ڈیم:** یہ گلگت بلتستان میں دریائے سندھ پر واقع ہے۔ یہ ابھی تعمیر کے مراحل میں ہے۔

5- **وارسک ڈیم:** یہ صوبہ خیبر پختونخوا میں دریائے کابل پر واقع ہے۔

پاکستان کی نہریں (Canals of Pakistan)

پاکستان میں پائی جانے والی اہم نہریں درج ذیل ہیں:

i- دوامی نہریں (Perennial Canals)

یہ نہریں دریاؤں پر بند باندھ کر نکالی گئی ہیں اور سارا سال بہتی ہیں۔ بند کے ذریعے دریا کا پانی روک کر ضرورت کے مطابق ان نہروں میں چھوڑا جاتا ہے۔

ii- غیر دوامی نہریں (Non-Perennial Canals)

برسات کے موسم میں جب دریاؤں میں پانی کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ نہریں بہتی ہیں اور خریف کی فصل کے لیے پانی فراہم کرتی ہیں۔ یہ تقریباً چھ ماہ کے لیے چلتی ہیں۔

iii- طغیانی نہریں/سیلابی نہریں (Flood Canals)

یہ وہ نہریں ہیں جن میں پانی طغیانی کے ذریعے آتا ہے۔ان نہروں پر بیراج یا ہیڈ ورکس نہیں ہوتے۔موسم برسات میں دریاؤں میں طغیانی آنے سے یہ نہریں خود بخود بہنے لگتی ہیں۔طغیانی نہریں زیادہ تر صوبہ پنجاب کے جنوبی علاقوں مثلاً راجن پور، ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ وغیرہ ہیں۔

iv- رابطہ نہریں (Link Canals)

صوبہ پنجاب کے دو دریا ستلج اور راوی، بھارت سے گزر کر آتے ہیں۔ بھارت نے ان دریاؤں سے نہریں نکالی ہوئی ہیں اس لیے پاکستان میں ان دریاؤں میں پانی کی کمی کو رابطہ نہریں پورا کرتی ہیں۔مشرقی دریاؤں سندھ، جہلم اور چناب سے نہریں نکال کر دریائے راوی اور دریائے ستلج کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

جنگلات کی مختلف اقسام کو متاثر کرنے والے مختلف عوامل
(Different Factors Affecting the Different Types of Forests)

جنگلات کی مختلف اقسام مختلف ماحولیاتی، انسانی عوامل اور سرگرمیوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جنگلات کو متاثر کرنے والے عوامل میں آب و ہوا (درجہ حرارت، بارش، سورج کی روشنی)، مٹی کی خصوصیات (غذائی اجزا، نمی)، سطح سمندر سے بلندی اور انسانی سرگرمیاں شامل ہیں۔مختلف جنگلات کو متاثر کرنے والے عوامل کا انحصار ان کی ماحولیاتی ترتیب پر ہے۔ان عوامل کا احوال ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

جنگلات کو متاثر کرنے والے عوامل

- ☆ جنگلات پر آب و ہوا کے عناصر جیسے درجہ حرارت، بارش اور موسمیاتی تبدیلی اثرانداز ہوتے ہیں۔معتدل علاقوں کے جنگلات بارش کی تبدیلی سے متاثر ہوتے ہیں لیکن استوائی جنگلات کو مسلسل بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔بارش کی مقدار میں کمی کے باعث ان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- ☆ انسانی سرگرمیاں جیسے جنگلات کی کٹائی، شہری آبادکاری، زراعت، اور آلودگی جنگلات کو متاثر کرتی ہیں۔
- ☆ سورج کی کرنوں کا جھکاؤ اور زمینی ڈھلوان جنگلات کی اقسام کو متاثر کرتے ہیں۔زیادہ بلند علاقوں میں الپائن کے جنگلات جب کہ درمیانی بلندی والے علاقوں میں مخروطی سدابہار جنگلات اُگتے ہیں۔
- ☆ جنگل میں لگنے والی آگ سے جنگلات تباہ، جانوروں اور پرندوں کے مساکن متاثر ہو سکتے ہیں۔جنگلی حیات کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔
- ☆ طوفان اور لینڈ سلائیڈنگ جنگلات کی ساخت کو تبدیل یا متاثر کرتے ہیں۔

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے جغرافیائی، موسمی، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور صنعتی پہلو
(Geographical, Climatic, Political, Cultural, Economic and Industrial Aspects Influencing Natural Vegetation and Forests)

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے جغرافیائی، موسمی، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور صنعتی پہلوؤں کا ذیل میں احاطہ کیا گیا ہے۔ان عوامل کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- جغرافیائی عوامل (Geographical Factors)

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے جغرافیائی عوامل میں طبعی خدوخال، سطح سمندر سے بلندی، ڈھلوان، دریاؤں اور سمندروں

سے فاصلہ اور آبادکاری کے لیے جنگلات کا کٹاؤ وغیرہ شامل ہیں۔

2- موسمی عوامل (Climate Factors)

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے موسمی عوامل میں کسی خطے میں ماحولیاتی تبدیلی (Climate Change)، بارش کی مقدار میں کمی یا زیادتی، طوفان، صحرازدگی (Desertification) اور عملِ فرسودگی (Weathering) وغیرہ شامل ہیں۔

3- سیاسی عوامل (Political Factors)

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے سیاسی عوامل میں حکومتی پالیسیاں اور سرگرمیاں جو ملک کے سیاسی اور اقتصادی حالات سے منسلک ہوتی ہیں جیسے سڑکوں کے لیے جنگلات کی کٹائی اور رہائشی کالونیاں وغیرہ۔

4- ثقافتی عوامل (Cultural Factors)

بہت سی ثقافتیں جنگلات کو مقدس یا روحانی اہمیت کے حامل تصوّر کرتے ہوئے ان کا احترام کرتی ہیں۔ یہ عقائد جنگلات کے تحفظ اور پائیدار طریقوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ مقامی لوگ اکثر جنگل کے ماحولیاتی نظام کا گہرا علم رکھتے ہیں بشمول پودوں سے حاصل ہونے والی ادویات کی خصوصیات، پائیدار کٹائی کی تکنیک (Sustainable Harvesting Techniques) وغیرہ۔

5- اقتصادی عوامل (Economic Factors)

بہت سی کمیونٹیاں اپنے روزگار کے لیے جنگلات پر انحصار کرتی ہیں بشمول لکڑی کی مصنوعات اور زراعت وغیرہ۔ یہ انحصار جنگلات کے وسائل پر دباؤ پیدا کرسکتا ہے خاص طور پر اگر آمدنی کے متبادل ذرائع محدود ہوں۔ گھروں میں لکڑی کا استعمال یا کوئلے کے لیے لکڑی کی کٹائی اور انفراسٹرکچر کی توسیع جیسے سڑکوں کی تعمیر اور شہری آبادکاری وغیرہ شامل ہیں۔

6- صنعتی عوامل (Industrial Factors)

قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے صنعتی عوامل میں فضائی اور پانی کی آلودگی شامل ہیں۔ آلودگیاں جنگلات اور جنگلی حیات کو متاثر کرسکتی ہیں۔ کیمیکل ملا پانی ساحلی علاقوں کو متاثر کرتا ہے جس سے ساحلی پودے اور جنگلات متاثر ہوتے ہیں۔

جغرافیہ میں جدید تکنیکس (مہارتوں) جیسے کہ ریموٹ سینسنگ (Remote Sensing)، جیوگرافک انفارمیشن سسٹم (GIS)، گلوبل پوزیشننگ سسٹم (GPS) اور مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) وغیرہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ تکنیکس جنگلات کے انتظام، تحفظ اور نگرانی میں مدد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ قدرتی آفات کے بارے میں پیشگی اطلاعات، حفاظتی اقدامات، ماحولیاتی آلودگی کے اسباب، بڑھتی ہوئی آبادی کی وجوہات، زرعی پیداوار میں اضافے، موسمی حالات سے درست آگاہی اور جنگلات اور نباتات کے رقبے میں کمی بیشی کے بارے میں درست معلومات فراہم کرسکتی ہیں۔

پاکستان میں مختلف قسم کے جنگلات کی تقسیم، فوائد اور استعمال

(Distribution of Different Types of Forests in Pakistan, their Benefits and Uses)

انسانی زندگی میں جنگلات کے بہت سے فوائد ہیں۔ یہ ہمارے ماحول کی نہ صرف خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ اُسے توازن میں بھی رکھتے ہیں۔ یہ آب وہوا کو خوشگوار بناتے ہیں۔ گرمی کی شدت کو کم کرتے ہیں۔ یہ جانداروں کو سانس لینے کے لیے آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ جنگلات پہاڑی علاقوں میں پانی کے تیز بہاؤ کو روکتے ہیں اور اس طرح زرخیز مٹی کو بہنے سے اور زمین کو کٹاؤ کے عمل سے محفوظ رکھتے

ہیں۔ پاکستان میں مختلف قسم کے جنگلات کی تقسیم ذیل میں دی گئی ہے:

1- سدابہار جنگلات (Evergreen Forests)

سال بھر سرسبز وشاداب رہنے والے درختوں پر مشتمل جنگلات سدابہار جنگلات کہلاتے ہیں۔ سدابہار جنگلات کے درختوں کے پتے آہستگی کے ساتھ جھڑتے ہیں اور ساتھ ہی نئے پتے اُگتے ہیں، اس لیے درختوں پر پتے ہر موسم میں ہوتے ہیں۔ پاکستان میں یہ جنگلات زیادہ تر سطح مرتفع پوٹھوار کے علاقے کوہِ نمک (Salt Range) اور شمالی علاقہ جات کے پہاڑوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلات میں پائی جانے والی نباتات کی انواع میں دیودار سیڈر (Deodar Cedar) اور بلیو پائن (Blue Pine) قابلِ ذکر ہیں۔

ان جنگلات سے حاصل ہونے والی لکڑی علاقائی منڈیوں میں فروخت ہوتی ہے۔ یہ لکڑی فرنیچر اور دیگر اشیا بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ یہ جنگلات بہترین چراگاہیں ہیں۔

2- دریائی جنگلات (Riverine Forests)

دریائی جنگلات ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے ساتھ سیلابی پانی کے بہاؤ کو کم کرنے میں سودمند ہوتے ہیں۔ دریائی جنگلات ہمارے ملک کے دریاؤں کے سیلابی میدانوں میں پائے جاتے ہیں جن میں شیشم (ٹاہلی)، کیکر، شہتوت، پاپولر اور پھلاہی وغیرہ اہم درخت ہیں۔ ان جنگلات کو بیلا کے جنگلات (Bela Forests) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ جنگلات صوبہ سندھ میں ٹھٹھہ، حیدرآباد، دادو، لاڑکانہ، نواب شاہ، خیرپور، سکھر اور جیکب آباد جیسے اضلاع میں دریائے سندھ کے ساتھ ایک بڑے رقبے پر محیط ہیں۔ ان دریائی جنگلات کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے۔ یہ اعلیٰ لکڑی ٹمبر (Timber) فراہم کرتے ہیں۔ ان کی لکڑی بطور ایندھن زیادہ استعمال ہوتی ہے جبکہ پاپلر کی لکڑی نرم ہوتی ہے اس لیے کاغذ، پیکنگ اور ماچس سازی کی صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔

3- منطقہ معتدلہ کے مخروطی جنگلات (Coniferous Forests of the Temperate Zone)

اس خطے میں سدابہار اور موسمی دونوں اقسام کے درخت پائے جاتے ہیں۔ جن میں شاہ بلوط، صنوبر، دیودار، چلغوزہ اور صندل وغیرہ کے درخت قابلِ ذکر ہیں۔ معاشی نقطۂ نگاہ سے ان درختوں کی بہت اہمیت ہے۔ ان کی لکڑی کی بہت مانگ ہے جس سے پاکستان خوب زرمبادلہ کماتا ہے۔ صندل کی لکڑی اپنی دلفریب خوشبو کی وجہ سے بہت اہم ہے جبکہ ان درختوں کی لکڑی عمارتی بناوٹ اور فرنیچر میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مخروطی جنگلات سوئی کے پتوں والے سدابہار درختوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ جنگلات عام طور پر مری، شمالی علاقہ جات اور زیارت جیسے پہاڑی علاقوں پر پائے جاتے ہیں۔

4- آبپاشی والے جنگلات (مصنوعی جنگلات) (Irrigated Forests)

جنگلات کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے حکومت نے صوبہ پنجاب اور سندھ میں مصنوعی جنگلات بھی لگائے ہیں جو کہ آبپاشی کے بہترین نظام کے مرہونِ منت ہیں۔ یہ جنگلات چھانگا مانگا، چیچہ وطنی، خانیوال سمیت دیگر کئی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ جنگلات لکڑی کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لگائے گئے تھے۔ ان جنگلات میں پائے جانے والے اہم درخت شیشم، توت، کیکر، سُمبل، سفیدہ اور پاپلر ہیں۔ یہ تمام موسمی چوڑے پتوں والے درخت ہیں۔ پاپلر اور سُمبل ماچس کی صنعت میں، شہتوت کھیلوں کی صنعت میں اور بید سے کرکٹ اور بیس بال کے بلّے (Bats) بنائے جاتے ہیں۔ مختصراً یہ جنگلات اعلیٰ درجے کی لکڑی کا ذریعہ ہیں۔

5- ساحلی جنگلات (Mangroves Forests)

دلدلی ساحلی علاقوں میں پروان چڑھنے والے یہ جنگلات پاکستان میں صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

ان جنگلات کوسمندری پانی روزانہ اوردریائی پانی سالانہ سیراب کرتے ہیں۔ یہ جنگلات بہت اہم ہیں کیونکہ یہ ماحول میں توازن قائم کرتے ہیں اورسمندری جانوروں کوآکسیجن اور پناہ دیتے ہیں۔اس کے علاوہ ایندھن اورعلاقائی محدوداستعمال کے لیےلکڑی دستیاب کرتے ہیں۔

6- صحرائی نباتات (Desert Vegetations)

صوبہ پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے صحرائی علاقوں میں کچھ کانٹوں والی جھاڑیاں ملتی ہیں۔ان جگہوں پرخشک سالی کی وجہ سے کانٹے دارجھاڑیاں ہیں جو کم بارش اورزیادہ درجہ حرارت کوبرداشت کرسکتی ہیں۔

پیداواری اورحفاظتی جنگلات (Productive and Protective Forests)

پیداواری جنگلات(Productive Forests)

ان جنگلات کا انتظام بنیادی طور پرلکڑی یا لکڑی کی مصنوعات کی پائیدار پیداوار(Sustainable Production) کے لیےکیا جاتا ہے۔یہ ایسے جنگلات ہیں جولکڑی کی پیداواراورمعاشی منافع کےعلاوہ ماحولیاتی اورسماجی فوائدکےلحاظ سےبھی اہم سمجھے جاتے ہیں۔

- ☆ پیداواری جنگلات سے لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔اس لکڑی سے فرنیچر بنایا جاتا ہےاورتوانائی حاصل کی جاتی ہے۔
- ☆ اس سے حاصل ہونے والی لکڑی سے تعمیرات، کاغذ بنانے اورلکڑی کی دیگر مصنوعات بنائی جاتی ہیں۔
- ☆ پیداواری جنگلات سے پھل، گری دار میوے، مشروم اورجڑی بوٹیاں حاصل ہوتی ہیں۔

حفاظتی جنگلات(Protective Forests)

ان جنگلات کا بنیادی مقصد ماحولیاتی تحفظ ہے۔یہ جنگلات قدرتی آفات جیسے برفانی تودے، لینڈ سلائیڈنگ اورسیلاب کے اثرات کو کم کرتے یا روکتے ہیں۔ یہ جنگلات دیگرفوائدبھی فراہم کرتے ہیں جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنا وغیرہ۔ان کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے:

- ☆ حفاظتی جنگلات بہت سے پودوں اورجانوروں کی انواع کو پناہ دیتے ہیں بشمول ایسے جانورجن کی انواع خطرے میں ہیں۔
- ☆ حفاظتی جنگلات مٹی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2) کو ذخیرہ کرتے ہیں جو موسمیاتی تبدیلی کو کم کرتے ہیں۔
- ☆ یہ جنگلات شدید بارشوں اورطوفانوں کو روک سکتے ہیں۔

مینگروز یا تمر کے جنگلات (Mangroves Forests)

پاکستان میں مینگروز کے جنگلات سندھ اور بلوچستان کی ساحلی پٹی کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔مینگروز کے کچھ فوائد درج ذیل ہیں:

- ☆ مینگروزغذائی اجزااورآلودگی کوہٹا کرپانی کے معیارکی حفاظت کرتے ہیں۔
- ☆ یہ شدید بارشوں اورطوفانی لہروں کے دوران پانی جذب کرتے ہیں، جس سے نقصان کم ہوتا ہے۔
- ☆ مینگروز بہت سی آبی حیات مثلاً مچھلیوں کے لیے مسکن فراہم کرتے ہیں۔
- ☆ مینگروزان انواع کی حفاظت کرتے ہیں جوسمندری غذا کی بنیاد ہیں۔

مینگروز کے کچھ نقصانات یہ ہیں:

- ☆ وہ دریا جوسمندر میں گرنے سے پہلے مینگروز سے گزرتے ہیں انھیں روک دیا جاتا ہےجس سے فلٹریشن، درجہ حرارت اورنمکیات میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔
- ☆ مینگروزکوکاٹنے میں انسانی سرگرمیاں اہم کرداراداکرتی ہیں جس سے پانی کا معیاراور بہاؤمتاثرہوسکتا ہے۔ان زمینی اورساحلی سرگرمیوں کے نتیجے میں کٹاؤمیں اضافہ ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان کے جنگلات میں بے شمار جانور اور پرندے پائے جاتے ہیں۔ان میں نیل گائے،جنگلی بلی،گیدڑ،تیتر،سانپ،مور،سرخ لومڑی،کالا ہرن،چیتا،چکور،اڑیال،چنکارا ہرن اور علاقائی پرندے وغیرہ شامل ہیں۔

پاکستان کی آب وہوا (Climate of Pakistan)

ایک جرمن ماہر موسمیات کوپن (Koppen) کی درجہ بندی کے مطابق پاکستان کی آب وہوا کو درج ذیل پانچ اقسام/خطوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1- نیم حاری خشک سردی والا خطہ (Tropical Semi-Arid with Dry Winter Region)

اس خطے میں کراچی،حیدرآباد اور جنوبی خیر پور کے ڈویژن شامل ہیں۔یہاں سالانہ اوسط درجہ حرارت 18°C سے اوپر رہتا ہے۔

2- حاری خشک خطہ (Tropical Arid Region)

اس خطے میں جنوبی قلات اور دریائے سندھ کا مکمل میدان شامل ہے۔خشک سردیوں کے ساتھ اوسطاً سالانہ درجہ حرارت قریباً 18°C رہتا ہے۔

3- نیم سرد خشک گرمی والا خطہ (Cold Semi-Arid with Dry-Summer Region)

اس میں جنوبی اور وسطی کشمیر کے پہاڑی علاقے،پشاور،ڈیرہ اسماعیل خاں،کوئٹہ اور قلات ڈویژن کا نصف شمالی حصہ شامل ہے۔

4-برف سے ڈھکے جنگلات کی آب وہوا والا خطہ (Snow Forest Climate Region)

اس میں شمالی پہاڑی علاقے اور کشمیر کے کچھ حصے شامل ہیں جہاں سرد ترین مہینے کا اوسط درجہ حرارت منفی 30 ڈگری سینٹی گریڈ سے کم رہتا ہے۔گرم ترین مہینے کا اوسط درجہ حرارت 0 سے 22 ڈگری سینٹی گریڈ کے درمیان ہوتا ہے۔

5-شدید سردی کی آب وہوا والا خطہ (Extreme Cold Climate Region)

یہ خطہ کشمیر کے مشرقی اور شمالی حصوں پر مشتمل ہے۔اس میں شمالی چترال،گلگت بلتستان اور لداخ شامل ہیں جہاں گرم ترین مہینے کا اوسط درجہ حرارت 0 اور 10 ڈگری سینٹی گریڈ کے درمیان رہتا ہے۔

پاکستان کے موسم (Seasons of Pakistan)

پاکستان میں درج ذیل چار قسم کے موسم اہم ہیں:

(i) موسمِ سرما (دسمبر تا مارچ)
(ii) موسمِ گرما (اپریل تا جون)
(iii) مون سون کا موسم (جولائی تا ستمبر)
(iv) مون سون کے بعد کا موسم (اکتوبر اور نومبر)۔

(i) موسمِ سرما (Winter Season)

پاکستان میں سردی کا موسم دسمبر کے وسط میں شروع ہوتا ہے اور مارچ تک رہتا ہے۔اس عرصے کے دوران بحیرۂ روم اور مغربی یورپ میں پیدا ہونے والی مغربی ہواؤں (مغربی گردباد) کے بار بار پیدا ہونے سے موسم متاثر ہوتا ہے۔اوسط ماہانہ درجہ حرارت پہاڑی علاقوں میں 4.4°C سے کم رہتا ہے اور میدانی علاقوں کے شمال میں قریباً 10°C سے جنوب میں قریباً 18.3°C تک ہوتا ہے۔

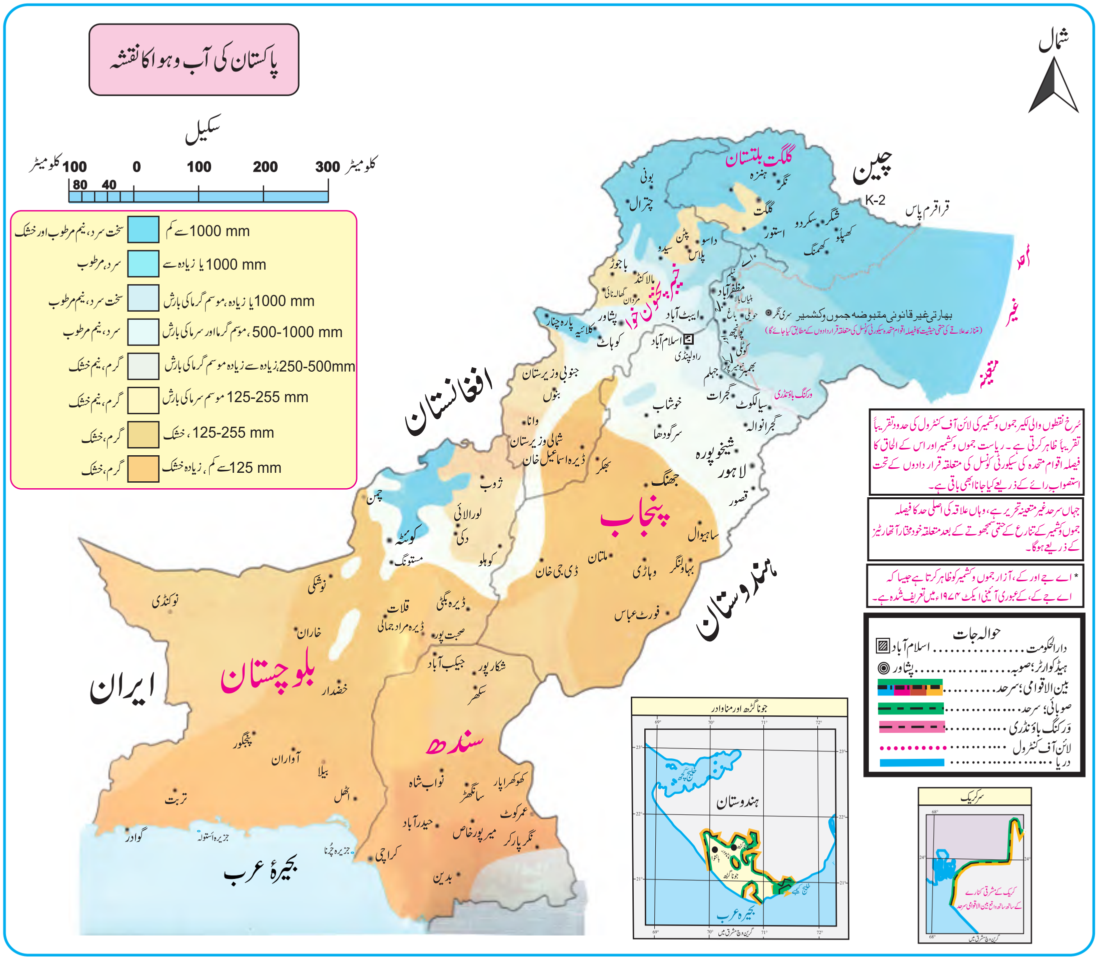

(ii) موسمِ گرما (Summer Season)

زیادہ درجہ حرارت اور خشک موسم، موسمِ گرما کی اہم خصوصیات ہیں موسمِ گرما میں دن کا درجہ حرارت بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور جون میں 40°C سے 46°C تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ جنوبی پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں 50°C یا اس سے بھی زیادہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جیکب آباد میں جون میں سب سے زیادہ ریکارڈ کیا گیا درجہ حرارت 53°C ہے۔ جون میں شدید گرمی پڑتی ہے۔ صوبہ سندھ میں مکران کے ساحل کے ساتھ والے علاقے سمندری ہواؤں کے زیرِ اثر ہونے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت تقریباً 35°C تک رہتا ہے۔

(iii) مون سون کا موسم (Monsoon Season)

مون سون مختلف وقفوں (Series of Spells) کے ساتھ شمال کی طرف پھیلتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں یہ جولائی کے اوائل/ وسط تک پہنچ جاتا ہے۔ سندھ اور بلوچستان کے صوبے باقاعدہ طور پر اکثر نمی والی ہواؤں کے زیرِ اثر نہیں آتے۔ وہ جولائی اور اگست میں کبھی کبھار مون سون کی بارشوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ مون سون کا موسم جولائی اور اگست کے وسط تک مستقل رہتا ہے۔ اگست کے آخر میں اختتام پذیر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

(iv) مون سون کے بعد کا موسم (Post-Monsoon Season)

ستمبر کے وسط سے نومبر کے وسط تک کا عرصہ عارضی (Transitory) ہوتا ہے۔ اکتوبر میں پورے پاکستان میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 34°C سے 37°C تک ہوتا ہے، جبکہ راتیں کافی ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ نومبر کے مہینے میں موسم خوشگوار ہو جاتا ہے۔ گرد باد (Anti-Cyclon) کی وجہ سے اکتوبر اور نومبر سب سے خشک مہینے تصوّر کیے جاتے ہیں۔ پاکستان کے میدانی علاقوں میں صاف آسمان، ہلکی اور متغیر ہوائیں ان مہینوں کی اہم خصوصیات ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں موسمِ بہار اپنی خوشگوار موسمی کیفیت کے باعث جانا جاتا ہے جبکہ موسمِ خزاں (نومبر تا اکتوبر) رہتا ہے۔ ان دونوں ذیلی موسموں کا دورانیہ مختصر ہوتا ہے۔

آب و ہوا کے اثرات (Impacts of Climate)

-1 کسی ملک کے رہنے والوں کی معاشی، سماجی، سیاسی اور تجارتی سرگرمیوں کا انحصار کافی حد تک آب و ہوا پر ہوتا ہے۔ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں موسمِ سرما میں انسانی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ اس علاقے کے لوگ سردیاں شروع ہونے سے قبل ہی ضروری غذائی اجناس جمع کر لیتے ہیں۔ ان علاقوں کے رہنے والے افراد ایسی غذا استعمال کرتے ہیں جن میں پروٹین اور چکنائی زیادہ ہوتی ہے تاکہ ان کو مناسب حرارت مل سکے۔ ان علاقوں کے لوگ گرم اونی اور موٹے کپڑے پہنتے ہیں۔ چھوٹے کمروں کے مکانات بناتے ہیں تاکہ وہ جلدی اور آسانی سے گرم ہو سکیں۔ یہاں موسمِ گرما بہت خوشگوار ہوتا ہے۔

-2 پاکستان کے میدانی علاقوں میں موسمِ گرما میں شدید گرمی اور موسمِ سرما میں درمیانی سردی ہوتی ہے۔ گرمیوں میں ہلکے کپڑے پہنے جاتے ہیں جبکہ سردیوں میں موٹے کپڑے استعمال میں آتے ہیں۔ ان علاقوں کی زمین اور آب و ہوا دونوں زراعت کے لیے انتہائی موزوں ہیں۔ موسمِ سرما ہو یا موسمِ گرما یہاں طرح طرح کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔ یہاں کے مکانات کھلے اور ہوادار ہوتے ہیں۔ عوام گندم کی روٹی اور سبزیاں زیادہ کھاتے ہیں۔ وہ مختلف اقسام کے شربت اور لسّی بھی پیتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کی اہم سرگرمی کھیتی باڑی ہے۔

-3 پاکستان کے ریگستانی علاقوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے خود کو گرمی اور لُو سے بچانے کے لیے سر پر پگڑی باندھتے ہیں اور اپنے جسموں کو کپڑوں سے ڈھانپ کر رکھتے ہیں۔ یہ لوگ راتوں کو سفر کرتے ہیں کیونکہ راتوں کو صحرا نسبتاً ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگ بھیڑ، بکریاں اور اونٹ پالتے ہیں۔

-4 پاکستان کے ساحلی علاقوں میں سال بھر موسمِ گرم اور آب و ہوا مرطوب اور معتدل رہتی ہے۔ ساحلی طرزِ زندگی میں موسمِ گرما کو پسند کیا جاتا ہے۔ یہاں کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔ ساحلی علاقوں کے لوگ زیادہ تر سوتی کپڑوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ لباس ساحلِ سمندر کی گرمی اور نمی میں لوگوں کو آرام دہ رکھتا ہے۔

موسمیاتی تبدیلی (درجہ حرارت، سیلاب، طوفان، خشک سالی) کے پاکستان کی معیشت پر اثرات
Impacts of Climate Change (Temperature, Floods, Storms, Droughts) on the Economy of Pakistan

پاکستان کا جغرافیائی محلِ وقوع اور طبعی خدوخال اس کو کئی ثقافتی اور قدرتی تباہ کاریوں کے لیے حساس بناتے ہیں۔ اس کی مختلف زمینی ساخت ساحلی میدانوں، ریتلے صحراؤں، سطح مرتفع اور برف سے ڈھکی پہاڑی چوٹیوں تک پھیلی ہوئی ہے جو مختلف آفات اور دیگر قدرتی آفات میں حصّہ ڈالتی ہیں۔

اس خطے نے گزشتہ کئی سالوں سے بہت سی تباہ کن آفات دیکھی ہیں جن کے نتیجے میں ہزاروں لوگ بے گھر ہوئے اور اُن کی سماجی ومعاشی سرگرمیاں بُری طرح متاثر ہوئیں۔ ان آفات میں سیلاب، زلزلے، لینڈ سلائیڈنگ، برفانی تودے، سمندری طوفان اور خشک سالی شامل ہیں جب کہ ثقافتی آفات میں آگ، سماجی بدامنی، ہجرت، وبائی امراض، نقل وحمل اور صنعتی حادثات شامل ہیں۔ ان عوامل کے ساتھ ساتھ موسمی تغیرات (Climatic Changes) نے بھی ان مسائل کو مزید پیچیدہ بنایا ہے۔

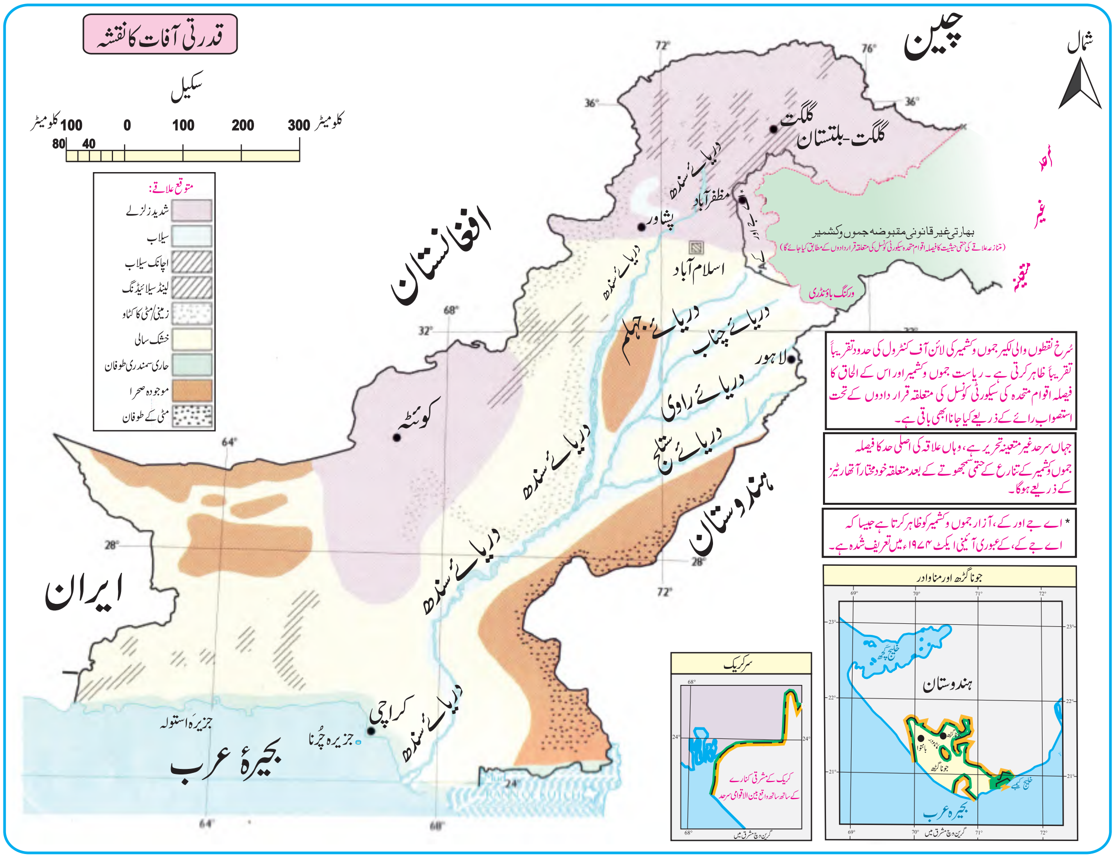

اس خطے (موجودہ پاکستان) نے 20ویں صدی کی چار بڑی قدرتی آفات کا سامنا کیا جس میں 1935ء کا کوئٹہ کا زلزلہ، 1945ء کا مکران ساحلی زلزلہ، 1976ء کا گلگت بلتستان زلزلہ اور 2005ء کا آزاد کشمیر وخیبر پختونخوا کا زلزلہ شامل ہیں۔ سیلابوں نے پنجاب اور سندھ جب کہ پہاڑی علاقوں میں ہونے والی طوفانی بارشوں نے خیبر پختونخوا، بلوچستان اور گلگت بلتستان کے علاقوں کو شدید متاثر کیا۔ پاکستان میں بڑے سیلاب 1955ء، 1988ء، 1992ء، 2010ء، 2022ء اور 2025ء میں آئے جن سے شدید جانی اور مالی نقصان ہوا۔

لینڈ سلائیڈنگ: یہ شمالی پہاڑی علاقوں میں عام ہے۔ کمزور زمین، ناپائیدار ڈھلوانیں اور جنگلات کی کٹائی اس کی بڑی وجوہات ہیں۔

سمندری طوفان: پاکستان کی ساحلی پٹی طوفانوں اور سمندری طغیانی کے لیے نہایت حساس ہے۔ 1971ء سے 2010ء تک پندرہ سمندری طوفان ریکارڈ ہوئے۔

خشک سالی: کسی مخصوص علاقے میں کسی سال اوسط سے کم بارش ہونا خشک سالی کہلاتا ہے۔ پاکستان میں بہت سارے علاقے بارش نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے خشک سالی جیسی صورتِ حال کا سامنا کر رہے ہیں۔

گرمی کی لہر (Heat Waves): روزانہ کے درجہ حرارت میں اچانک اضافہ ''ہیٹ ویو'' کی صورتِ حال پیدا کرتا ہے جس سے زمین کا سطحی درجہ حرارت بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور ان علاقوں کو شدید متاثر کرتا ہے جہاں بارش کم ہوتی ہے۔ اس قدرتی آفت سے جنوبی سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب متاثر ہوتے ہیں۔

موسمیاتی تبدیلیاں اور قدرتی آفات پاکستان کی معیشت کو متاثر کر رہی ہیں۔ بے ترتیب بارشوں، خشک سالی اور سیلاب کی وجہ سے فصلوں کے نقصانات یا پیداوار میں کمی کی وجہ سے غذائی عدم تحفظ کا سامنا ہے۔ اس سے کسانوں کا روزگار بھی متاثر ہوتا ہے۔ سیلاب جیسے شدید موسمی واقعات بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ہاؤسنگ، زراعت اور نقل و حمل کے نظام کو اربوں روپے کا مالی نقصان ہوتا ہے۔

پاکستان میں موسمیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں معیشت، املاک، فصلوں اور مویشیوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ معیشت کو بحال کرنے کے لیے سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ شدید موسمی واقعات اور موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کو کم کرنے کے لیے حکومت کو قلیل اور طویل مدتی پائیدار اقدامات کی ضرورت ہے۔

طوفان، سیلاب اور خشک سالی کے زراعت، بنیادی ڈھانچے اور نقل و حمل کے نظام پر اثرات

(Impacts of Storm, Flood and Drought on Agriculture, Infrastructure and Transportation Systems)

طوفان، سیلاب اور خشک سالی زراعت، بنیادی ڈھانچے اور نقل و حمل کے نظام پر بہت بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

زراعت پر اثرات (Impacts on Agriculture)

طوفان، سیلاب اور خشک سالی سے زراعت کا شعبہ متاثر ہوتا ہے۔ تیار فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں، درجہ حرارت اور بارش میں کمی بیشی اور شدید موسمی حالات میں پانی کی کم دستیابی سے بھی زرعی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔

بنیادی ڈھانچے پر اثرات (Impacts on Basic Infrastructure)

طوفان، سیلاب اور خشک سالی سے بنیادی ڈھانچے اور نجی املاک کو نقصان پہنچتا ہے۔ کچھ علاقوں میں آب و ہوا میں تبدیلی سے جنگل کی آگ املاک کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ سولر پلیٹیں، بجلی کے کھمبے اکھڑ سکتے ہیں اور ڈیم گارے یا سلٹ سے بھر سکتے ہیں۔

نقل و حمل کے نظام پر اثرات (Impacts on Transport System)

طوفان اور سیلاب زمینی نقل و حمل کے نظام کو متاثر کرتے ہیں۔ زیادہ درجہ حرارت ریل کی پٹریوں کو پھیلانے کا سبب بن سکتا ہے۔ ساحلی علاقوں میں سطح سمندر میں اضافہ اور شدید طوفان سیلاب کا باعث بن سکتے ہیں جو سڑکوں، پلوں، ریلوے لائنوں، بندرگاہوں اور ساحلی ہوائی اڈوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

عالمی حدت (گلوبل وارمنگ) (Global Warming)

عالمی حدت (Global Warming) سے مراد کرۂ ارض کا تیزی سے بڑھتا ہوا درجہ حرارت ہے۔ یہ بنیادی طور پر بڑھتے ہوئے گرین ہاؤس افیکٹ (Greenhouse Effect) کی وجہ سے ہے۔ گرین ہاؤس گیسوں کے بڑھتے ہوئے ارتکاز کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ ان گیسوں میں کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2)، میتھین (CH_4) اور نائٹرس آکسائیڈ (N_2O) وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انسانی سرگرمیوں جیسے نامیاتی ایندھن جلانے اور جنگلات کی کٹائی وغیرہ سے زمین پر حدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آنے والے وقت میں زمین کا اوسط درجہ حرارت مزید بڑھ سکتا ہے۔

اس بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے باعث دنیا بھر میں جنگلات کے جلنے، سیلاب اور خشک سالی کا امکان بڑھ سکتا ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی سے سے زراعت کو نقصان ہو سکتا ہے۔

گلوبل وارمنگ (عالمی حدت) کا سیلاب، موسمیاتی تبدیلی اور دیگر ماحولیاتی خطرات سے تعلق
(Link of Global Warming with Flooding, Climate Change and other Environmental Hazards)

عالمی حدت، سیلاب، موسمیاتی تبدیلی اور دیگر ماحولیاتی خطرات آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ان کا ذیل میں احاطہ کیا گیا ہے:

(i) گلوبل وارمنگ (عالمی حدت) اور سیلاب (Global Warming and Flooding)

گلوبل وارمنگ سیلاب کا باعث بن سکتی ہے۔ بڑھتا ہوا درجہ حرارت بخارات میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ماحول میں حدت زیادہ نمی برقرار رکھ سکتی ہے جس کے نتیجے میں شدید بارش کے واقعات ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں، پگھلتے ہوئے گلیشیئرز سمندر کی سطح میں اضافے کا باعث بنتے ہیں جس سے ساحلی علاقوں میں سیلاب آسکتے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں طوفانی لہریں نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔

(ii) گلوبل وارمنگ اور موسمیاتی تبدیلی (Global Warming and Climate Change)

گلوبل وارمنگ، موسمیاتی تبدیلی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج نے زمین کو ڈھانپ دیا ہے جو عالمی حدت کا باعث بن رہی ہے۔ وقت کے ساتھ گرم درجہ حرارت موسم کے نمونوں کو بدل رہا ہے اور فطرت کے معمول کے توازن میں خلل ڈال رہا ہے۔ مستقبل میں سورج سے آنے والی بالا بنفشی شعاعوں کی وجہ سے زمین کی سطح پر زہریلی گیسوں کی مقدار بڑھے گی اور اوزون کی سطح بھی مزید متاثر ہوگی۔ واضح رہے کہ زمین کی فضائی سطح کے اوپر اوزون (Ozone) کی ایک پرت موجود رہتی ہے جو زمین پر سورج سے آنے والی حدت کو کم کرتی ہے اور سورج سے آنے والی نقصان دہ شعاؤں کو زمین پر پہنچنے سے روکتی ہے۔ اوزون کی یہ پرت فضا میں خارج ہونے والی زہریلی گیسوں کی وجہ سے پچھلے کچھ عرصے میں کافی متاثر ہوئی ہے اور اس میں کئی جگہ "سوراخ" نمودار ہو رہے ہیں۔

(iii) گلوبل وارمنگ اور دیگر ماحولیاتی خطرات (Global Warming and Other Environmental Hazards)

گلوبل وارمنگ سے پیدا ہونے والے دیگر ماحولیاتی خطرات میں گرمی کی لہریں، جنگل کی آگ، ماحولیاتی نظام میں رکاوٹیں اور بیماریوں کا پھیلاؤ وغیرہ شامل ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیاں شدید گرمی کی لہروں کا باعث بن رہی ہیں، جو ہیٹ اسٹروک، پانی کی کمی اور دیگر صحت کے مسائل کا باعث بن سکتی ہیں۔ خشک موسمی حالات اور بڑھتا ہوا درجہ حرارت جنگل کی آگ کے پھیلنے کا سبب بن سکتا ہے، جس سے ماحولیاتی نظام اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ درجہ حرارت اور بارش کے دورانیے/موسم میں تبدیلی ماحولیاتی نظام میں خلل ڈال سکتی ہے جس سے حیاتیاتی تنوع متاثر ہو سکتی ہے۔ عالمی حدت بیماریوں کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتی ہے کیونکہ گرم درجہ حرارت اور بدلتے ہوئے موسمی حالات بیماریوں کے لیے سازگار حالات پیدا کر سکتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان ہر سال پانچ جون کو عالمی یومِ ماحولیات مناتا ہے، اس دن کو عالمی سطح پر منانے کا فیصلہ اقوامِ متحدہ نے 15 دسمبر 1972ء کو کیا۔

نامیاتی ایندھن کی کھپت کے ماحولیاتی اثرات
(Environmental Impacts of Fossil Fuels Consumption)

نامیاتی ایندھن ایک قدرتی روایتی توانائی کا ذریعہ ہے جس میں ہائیڈروکاربن پر مشتمل قدرتی گیس، تیل اور کوئلہ شامل ہیں۔ کوئلے میں

ہائیڈروکاربن، آکسیجن، سلفر اور نائٹروجن مرکب ہوتا ہے جس میں زیادہ تر کاربن ہوتا ہے۔ پیٹرولیم ہائیڈروکاربن پر مشتمل ہے۔ یہ توانائی اور صنعت میں اہمیت کا حامل ایک ایندھن ہے۔

نامیاتی ایندھن حرارتی، نقل وحمل اور صنعتی علاقوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں موجود کاربن مونو آکسائیڈ، نائٹروجن آکسائیڈ، نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ وغیرہ ماحولیاتی توازن میں خلل ڈالتی ہیں۔ نامیاتی ایندھن کے استعمال کی وجہ سے گلوبل وارمنگ میں اضافہ ہوتا ہے۔ نامیاتی ایندھن کے منفی اثرات سے نمٹنے کے لیے، قابلِ تجدید اور پائیدار توانائی کے ذرائع کی طرف منتقلی ضروری ہے۔ گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کو کم کرنے اور صاف ستھرے ماحول کے لیے شمسی، ہوائی اور پن بجلی جیسے متبادل توانائی کے ذرائع ناگزیر ہیں۔

نامیاتی ایندھن سے پیدا ہونے والی آلودگی کو کم کرنے کے لیے حکومت اور معاشرے کا کردار

(Role of Government and Society in Reducing Pollution from Fossil Fuels)

سائنسدانوں کے مطابق نامیاتی ایندھن کے منفی اثرات کو روکنے کا وقت تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اس تناظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا کر سکتے ہیں۔ نامیاتی ایندھن کا استعمال ماحولیاتی تبدیلی کا اہم سبب ہے جو درجہ حرارت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ نامیاتی ایندھن کے استعمال میں کمی کر کے اور دیگر متعدد اقدامات کر کے ہم ماحولیاتی تبدیلی کو روکنے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نامیاتی ایندھن کے منفی اثرات کی ایک بڑی وجہ ٹرانسپورٹ، بالخصوص سڑکوں پر چلنے والی ٹریفک ہے۔ ہم ٹرانسپورٹ سے پیدا ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں کمی لا سکتے ہیں۔ پیٹرول سے چلنے والی ایک گاڑی بجلی سے چلنے والی گاڑی کی نسبت کئی گنا زیادہ کاربن پیدا کرتی ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ روایتی ایندھن سے چلنے والی گاڑیوں پر بجلی سے چلنے والی گاڑیوں کو ترجیح دیں اور جب ممکن ہو پیدل سفر کریں۔ اس کے علاوہ ہوائی جہاز کی جگہ ٹرین میں سفر کرنے سے بھی ماحولیاتی تبدیلی میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف شروع کی گئی مہم میں معاشرے کے افراد خاص طور پر صوبائی، قومی اسمبلی کے ارکان اور سکولوں کے طلبہ کی شرکت یقینی بنائی جائے تاکہ اس مسئلے کے حل کے لیے اجتماعی طور پر کوششیں کی جا سکیں۔

نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا کردار (Role of Pakistan National Disaster Management Authority)

پاکستان میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) قومی پالیسی کے مطابق نگرانی اور رابطہ کاری کے طور پہ مؤثر طریقے سے کام کر رہی ہے۔ اس اتھارٹی کا قیام 2007ء میں ایک اہم ایجنسی (Agency) کے طور پر کیا گیا۔ یہ اتھارٹی تمام سطحوں پر ترقیاتی منصوبہ بندی میں آفات کے خطرے میں کمی کے نقطۂ نظر اور آفات سے نمٹنے کی تیاری، ردِعمل (Response) اور بحالی کے لیے ادارہ جاتی صلاحیتوں کو بڑھا کر آفات سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کام متاثرہ لوگوں کی زندگیوں اور معاش کو محفوظ بنانے کے لیے صوبائی اور مقامی سطح پر قدرتی یا انسانوں سے پیدا ہونے والی آفات سے نمٹنے کے لیے جامع کوششیں کرنا ہے۔ سیلاب، بارش، زلزلے، پہاڑی علاقوں میں لینڈ سلائیڈنگ جیسے خطرات سے نمٹنے، املاک، فصلوں اور پودوں کو نقصان سے بچانے کے لیے مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ 2022ء اور 2025ء کے سیلاب میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی اور اس کے صوبائی ذیلی اداروں (PDMA) کا آگاہی، ردِعمل اور سیلاب کے بعد کی صورتِ حال سے نمٹنے میں اہم کردار رہا ہے۔

سرگرمی:

☆ کیا موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے پاکستان غذائی عدمِ تحفظ کا شکار ہو سکتا ہے؟ ☆ ہم کیسے توانائی کے متبادل ذرائع استعمال کر کے اپنے ماحول کو بہتر بنا سکتے ہیں؟

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پاکستان کے میدانی علاقوں میں موسم گرما کا اوسط درجہ حرارت رہتا ہے:

(الف) 20°C (ب) 30°C (ج) 40°C (د) 50°C

(ii) کے-ٹو پہاڑ واقع ہے:

(الف) کوہ ہمالیہ میں (ب) کوہ قراقرم میں (ج) کوہ سفید میں (د) کوہ ہندوکش میں

(iii) نانگا پربت کی بلندی ہے:

(الف) 7690 میٹر (ب) 8126 میٹر (ج) 8611 میٹر (د) 6790 میٹر

(iv) کراچی واقع ہے:

(الف) بحیرۂ احمر کے کنارے (ب) بحیرۂ اسود کے کنارے (ج) بحیرۂ عرب کے کنارے (د) بحیرۂ روم کے کنارے

(v) چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ چین کو پاکستان کی بندرگاہ سے ملاتا ہے:

(الف) کراچی بندرگاہ (ب) محمد بن قاسم بندرگاہ (ج) گوادر بندرگاہ (د) کیٹی بندرگاہ

(vi) پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحد کی لمبائی ہے:

(الف) 599 کلومیٹر (ب) 861 کلومیٹر (ج) 2163 کلومیٹر (د) 2611 کلومیٹر

(vii) چشمہ بیراج واقع ہے:

(الف) دریائے جہلم پر (ب) دریائے سندھ پر (ج) دریائے چناب پر (د) دریائے کابل پر

(viii) شاہراہِ ریشم پاکستان کو چین سے ملاتی ہے:

(الف) درّہ گومل کے ذریعے (ب) درّہ ٹوچی کے ذریعے (ج) درّہ خیبر کے ذریعے (د) درّہ خنجراب کے ذریعے

(ix) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 2006ء میں (ب) 2007ء میں (ج) 2008ء میں (د) 2009ء میں

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) پاکستان کا محلِ وقوع بیان کریں۔

(ii) ڈیم اور بیراج میں کیا فرق ہے؟

(iii) جنگلات کے دو فوائد بیان کریں۔

(iv) پاکستان میں پائی جانے والی اہم نہروں کے نام لکھیں۔

(v) پاکستان میں پائے جانے والے چار گلیشیئرز کے نام لکھیں۔

(vi) پیداواری اور حفاظتی جنگلات میں فرق بیان کریں۔

(vii) گلوبل وارمنگ سے کیا مراد ہے؟ اس کی بنیادی وجہ تحریر کریں۔

(viii) پاکستان کے چار ریگستانوں کے نام لکھیں۔
(ix) جنگلات کو متاثر کرنے والے تین عوامل بیان کریں۔
(x) پاکستان میں سیلاب کیوں آتے ہیں؟
(xi) نامیاتی ایندھن کے متبادل ایندھن کیوں ضروری ہیں؟
(xii) وسط ایشیائی ممالک کے نام تحریر کریں۔
(xiii) مینگروز جنگلات پاکستان میں کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟
(xiv) رابطہ نہروں سے کیا مراد ہے؟
(xv) گلیشیرز کی اہمیت واضح کریں۔
(xvi) عالمی حدت یا گلوبل وارمنگ سے کیا مراد ہے؟
(xvii) پاکستان میں پائے جانے والے طبعی خدوخال کے نام لکھیں۔
(xviii) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کا کردار مختصراً بیان کریں۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(i) پاکستان کے جغرافیائی محلِ وقوع کی اہمیت پر بحث کریں۔
(ii) اپنے پڑوسی ممالک اور وسطی ایشیا کے ممالک کے حوالے سے پاکستان کے محلِ وقوع کی اہمیت کا تجزیہ کریں۔
(iii) پاکستان کے طبعی خدوخال مختلف علاقوں میں مختلف کیوں ہیں؟ وضاحت کریں۔
(iv) ماہرِ موسمیات کوپن کی موسمیاتی درجہ بندی کو مدِنظر رکھ کر پاکستان کی آب و ہوا کا تجزیہ کریں اور اس کے اثرات بیان کریں۔
(v) موسمیاتی تبدیلی پاکستان میں کیسے مختلف قدرتی آفات کا باعث بن رہی ہے؟ وضاحت کریں۔
(vi) پاکستان میں مختلف قسم کے جنگلات کی مقامی تقسیم کی وضاحت کریں۔
(vii) قدرتی پودوں اور جنگلات کو متاثر کرنے والے جغرافیائی، موسمی، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور صنعتی پہلوؤں کا احاطہ کریں۔
(viii) نامیاتی ایندھن (Fossil Fuels) کی کھپت کے ماحولیاتی اثرات بیان کریں۔
(ix) گلوبل وارمنگ انسانی زندگی پر کیسے اثرانداز ہوتی ہے؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں

(i) پاکستان کے نقشے کے خاکے پر پاکستان کے شہروں اور پڑوسی ممالک کے نام لیبل کریں۔
(ii) مینگروز کے جنگلات، جنگلات کو متاثر کرنے والے عوامل، گلوبل وارمنگ اور فضائی آلودگی پر ایک کوئز پروگرام کا اہتمام کریں۔
(iii) نامیاتی ایندھن (Fossil Fuels) کے فوائد اور نقصانات پر مباحثہ منعقد کریں۔
(iv) گلوبل وارمنگ کے اثرات کو کیسے کم کر سکتے ہیں؟ اس پر ایک پوسٹر تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) اساتذہ طلبہ کو نقشہ پڑھنے (Map Reading) کا طریقہ سکھائیں۔ اس کے لیے گوگل میپ استعمال کیا جا سکتا ہے۔
(ii) طلبہ کو جنگلات کی اہمیت سے آگاہ کریں۔
(iii) طلبہ کو مختلف ماحولیاتی خطرات سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں بتائیں۔

کیس کا مطالعہ: (Case Study)

نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کے موثر اقدامات کا جائزہ لے سکیں اور قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے ردِعمل کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کر سکیں۔

باب 5

پاکستان اور بین الاقوامی امور
(PAKISTAN AND INTERNATIONAL AFFAIRS)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- کسی بھی ملک کے لیے خارجہ پالیسی کی اہمیت کو سمجھ سکیں، پاکستان کی خارجہ پالیسی کو اس کی ضرورت اور راہنما اصولوں اور مقاصد کی پاسداری کے حوالے سے جانچ سکیں۔
2- ہمسایہ ممالک کے حوالے سے پاکستان کی جغرافیائی سیاسی اہمیت کا تجزیہ کر سکیں۔
3- خطے کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات، اس کے اثرات اور مستقبل کے تعلقات کے امکانات کا تنقیدی جائزہ لے سکیں۔
4- اقوامِ متحدہ کی اہمیت، اس کے بنیادی ادارے اور ان کے اہداف، عالمی امن کی کوششوں میں اس کی شمولیت اور مختلف عالمی امن کی سرگرمیوں میں خاص طور پر قدرتی آفات کے موقع پر اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے تعاون کا جائزہ لے سکیں۔
5- دوسرے ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے حوالے سے پاکستان کے سارک ممالک، او آئی سی ممالک، برطانیہ اور دولتِ مشترکہ کے ممالک کے ساتھ خارجہ تعلقات کا جائزہ لے سکیں، او آئی سی سمیت تمام پلیٹ فارمز پر مسلم دنیا کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے پاکستان کی کوششوں کو بیان کر سکیں۔
6- کشمیر، افغانستان اور فلسطین کے بحران کے حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش مشکلات کا تجزیہ کر سکیں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی (Foreign Policy of Pakistan)

خارجہ پالیسی سے مراد کسی ملک کی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کی حکمت عملی ہے۔ اس سے مراد وہ رویّہ ہے جس کے تحت کوئی ملک اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی اہمیت (Importance of Foreign Policy of Pakistan)

پاکستان کی خارجہ پالیسی اس کی قومی سلامتی، اقتصادی ترقی اور بین الاقوامی حیثیت کے لیے اہم ہے۔ یہ عالمی تناظر میں اپنے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے امن، استحکام اور خوشحالی کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے۔ ذیل میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کی اہمیت بیان کی گئی ہے:

(i) علاقائی استحکام (Regional Stability)

پاکستان کی خارجہ پالیسی علاقائی استحکام کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاص طور پر چین، ایران سمیت دیگر ہمسایہ ممالک کے ساتھ مضبوط علاقائی تعلقات کو فروغ دینے سے پاکستان کے لیے تجارتی اور اقتصادی مواقع میں اضافہ ہوگا۔

(ii) مضبوط دفاع (Strong Defense)

پاکستان کی خارجہ پالیسی اپنے مضبوط دفاع کو یقینی بنانے کے لیے ضروری فوجی ساز و سامان کے حصول، اتحاد بنانے اور پاکستان کی خودمختاری کو لاحق ممکنہ خطرات کو روکنے میں مدد دیتی ہے۔

(iii) تجارت اور سرمایہ کاری (Trade and Investment)

مؤثر خارجہ پالیسی کے اقدامات غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کر سکتے ہیں۔ تجارتی معاہدوں کو آسان بنا سکتے ہیں نیز پاکستانی اشیا اور خدمات کے لیے نئی منڈیاں کھول سکتے ہیں۔

(iv) اقتصادی سفارت کاری (Economic Diplomacy)

اقتصادی سفارت کاری کے ذریعے پاکستان کو سازگار تجارتی مواقع حاصل کرنے، ملازمتیں پیدا کرنے، لوگوں کے معیارِ زندگی بلند کرنے اور اپنے اقتصادی مفادات کو فروغ دینے میں مدد مل سکتی ہے۔

(v) مثبت تاثر (Positive Image)

اپنا مثبت تاثر پیش کرنے کے لیے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی کو ایک ترقی پسند، اعتدال پسند اور پُرامن قوم کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔

خارجہ پالیسی کے راہنما اصول (Guiding Principles of Foreign Policy)

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے راہنما اصول درج ذیل ہیں۔

-1 بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ اصولوں کو فروغ دینا۔ -2 تمام ریاستوں کی خود مختاری کا احترام کرنا۔ -3 تنازعات کا پرامن حل۔

-4 علاقائی سالمیت کا احترام کرنا۔ -5 دوسری ریاستوں کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت اور عدم جارحیت۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد (Objectives of Pakistan's Foreign Policy)

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

(i) نظریۂ پاکستان کا تحفظ (Protection of Pakistan's Ideology)

خارجہ پالیسی میں نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ قریبی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدات کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔

(ii) قومی تحفظ اور سلامتی (Protection of National Integrity)

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد قومی سلامتی کا تحفظ ہے اس لیے قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ اور جغرافیائی و نظریاتی حدود کا تحفظ کیا جائے۔ قومی سلامتی کے خلاف اُٹھنے والے ہر قدم کو روکا جائے اور ملکی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ قومی سلامتی کے تحفظ اور بقا کی خاطر اندرونی طور پر ملک میں یکجہتی اور استحکام کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا کے ساتھ قریبی تعاون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

(iii) ثقافت کا فروغ (Cultural Promotion)

پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ ہماری ثقافت میں رواداری، احترامِ انسانیت، بہادری، عزّت، حیا اور چادر اور چار دیواری کا تحفظ جیسی اقدار نمایاں ہیں۔ پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات اُستوار کرنے ہیں جن کے ذریعے پاکستانی ثقافت نہ صرف محفوظ رہے بلکہ اُسے فروغ بھی حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مختلف ممالک کے ساتھ ثقافتی وفود کے تبادلے عمل میں لائے جاتے ہیں۔

(iv) معاشی ترقّی (Economic Development)

معاشی تعاون کو ترجیح دینا بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم مقصد ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی اور معاشی ترقی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ معاشی ترقّی کے لیے معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ پاکستان تمام اقوام خصوصاً بڑی طاقتوں، اسلامی ممالک اور پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کو فروغ دینے کا ہمیشہ خواہاں ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے پاکستان اپنی زراعت اور صنعت کو ترقی دے کر ملکی معیشت کو مستحکم بنا سکتا ہے۔

پڑوسی ممالک کے حوالے سے پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت

(Geo-Political Importance of Pakistan with Reference to its Neighbouring Countries)

پاکستان جنوبی ایشیا میں جغرافیائی اور سیاسی لحاظ سے اہم مقام رکھتا ہے۔ پاکستان کے زمینی اور سمندری راستے انتہائی اہم ہیں۔ اس کی زمینی سرحدیں اسے چین، بھارت، ایران اور افغانستان سے جوڑتی ہیں۔ بحیرۂ عرب پر پاکستان کی ساحلی پٹی اہم سمندری راستوں اور سمندری تجارت تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی زمینی سرحدیں جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کے درمیان ایک مؤثر پل (Bridge) کا کام کرتی ہیں۔ پڑوسیوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات علاقائی استحکام اور سلامتی پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ تعلقات انسدادِ دہشت گردی کی کوششوں سے لے کر معاشی ترقی تک ہر چیز کو متاثر کرتے ہیں۔

خطے کے پڑوسی ممالک کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات، اثرات اور مستقبل کے تعلقات کے امکانات

(Diplomatic Ties of Pakistan with Neighbouring Countries in the Region, Impacts and Prospects for Future Relations)

سفارتی تعلقات دو یا دو سے زیادہ ممالک کے درمیان رسمی تعلقات (Formal Relationships) اور تعاون کو کہتے ہیں۔ یہ تعلقات پُرامن اور نتیجہ خیز بین الاقوامی تعلقات کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ سفارتی تعلقات ممالک کے مابین سفارت خانوں، قونصل خانوں اور دیگر سفارتی مشنوں (Diplomatic Missions) کے ذریعے قائم کیے جاتے ہیں جو حکومتوں کے درمیان براہ راست رابطے اور تعاون کا کام کرتے ہیں۔ سفارتی تعلقات مختلف شعبوں میں تعاون کو فروغ دیتے ہیں جس میں تجارت، سلامتی، ماحولیاتی تحفظ، ثقافتی تبادلے اور عالمی استحکام وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں خطے کے پڑوسی ہمسایہ ممالک کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

پاکستان کے بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات (Diplomatic Ties of Pakistan with India)

پاکستان اور بھارت کے درمیان سفارتی تعلقات اکثر کشیدگی اور تنازعات کا شکار رہے ہیں۔ اپنی آزادی کے فوراً بعد سفارتی تعلقات قائم کرنے کے باوجود دونوں ممالک کئی جنگیں لڑ چکے ہیں جن کی بنیادی وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔ چوں کہ پاکستان کا وجود برصغیر پاک و ہند سے اُبھرا ہے، اس لیے بھارت کے ساتھ پاکستان کی تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت کے بہت سے پہلو مشترک ہیں۔ پاکستان اور بھارت کے تعلقات کے اہم پہلو ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

(i) تاریخی تناظر (Historical Context)

تاریخی تناظر کو دیکھا جائے تو 1947ء میں برصغیر کی تقسیم اور اس کے نتیجے میں شاہی ریاستوں بالخصوص کشمیر کے تنازع نے دونوں ممالک کے درمیان کشیدہ تعلقات کی بنیاد ڈالی۔ کشمیر ایک غیر حل شدہ علاقائی اور عالمی تنازع ہے جو دونوں ممالک کے درمیان تناؤ کا مرکزی سبب ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کے بقول، کشمیر پاکستان کی شہ رَگ ہے۔ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا یہ تعلقات مضبوط بنیادوں پر خوش گوار فضا میں قائم نہیں ہو سکتے۔

پاکستان اور خطے کے ممالک کا نقشہ

(ii) متعدد جنگیں (Multiple Wars)

پاکستان اور بھارت کئی جنگیں لڑ چکے ہیں۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کو خطرہ سمجھتے ہیں جس کے نتیجے میں ہتھیاروں کی دوڑ اور فوجی کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ 2025ء میں بھارت کے آپریشن سندور کے جواب میں پاکستان نے آپریشن ''بنیان المرصوص'' شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد، پاکستانی قوم اور افواج کے عزم و استقلال سے اس میں کامیابی ملی جس کو پوری دنیا نے تسلیم کیا۔

(iii) بھارت کے اقدامات (India's Actions)

بھارت کے اقدامات، جیسے اگست 2019ء میں جموں و کشمیر میں آرٹیکل 370 کو منسوخ کرنے اور حالیہ کشیدگی میں بھارت کی جانب سے پاکستان کے بطور پسندیدہ ترین ملک (Most Favoured Nation) کا درجہ مسترد کرنے، سندھ طاس معاہدے کی معطلی اور بھارت کے پاکستان پر میزائل حملوں نے تعلقات کو مزید خراب کر دیا ہے۔

(iv) کرتارپور راہداری (Kartarpur Corridor)

2019ء میں کرتار پور راہ داری کا افتتاح، ہندوستانی سکھوں کو پاکستان میں ایک مقدس عبادت گاہ تک ویزہ کے بغیر رسائی کی اجازت دینا، تعاون اور امید کی ایک نادر مثال ہے۔

(v) سفارتی نمائندگی (Diplomatic Representation)

دونوں ممالک ایک دوسرے کے دارالحکومتوں میں ہائی کمیشن قائم کرتے ہیں لیکن حالیہ کشیدگی سے سفارتی نمایندگی متاثر ہوئی ہے۔

(vi) مستقبل کے تعلقات کے امکانات (Prospects for Future Relations)

مسلسل تناؤ اور تنازعات کی تاریخ کے حوالے سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا مستقبل غیر یقینی اور پیچیدہ ہے۔ اختلافات کی وجہ سے تجارتی تعلقات بھی دباؤ کا شکار ہیں۔ جب تک کشمیر سمیت دیگر مسائل حل نہیں ہوتے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات خوش گوار نہیں ہو سکتے۔

پاکستان کے ایران کے ساتھ سفارتی تعلقات (Diplomatic Ties of Pakistan with Iran)

(i) خوش گوار اور مضبوط سفارتی تعلقات (Pleasant and Strong Diplomatic Relations)

ایران پاکستان کا برادر اسلامی ہمسایہ ملک ہے جس کے ساتھ مشترکہ سرحد کی لمبائی قریباً 909 کلومیٹر ہے۔ ایران پہلا ملک تھا جس نے

پاکستان کو آزادی کے فوراً بعد تسلیم کیا اور شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اس طرح ابتدا سے ہی پاکستان اور ایران کے درمیان خوش گوار اور مضبوط سفارتی تعلقات قائم ہیں۔

(ii) مذہبی اور ثقافتی تعلقات (Religious and Cultural Relations)

پاکستان اور ایران کے درمیان مذہبی اور ثقافتی تعلقات دونوں ریاستوں کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔ دونوں ممالک کے مابین ہونے والے مختلف معاہدوں نے تعلقات کی اہمیت کو مزید اُجاگر کیا ہے۔

(iii) مختلف تنظیموں کے رکن (Member of Various Organizations)

پاکستان اور ایران "اسلامی تعاون تنظیم (OIC)" اور "اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO)" کے بھی رکن ہیں۔ دونوں ممالک ایک دوسرے سے معاشی، عسکری اور سیاسی نوعیت کا تعاون کرتے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان باہمی تعاون کے کئی سمجھوتوں پر دستخط ہو چکے ہیں۔

(iv) ایران-اسرائیل جنگ (Iran - Israel War)

اسرائیل ایران کے خلاف کئی بار اپنے جارحانہ عزائم کا اظہار کر چکا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ اسرائیل کے ان عزائم کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ 2025ء میں ایران، اسرائیل جنگ میں پاکستان نے ایران کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

(v) تجارت میں اضافہ (Increase in Trade)

اسمگلنگ اور بارٹر ٹریڈ جیسے چیلنجوں کے باوجود دونوں ممالک کے درمیان تجارت کو بڑھانے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ مزید یہ کہ سکیورٹی خدشات کو دور کرنے اور تجارت کو آسان بنانے کے لیے بارڈر کے انتظام کی حکمتِ عملی پر کام ہو رہا ہے۔

(vi) مستقبل کے تعلقات کے امکانات (Prospects for Future Relations)

یہ دونوں برادر ممالک ایک دوسرے کے ساتھ تعاون میں مزید اضافہ کر کے ایک دوسرے کے لیے اور اقوامِ عالم کے لیے زیادہ مفید کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان دونوں ریاستوں کے معاشی، جغرافیائی، فنی، صنعتی اور انسانی وسائل سے متعلق تعاون کو باہم فروغ دیا جائے تا کہ مستقبل میں تعلقات مزید مضبوط ہوں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسلامی جمہوریہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام اور قومی زبان فارسی ہے، اس کی کرنسی کو ایرانی ریال کہتے ہیں۔ ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ تیل کے عظیم ذخائر کی بدولت اس کو بین الاقوامی سیاست میں اہم مقام حاصل ہے۔

پاکستان کے افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات (Diplomatic Ties of Pakistan with Afghanistan)

(i) سفارتی تعلقات کی ابتدا (Beginning of Diplomatic Relations)

قیامِ پاکستان کے بعد افغانستان نے پاکستان کو 1948ء میں تسلیم کیا اور یوں سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی۔

(ii) مشترکہ سرحد (Common Border)

افغانستان کی پاکستان کے ساتھ طویل مشترکہ سرحد ہے جس کی لمبائی تقریباً 2611 کلومیٹر ہے۔ اسے ڈیورنڈ لائن کا نام دیا گیا ہے۔ حکومتی سطح پر پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں کئی اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔

(iii) پاکستان کی بندرگاہوں کا استعمال (Use of Pakistan's Ports)

افغانستان چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ملک ہے جس کا کوئی سمندر نہیں۔ اسی لیے اس کی سمندری تجارت پاکستان کے ذریعے

ہوتی ہے۔وسطی ایشیائی ممالک کے لیے افغانستان بہت اہم ہے کیوں کہ ان ممالک کو افغانستان سے گزر کر پاکستان کی بندرگاہیں استعمال کرنا پڑتی ہیں۔افغان-پاک ٹرانزٹ ٹریڈ ایگریمنٹ (APTTA) کا مقصد دوطرفہ تجارت اور روابط کو بڑھانا ہے۔

(iv) امریکا کا افغانستان پر حملہ (US Attack on Afghanistan)

11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور افغانستان میں طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا۔2021ء میں امریکا کے انخلاء کے بعد افغانستان میں طالبان کی دوبارہ حکومت قائم ہو چکی ہے۔اس حکومت کے پاکستان کے ساتھ تعلقات ناخوش گوار ہیں جس کی سب بڑی وجہ پاکستان کے اندر دہشتگردی کی پشت پناہی ہے۔

(v) دہشت گردی (Terrorism)

پاکستان کا موقف رہا ہے کہ عسکریت پسند گروہ اور فتنہ الہندوستان، افغانستان سے پاکستان کے اندر دہشتگردی کی کارروائیاں کرتے ہیں۔اکتوبر 2025ء میں دونوں ممالک کے درمیان سرحدی جھڑپیں شروع ہوئیں جو کہ قطر اور ترکیہ کی ثالثی میں ختم ہوئیں۔مستقل جنگ بندی اور امن کے لیے پاکستان کا صرف ایک ہی موقف ہے کہ افغانستان کی سرزمین پاکستان میں دہشتگردی کے لیے استعمال نہ ہو۔

(vi) مستقبل کے تعلقات کے امکانات (Prospects for Future Relations)

پاکستان افغانستان کی موجودہ حکومت کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔تاہم پاکستان اور افغانستان کے درمیان قریبی تعاون، علاقائی استحکام اور خوشحالی کا انحصار اس بات پر ہے کہ افغان عبوری حکومت اپنی سرزمین پاکستان کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیوں کے لیے استعمال نہ ہونے دے۔

پاکستان کے چین کے ساتھ سفارتی تعلقات (Diplomatic Ties of Pakistan with China)

(i) مضبوط اور پائیدار سفارتی تعلقات (Strong and Long Lasting Diplomatic Relations)

پاکستان اور چین کے درمیان مضبوط اور پائیدار سفارتی تعلقات ہیں۔پاکستان چین دوستی بین الاقوامی تعلقات میں مثالی حیثیت رکھتی ہے۔1949ء میں چین کے قیام کے بعد پاکستان نے اسے آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی تقریباً 599 کلومیٹر ہے۔

(ii) پاکستان، بھارت جنگوں میں چین کا تعاون (China's Cooperation in the Wars Between Pakistan and India)

ابتدا سے ہی پاکستان اور چین کے تعلقات خوش گوار اور تعمیری رہے ہیں۔پاکستان کی تعمیر و ترقّی میں چین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والی جنگوں میں چین نے ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا۔پاکستان، بھارت جنگ 2025ء / آپریشن "بنیان المرصوص" میں چین نے پاکستان کی مکمل حمایت اور تعاون کیا۔

(iii) عالمی سطح پر مشکلات (Global Challenges)

چین کو اپنے ابتدائی دور میں عالمی سطح پر مشکلات کا سامنا تھا۔اس دور میں پاکستان نے چین کا ساتھ دیا۔عالمی اداروں کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بھی پاکستان نے چین کی کھلے دل سے معاونت کی جب کہ دوسری طرف امریکا اور یورپی ریاستیں چین کی کھلی مخالفت کر رہی تھیں۔

(iv) پاکستان کی قومی تعمیر میں چین کا کردار (China's Role in Pakistan's Nation-Building)

چین نے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقی میں بہت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔چین نے پاکستان میں ٹینک سازی اور

طیارہ سازی میں بھرپور مدد کی جس کی وجہ سے پاکستان کی اسلحہ سازی کی صنعت نے بہت ترقی کی۔ اس کے علاوہ چین، پاکستان کے مختلف دفاعی منصوبہ جات میں بھی بھرپور مدد کر رہا ہے۔

(v) چین پاکستان اقتصادی راہداری (China-Pakistan Economic Corridor-CPEC)

موجودہ دور میں چین پاکستان اقتصادی راہ داری (CPEC) منصوبہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ تجارتی منصوبہ ہے جس کا مقصد چین کے علاقے سنکیانگ سے پاکستان کی گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے تیل، گیس اور دیگر تجارتی اشیا کی کم وقت میں ترسیل ہے۔ اقتصادی راہ داری دونوں ممالک کے تعلقات میں مرکزی اہمیت کی حامل تصوّر کی جاتی ہے۔

(vi) مستقبل کے تعلقات کے امکانات (Prospects for Future Relations)

چین پاکستان اقتصادی راہ داری (CPEC) منصوبہ پاکستان کے مختلف خطوں کو باہمی طور پر منسلک کر کے مستقبل میں ترقی و خوش حالی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ پاکستان کی معیشت پر اس کے مثبت اثرات کی توقع کی جارہی ہے۔ مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر سی پیک (CPEC) کے تحت توانائی، سڑکوں، ریل، صنعت اور سیاحت وغیرہ کے شعبوں کو ترقی ملے گی۔ ملک میں کاروباری سرگرمیاں تیز، معیشت مستحکم اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ملکی معیشت کے مختلف شعبوں میں ترقی کے لیے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

عوامی جمہوریہ چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ ہر سال یکم اکتوبر کو چینی باشندے اپنا یومِ آزادی قومی جوش و جذبے اور وقار سے مناتے ہیں۔ چین کا دارالحکومت بیجنگ (Beijing) اور اس کرنسی کا نام یوان (Yuan) ہے۔ پاک چین دوستی کی بہت بڑی علامت شاہراہِ قراقرم ہے۔ یہ شاہراہِ ریشم کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے دونوں ممالک باہم تجارت اور آمد و رفت کرتے ہیں۔

اقوامِ متحدہ (United Nations)

اقوامِ متحدہ (جنرل اسمبلی)

پہلی جنگِ عظیم کے خاتمہ پر 1919ء میں انجمن اقوام (League of Nations) قائم کی گئی لیکن دوسری جنگِ عظیم کی وجہ سے یہ ادارہ ختم ہو گیا۔ جنگ کے بعد تباہی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھر کی انسانی برادری نے آئندہ جنگوں کی روک تھام اور باہمی تعاون کے فروغ کے لیے ایک نئے ادارے کی تخلیق کو ضروری سمجھا اور 1945ء میں امریکا کے شہر سان فرانسسکو میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اقوامِ متحدہ (United Nations) بنانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ پچاس ریاستوں کے نمائندوں نے 25 جون 1945ء کو اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی منظوری دی اور یہ ادارہ 24 اکتوبر 1945ء کو وجود میں آ گیا۔ اس کا صدر مقام نیویارک میں ہے۔

اقوامِ متحدہ کی اہمیت (Importance of United Nations)

اقوامِ متحدہ کا ادارہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

1- یہ امن و سلامتی، ترقی اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے کام کرتا ہے۔
2- یہ دنیا میں تنازعات کی روک تھام اور امن قائم کرنے کے لیے کوششیں کرتا ہے۔
3- اقوامِ متحدہ کا ادارہ بیماریوں کی روک تھام کے لیے کام کرتا ہے۔

4- یہ صنفی مساوات کو فروغ دینے اور آگاہی پیدا کرنے کے لیے مختلف سرگرمیوں کا اہتمام کرتا ہے۔
5- یہ تخفیف اسلحہ، دہشت گردی اور انتہا پسندی سے نمٹنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔
6- یہ ادارہ اقوام کے درمیان دوستانہ تعلقات کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
7- یہ بین الاقوامی قانون کی پاسداری کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے بنیادی ادارے (Basic Organs of the United Nations)

اقوامِ متحدہ کے مندرجہ ذیل چھے بنیادی ادارے ہیں:

1- جنرل اسمبلی
2- سلامتی کونسل
3- تولیتی کونسل
4- معاشی و معاشرتی کونسل
5- بین الاقوامی عدالت انصاف
6- سیکرٹریٹ

1- جنرل اسمبلی (General Assembly)

جنرل اسمبلی اقوامِ متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ تمام رکن ممالک کے نمائندے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس ہر سال ستمبر کے مہینے میں منعقد ہوتا ہے۔ یہ درج ذیل فرائض سرانجام دیتا ہے:

- سلامتی کونسل کے دس غیر مستقل ارکان کا انتخاب
- سیکرٹری جنرل اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں کے چناؤ کی منظوری
- معاشی اور معاشرتی کونسل کے ارکان کا انتخاب
- نئی ریاستوں کو رکنیت دینا اور کسی ریاست کی رکنیت کو ختم کرنا
- بجٹ کی منظوری
- اقوامِ متحدہ کے تحت کیے گئے تمام معاہدوں کی توثیق
- دنیا بھر میں امن کے قیام کے لیے اقدامات

2- سلامتی کونسل (Security Council)

یہ اقوامِ متحدہ کا دوسرا اور بہت اہم ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اقوامِ متحدہ کی انتظامیہ شمار ہوتی ہے۔ سلامتی کونسل کے کُل ارکان کی تعداد 15 ہے۔ ان میں سے 5 مستقل ارکان امریکا، روس، برطانیہ، فرانس اور عوامی جمہوریہ چین ہیں۔ سلامتی کونسل کے فیصلے پندرہ میں سے کم از کم نو ارکان کی رائے کے مطابق طے پاتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ ان 9 ارکان میں پانچوں مستقل ارکان بھی شامل ہوں۔ اگر کوئی ایک مستقل رکن منفی رائے دے دے تو معاملہ طے نہیں پا سکتا۔ مستقل ارکان کے اس اختیار کو ''ویٹو (Veto)'' کا نام دیا گیا ہے۔ امن و امان کا قیام، بین الاقوامی تنازعات کا حل، نئے ممالک کی رکنیت اور اس کے خاتمے کی سفارش، بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے ججوں کا چناؤ اور جنرل سیکرٹری کے چناؤ کی سفارشات جنرل اسمبلی کو بھیجنا اس کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

3- تولیتی کونسل (Trusteeship Council)

اقوامِ متحدہ کے اس ادارے نے دوسری جنگِ عظیم کے بعد تباہ حال قوموں کی حالت بہتر بنانے کے لیے انتظام کیا تاکہ وہ ان علاقوں کے عوام کی ثقافتی، تعلیمی، اقتصادی، سماجی اور دیگر ضرورتوں کی تکمیل بطورِ نگران کرے اور یہ نگرانی اس وقت تک رہے گی جب تک کہ یہ قومیں آزادی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتیں۔ اب یہ ادارہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

4- معاشی و معاشرتی کونسل (Economic and Social Council)

اس کونسل کے کل ارکان کی تعداد 54 ہے۔ ان کا چناؤ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ہر رکن کی میعاد

تین سال ہے۔معاشی ومعاشرتی کونسل درج ذیل فرائض انجام دیتی ہے:

i- دنیا بھر کے عوام کے حقوق کی فراہمی۔ ii- انسانوں کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا اور معاشی ومعاشرتی ترقی کی کوشش کرنا۔

iii- بین الاقوامی سطح پر تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون کی فضا پیدا کرنا۔

iv- بے روزگاری، غربت اور بیماری کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا۔

5- بین الاقوامی عدالتِ انصاف (International Court of Justice)

اقوامِ متحدہ میں بین الاقوامی عدالتِ انصاف ایک اہم ادارہ ہے۔ عدالت کے ججوں کی کل تعداد 15 ہے جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور اُن کا چناؤ 9 سالہ مدت کے لیے جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ریاستوں کے مابین تنازعات کا حل کرانا، اقوامِ متحدہ کے منشور میں شامل تمام موضوعات پر مقدمات کی سماعت کرنا، بین الاقوامی قوانین کی تشریح وتوضیح کرنا اور اقوامِ متحدہ کے مختلف اداروں کو قانونی مشورہ دینا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

6- سیکرٹریٹ (Secretariat)

یہ اقوامِ متحدہ کا ریکارڈ آفس ہے اور نیویارک میں قائم ہے۔ سیکرٹریٹ کا سربراہ سیکرٹری جنرل کہلاتا ہے۔ اُس کی معاونت کے لیے کئی سیکرٹری بھی چنے جاتے ہیں۔ سیکرٹری جنرل کو جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل پانچ سال کے لیے منتخب کرتی ہیں۔

سیکرٹریٹ کی ذمہ داریاں:

تمام اداروں کے اجلاسوں کی کارروائیاں محفوظ رکھنا، خط وکتابت کرنا اور ریکارڈ محفوظ رکھنا وغیرہ سیکرٹریٹ کی ذمہ داریاں ہیں۔

اقوامِ متحدہ اور پاکستان (United Nations and Pakistan)

☆ پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن ہے۔ اقوامِ متحدہ کا قیام 24-اکتوبر 1945ء کو عمل میں آیا۔ پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو اقوامِ متحدہ کی رکنیت حاصل کی اور اس کے ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے ہیں۔

☆ پاکستان اقوامِ متحدہ کے منشور پر کاربند رہتے ہوئے عالمی کردار ادا کرتا ہے۔ بھارت کے ساتھ پاکستان کی کئی جنگوں میں سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کے کردار کو پاکستان نے تو تسلیم کیا مگر بھارت نے نظرانداز کیا۔

☆ سلامتی کونسل نے 1949ء میں قرارداد منظور کی کہ کشمیر میں استصوابِ رائے کرایا جائے۔ کشمیریوں کو ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے، مگر بھارت نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کی پروا نہ کی۔ جب بھی اقوامِ متحدہ نے تقاضا کیا، پاکستان نے اپنی افواج کی خدمات ''امن فوج'' کے طور پر فراہم کی ہیں۔

☆ پاکستانی افواج نے خلیجی ریاستوں، بوسنیا، سوڈان، کانگو اور دنیا کی دیگر ریاستوں میں امن فوج کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔ افریقی ریاستوں میں جہاں حالات انتہائی سخت ہیں، پاکستانی افواج نے امن قائم کرنے میں اپنا کردار انتہائی مؤثر طور پر ادا کیا ہے۔ انھی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کو کئی بار اقوامِ متحدہ کی مختلف کمیٹیوں کا سربراہ بھی بنایا جاتا رہا ہے۔

☆ پاکستان کو سلامتی کونسل کے غیر مستقل رکن کی حیثیت بھی حاصل رہی ہے۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کا مستقل مندوب موجود ہوتا ہے جو اہم مسئلے پر اصولی مؤقف اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے۔

☆ پاکستان نے مسئلہ فلسطین پر اقوامِ متحدہ میں خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کی جانب اقوامِ عالم کی توجہ دلائی ہے تاکہ مسئلہ فلسطین حل کر کے فلسطینی مسلمانوں کے لیے آزاد وخودمختار ریاست قائم کی جائے۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with SAARC Countries)

سارک (South Asian Association for Regional Cooperation-SAARC) جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون ہے۔اس کا قیام 1985ء میں عمل میں آیا۔اس تنظیم میں آٹھ ممالک، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش،سری لنکا، نیپال، مالدیپ، بھوٹان اور افغانستان شامل ہیں۔سارک تنظیم کے مقاصد درج ذیل ہیں:

i- ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا اور باہمی اعتماد سازی کے لیے اقدامات کرنا۔

ii- جنوبی ایشیا کے ممالک کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔رکن ممالک کے درمیان معاشی،ثقافتی،ٹیکنالوجی اور سائنسی میدان میں باہمی تعاون اور مدد کو فروغ دینا۔

iii- باہمی دلچسپی کے موضوعات پر بین الاقوامی سطح پر یکساں موقف اختیار کرنا۔بین الاقوامی اور علاقائی تعاون کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرنا۔

پاک اور بھارت کے درمیان مسلسل تناؤ اور حل نہ ہونے والے مسائل کی وجہ سے سارک کی سرگرمیاں متاثر ہو رہی ہیں۔

پاکستان کے اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relation with Organization of Islamic Cooperation-(OIC) Member Countries)

☆ 1969ء میں جب اسرائیلیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔اس کے بعد مسلم ممالک کے نمائندے مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔اس اجلاس میں پاکستان نے اسلامی کانفرنس تنظیم (موجودہ اسلامی تعاون تنظیم) کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی۔اس طرح 1969ء میں اسلامی کانفرنس تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔اس کا صدر دفتر جدہ (سعودی عرب) میں ہے۔

☆ اسلامی تعاون تنظیم میں تمام اسلامی ریاستوں کو رکنیت حاصل ہے۔اس پلیٹ فارم پر عالمِ اسلام کو درپیش مسائل زیرِ بحث آتے ہیں اور ان مسائل کے حل کے لیے مشترکہ لائحہ عمل وضع کیا جاتا ہے۔

☆ پاکستان نے 1969ء سے تاحال اسلامی تعاون تنظیم کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔اسلامی دنیا کے اتحاد اور مسلم ریاستوں کے مسائل کے حل کے لیے پاکستان نے نمایاں کردار ادا کیا۔

☆ پاکستان کے اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک سعودی عرب، ایران، ترکیہ، انڈونیشیا، ملائیشیا، لیبیا، مصر، شام، فلسطین، اُردن، الجزائر، مراکش، تیونس، نائیجیریا، عراق، متحدہ عرب امارات، اومان، لبنان اور دیگر ممالک سے اچھے تعلقات قائم ہیں۔

☆ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے موقف پر کھل کر اقوامِ متحدہ میں بات کی ہے۔

☆ اسلامی ممالک نے مسئلہ کشمیر پر ہمیشہ پاکستانی موقف کی حمایت اور کشمیری مسلمانوں کے حقِ خود ارادیت کے لیے آواز اُٹھائی ہے۔

☆ پاکستان نے اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ مشترکہ منڈی بنانے کے لیے بھی کوششیں کی ہیں۔دنیا میں جہاں کہیں بھی

مسلمان آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں، ان تحریکوں کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ تمام اسلامی ممالک کو دفاعی لحاظ سے مضبوط بنانے میں بھی پاکستان نے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) میں 10 ایشیائی ممالک پاکستان، ایران، ترکیہ، افغانستان، آذربائیجان، قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان شامل ہیں۔ اس تنظیم کا صدر دفتر ایران کے دارالحکومت تہران میں واقع ہے۔ اس تنظیم کا مقصد یورپی اتحاد (European Union) کی طرح اشیا اور خدمات کے لیے واحد مارکیٹ تشکیل دینا ہے۔

پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات (Pakistan's and Britian Relations)

پاکستان اور برطانیہ کے درمیان تاریخی، سماجی اور اقتصادی روابط کی ایک طویل تاریخ ہے۔ نوآبادیاتی دور سے لے کر برطانیہ میں مقیم پاکستانی کمیونٹی تک دونوں ممالک کے درمیان وسیع تعلقات پائے جاتے ہیں۔ ان کے تعلقات کے اہم پہلو درج ذیل ہیں:

- ☆ برطانیہ پاکستان سے سالانہ تقریباً تین ارب ڈالر سے زائد مالیت کی ٹیکسٹائل، گارمنٹس، کھیلوں کا سامان، سرجیکل آلات، آم، چاول اور چمڑا درآمد کرتا ہے۔ دوسری طرف پاکستان بھی برطانیہ سے مشینری، کیمیکلز، فارماسیوٹیکل مصنوعات اور تعلیمی و پیشہ ورانہ خدمات درآمد کرتا ہے۔
- ☆ برطانیہ میں تقریباً 16 لاکھ سے زائد پاکستانی مقیم ہیں۔ یہ پاکستانی مضبوط روابط اور ثقافتی تبادلے کو فروغ دیتے ہیں۔ سالانہ اربوں ڈالر کی ترسیلاتِ زر بھی پاکستان بھیجتے ہیں۔
- ☆ برطانیہ دولتِ مشترکہ ریاستوں کی تنظیم کے ذریعے پاکستان کو مالی و فوجی امداد فراہم کرتا ہے۔
- ☆ برطانیہ اور پاکستان تعلیمی اقدامات پر تعاون کرتے ہیں، جیسا کہ پاک-یو کے ایجوکیشن گیٹ وے (Pak-UK Education Gateway) اور بین الاقوامی تعلیمی پروگرام وغیرہ۔

پاکستان کے دولتِ مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Commonwealth Countries)

دولتِ مشترکہ 56 ممالک کی ایک رضاکارانہ تنظیم ہے۔ پاکستان اس کا رُکن ہے۔ یہ برطانوی سلطنت سے تاریخی تعلقات رکھنے والی اقوام کا ایک گروپ ہے جو 1926ء میں تشکیل دیا گیا۔ پاکستان نے 1972ء میں دولتِ مشترکہ سے علیحدگی اختیار کی لیکن 1989ء میں دوبارہ اس تنظیم میں شمولیت اختیار کرلی۔ پاکستان کے برطانیہ، کینیڈا اور آسٹریلیا سمیت دولتِ مشترکہ کے متعدد ممالک کے ساتھ سفارتی، سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی تعلقات ہیں جن کے اہم پہلو درج ذیل ہیں:

- ☆ یہ ممالک پاکستان کے اہم تجارتی شراکت دار ہیں اور پاکستان ان ممالک سے سرمایہ کاری بھی کرتا ہے جن میں خاص طور پر برطانیہ سرِفہرست ہے۔
- ☆ پاکستان دولتِ مشترکہ کے پلیٹ فارم کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بھی استعمال کرتا ہے۔
- ☆ پاکستان اور دولتِ مشترکہ ممالک کے درمیان ثقافتی تبادلے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ طلبہ، اساتذہ اور فنکاروں کے تبادلے سے دونوں

طرف ثقافتی تعلقات کو فروغ ملتا ہے۔

☆ دولتِ مشترکہ تعلیم کے فروغ کے لیے مختلف پروگراموں اور منصوبوں میں پاکستان کی مدد کرتا ہے۔

☆ دولتِ مشترکہ کھیلوں کے فروغ کے لیے بھی سرگرم ہے اور اس نے پاکستان میں کھیلوں کے مقابلوں اور تربیت میں مدد کی ہے۔

کشمیر، افغانستان اور فلسطین کے بحران کے حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش مشکلات

(Difficulties Faced by UNO in Resolving the Crisis of Kashmir, Afghanistan, and Palestine)

اقوامِ متحدہ اس وقت اقوامِ عالم کا سب سے بڑا ادارہ ہے لیکن یہ ادارہ دنیا میں ہونے والے کئی اہم انسانی المیوں کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔

1- مسئلہ کشمیر کو حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش مشکلات

(Problems Faced by UNO in Resolving Kashmir Issue)

☆ پیچیدہ سیاسی منظر نامے اور بھارت اور پاکستان کے سخت موقف کی وجہ سے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے میں اقوامِ متحدہ کو مشکلات کا سامنا ہے۔ کشمیر پر اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادیں زیادہ تر سفارشات ہیں، احکامات نہیں ہیں۔

☆ سلامتی کونسل نے اس کی قانونی بنیادوں کی چھان بین کیے بغیر اس مسئلے کو خالصتاً سیاسی تنازع سمجھا اور حل کے لیے کبھی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔

☆ پاکستان اور بھارت کے درمیان جاری سفارتی تناؤ بھی مسئلہ کشمیر کے حل میں رکاوٹ ہے۔ بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ تصوّر کرتا ہے اور وہ کنٹرول چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے جب کہ پاکستان کشمیری عوام کے حقِ خود ارادیت کی حمایت کرتا ہے۔

2- افغانستان کے بحران کو حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش مشکلات

(Problems Faced by UNO in Resolving Afghanistan Issue)

☆ افغانستان میں مسلسل جنگوں اور موسمیاتی مسائل کی وجہ سے لاکھوں افراد کو خوراک کی عدم فراہمی اور بے گھر ہونے کا سامنا ہے۔ اس بحران کو حل کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ کی کوششوں کو کئی مسائل کا سامنا ہے۔ اس میں اقوامِ متحدہ کا سکڑتا ہوا امدادی بجٹ، بگڑتی ہوئی سکیورٹی صورتِ حال، مسلح گروہوں کی موجودگی اور جاری تنازعات کے علاوہ طالبان کی سخت پالیسیاں بھی اہم ہیں۔ یہ عوامل اقوامِ متحدہ کی طرف سے امداد پہنچانے، انسانی حقوق اور خطے میں استحکام کو فروغ دینے کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

3- مسئلہ فلسطین کے حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش مشکلات

(Problems Faced by UNO in Resolving Palestine Issue)

☆ اس وقت فلسطین میں جاری نسل کشی کا ایک بہت بڑا انسانی المیہ جنم لے چکا ہے لیکن اقوامِ متحدہ بے بس اور کوئی بھی کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اقوامِ متحدہ کی تشکیل میں بنیادی نقائص ہیں مثلاً سلامتی کے معاملات میں حتمی فیصلے کا اختیار سلامتی کونسل کو حاصل ہے۔ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان کے پاس ویٹو پاور ہے جو اکثر اوقات عدل و انصاف کی بجائے اپنے ریاستی مفادات کی حفاظت کے لیے اس طاقت کو استعمال کرتے ہیں۔

☆ امریکا کی طرف سے اسرائیل کی سرپرستی اور ویٹو پاور کے استعمال کی وجہ سے مسئلہ فلسطین حل نہیں ہوسکا۔

☆ فلسطینی گروہوں کے مابین اتحاد نہ ہونا اور مختلف ممالک کے مفادات کے باعث مسئلہ فلسطین کے حل میں دشواریاں ہیں۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 24-اکتوبر 1944ء (ب) 14-اپریل 1945ء (ج) 24-اکتوبر 1945ء (د) 24-نومبر 1946ء

(ii) اسلامی تعاون تنظیم کی بنیاد 1969ء میں جس شہر میں رکھی گئی، وہ ہے:

(الف) تہران (ب) لاہور (ج) جدہ (د) رباط

(iii) عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1947ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1951ء میں (د) 1953ء میں

(iv) پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو جس ادارے کی رکنیت حاصل کی، وہ ہے:

(الف) او آئی سی (ب) ای سی او (ج) اقوامِ متحدہ (د) سارک

(v) پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا:

(الف) ایران نے (ب) چین نے (ج) افغانستان نے (د) امریکا نے

(vi) دولتِ مشترکہ کی تشکیل ہوئی:

(الف) 1916ء میں (ب) 1926ء میں (ج) 1937ء میں (د) 1947ء میں

(vii) پاکستان اور ایران کی مشترکہ سرحد ہے:

(الف) 2163 کلومیٹر (ب) 2611 کلومیٹر (ج) 909 کلومیٹر (د) 599 کلومیٹر

(viii) سارک تنظیم کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1980ء میں (ب) 1985ء میں (ج) 1990ء میں (د) 2005ء میں

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) سفارتی تعلقات کیا ہوتے ہیں؟

(ii) مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کا موقف 3 سطروں میں واضح کریں۔

(iii) دولتِ مشترکہ سے کیا مراد ہے؟

(iv) خارجہ پالیسی کی تعریف کریں؟

(v) پاکستان کے برّی اور بحری راستے کیوں اہم ہیں؟

(vi) ڈیورنڈ لائن کیا ہے؟

(vii) ایران کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(viii) اقتصادی تعاون کی تنظیم کے رکن ممالک کے نام لکھیں۔

(ix) مسئلہ فلسطین کے حل میں اقوامِ متحدہ کو درپیش بنیادی رکاوٹ اور مشکل کیا ہے؟
(x) سارک تنظیم کے دو مقاصد تحریر کریں۔
(xi) برطانیہ کے ساتھ پاکستان کی درآمدات اور برآمدات کا ذکر کریں۔
(xii) سلامتی کونسل میں ویٹو سے کیا مراد ہے؟
(xiii) سارک ممالک کے نام لکھیں۔
(xiv) اقوامِ متحدہ کے ادارے کے قیام کے مقاصد واضح کریں۔
(xv) پاکستان میں اقوامِ متحدہ کے ماتحت امن فوج کی حیثیت سے کن ریاستوں میں فرائض انجام دیے؟

3-درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

(i) پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اہمیت بیان کریں۔
(ii) پاکستان کے اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات کا احاطہ کریں۔
(iii) پاکستان کے چین کے ساتھ سفارتی تعلقات بیان کرتے ہوئے ان کی اہمیت واضح کریں۔
(iv) پاکستان کے بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات بیان کرتے ہوئے امن کے راستے میں رکاوٹ بننے والی مشکلات کا تجزیہ کریں۔
(v) اقوامِ متحدہ کے اداروں کا تعارف اور ذمہ داریاں بیان کریں۔

سرگرمیاں

- مسئلہ کشمیر پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔
- مسلم ریاستوں کے جھنڈوں پر مشتمل چارٹ بنائیں اور کمرہ جماعت میں لگائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کو اقوامِ متحدہ کے اہم فرائض اور اس کے ڈھانچے کے بارے میں معلومات دیں۔
- عالمی امن کے قیام میں پاکستان کا کردار اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کی اہمیت وغیرہ پر ایک کوئز مقابلے کا اہتمام کریں۔

باب 6

پاکستان کے وسائل اور معاشی ترقی
(Resources and Economic Development of Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1۔ زراعت کی اہمیت، اس کے مسائل اور زراعت کو جدید بنانے کی کوششوں کی وضاحت کر سکیں۔
2۔ بڑی فصلوں کی پیداوار اور تقسیم کی وضاحت کر سکیں۔
3۔ مویشی پالنا اور مچھلی پالنا کی الگ الگ درجہ بندیوں کے بارے میں جامع تفہیم تیار کر سکیں، مویشی پالنا اور مچھلی پالنا اور ان کی مخصوص خصوصیات پر توجہ مرکوز کر سکیں۔
4۔ پاکستان کی لائیو سٹاک انڈسٹری میں بڑی رکاوٹوں کی چھان بین کر سکیں، جیسے بیماریوں کا پھیلنا، مارکیٹ تک محدود رسائی اور ناکافی انفراسٹرکچر۔ مویشیوں کو پالنے کے طریقوں کو فروغ دینے اور ماحولیاتی اور سماجی اثرات کو کم کرنے کے لیے پائیدار حکمت عملی بھی تیار کر سکیں۔
5۔ پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت کے ممکنہ معاشی اثرات کا اندازہ لگا سکیں جس میں فش فارمنگ کے سماجی و اقتصادی فوائد شامل ہیں جبکہ انفراسٹرکچر، ڈویلپمنٹ کے اقدامات جیسے گوادر پورٹ، سی پیک، مکران کوسٹل ہائی وے اور ماہی گیری کی منڈیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے پائیدار ماہی گیری کو سپورٹ کر سکیں، اس مقصد کے حصول کے لیے ممکنہ طور پر تجاویز دے سکیں۔
6۔ کسی ملک پر ٹیلی کمیونیکیشنز کے مجموعی اثرات کا جائزہ لے سکیں، سماجی اور اقتصادی ترقی کو آگے بڑھانے میں اس کے کردار کا احاطہ کر سکیں۔ کاروبار اور صنعت کے لیے اس کے فوائد، نیز معاشرے کے سماجی اور سیاسی پہلوؤں پر اس کے ممکنہ منفی اثرات کو بھی بیان کر سکیں۔
7۔ پاکستان کے کچھ حصوں میں ٹیلی کمیونیکیشنز کی فراہمی کے مسائل کا تجزیہ کر سکیں اور ٹیلی کمیونیکیشنز کے شعبے میں حالیہ ترقی، خاص طور پر تعلیم کے شعبے کے حوالے سے اور مستقبل میں ان کی ترقی کے امکانات کو بیان کر سکیں۔
8۔ پاکستان میں صنعت کی ترقی کے اہم مسائل (سیاحت، ٹرانسپورٹ اور انفراسٹرکچر) پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

زراعت (Agriculture)

زمین پر کاشت کاری کرنے یعنی فصلیں اگانے اور مویشی پالنے کو زراعت کہتے ہیں۔ زراعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، جو جی ڈی پی اور برآمدی آمدنی میں نمایاں حصہ ڈالتی ہے، خاص طور پر کپاس اور چاول جیسی فصلوں کی برآمد کے ذریعے۔

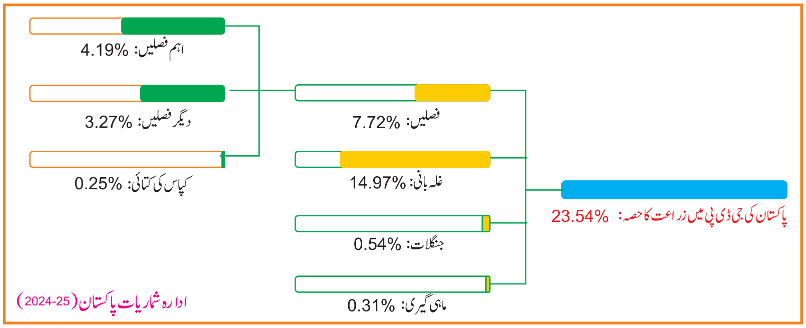

گندم، چاول، کپاس اور گنے وغیرہ جیسی بڑی فصلیں زراعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ زرعی شعبے میں لائیوسٹاک بھی اہم کردار ادا کررہا ہے۔

زراعت کی اہمیت (Importance of Agriculture)

(i) پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ پاکستان کی کثیر آبادی کا انحصار زراعت پر ہے۔ پاکستان کا قریباً 25 فی صد رقبہ زیرِ کاشت ہے۔ معاشی سرگرمی کے لحاظ سے زراعت سب سے بڑا شعبہ ہے اور قریباً 37 فی صد افرادی قوت زرعی شعبے سے وابستہ ہے۔

(ii) زرعی شعبہ قومی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

(iii) پاکستان کی برآمدات کا زیادہ تر انحصار بھی زرعی شعبے پر ہے۔ زراعت کا GDP میں حصہ قریباً 23.5 فی صد ہے۔ زراعت کے شعبے سے خام پیداوار کا بڑا حصہ حاصل ہوتا ہے۔

(iv) صنعتوں کو خام مال کی فراہمی بھی زراعت کے شعبہ کی مرہونِ منت ہے،، مثلاً فلور ملز، شوگر ملز، رائس ملز، کاٹن ٹیکسٹائل انڈسٹری، آئل اور گھی ملز، سگریٹ سازی، صابن کی صنعت اور جننگ انڈسٹری (Ginning Industry) وغیرہ کا خام مال زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔

(v) انسانی خوراک کے علاوہ زرعی شعبے سے تمام جانوروں کی غذائی ضروریات بھی پوری کی جاتی ہیں جس میں موسمِ سرما اور گرما کی چارے کی فصلیں شامل ہیں۔

زراعت کے مسائل (Problems of Agriculture)

پاکستان کے زرعی شعبے کو متعدد مسائل کا سامنا ہے جن کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

1- موسمیاتی تبدیلی (Climate Change)

موسمیاتی تبدیلی، درجہ حرارت میں اضافہ اور غیر متوقع بارشیں فصلوں کی پیداوار اور پانی کی دستیابی کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہیں۔

2- پانی کی کمی (Water Scarcity)

پاکستان کو پانی کے شدید بحران کا سامنا ہے۔ یہ فصل کی پیداوار میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

3- فصل کی کم پیداوار (Low Crop Yields)

پرانے کاشت کاری کے طریقے، معیاری بیجوں اور کھادوں تک رسائی میں مشکلات بھی زرعی پیداوار میں کمی کا سبب بنتے ہیں۔

4- فرسودہ کاشت کاری کے طریقے (Outdated Farming Practices)

فرسودہ اور روایتی کاشت کاری کے طریقے بھی زرعی پیداوار میں کمی کا باعث ہیں۔

5- ٹیکنالوجی اور وسائل تک محدود رسائی (Limited Access to Technology and Resources)

اکثر کسانوں کو جدید ٹیکنالوجی اور زرعی آلات تک رسائی نہیں ہے جس سے زرعی پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

6- زمین کی تقسیم (Land Fragmentation)

کم اور بکھری ہوئی زمینوں کی وجہ سے کاشت کاری کی جدید تکنیکوں کو اپنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

7- غیر موثر آبپاشی کے نظام (Inefficient Irrigation Systems)

ناقص دیکھ بھال اور ناکارہ آبپاشی کے نظام پانی کے ضیاع اور سیم و تھور جیسے مسائل کا باعث بنتے ہیں۔

8- مٹی کا کٹاؤ (Soil Degradation)

سیم وتھور اور غیر پائیدار کھیتی باڑی کے طریقے (Unsustainable Farming Practices) مٹی کے کٹاؤ کا باعث بنتے ہیں جس سے زمین کی زرخیزی اور پیداواری صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔

9- قرضوں اور مالی امداد تک رسائی کا فقدان (Lack of Access to Credit and Finance)

مناسب کریڈٹ اور مالی وسائل تک محدود رسائی کسانوں کی نئی ٹیکنالوجیز میں سرمایہ کاری کرنے اور اپنے کاشت کاری کے طریقوں کو بہتر بنانے کی صلاحیت کو محدود کرتی ہے۔

10- قدرتی آفات کا خطرہ (Risk of Natural Disasters)

پاکستان سیلاب، خشک سالی اور دیگر قدرتی آفات کا شکار ہے جس سے فصلوں کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کی پیداوار بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

پاکستان کی زراعت میں جدّت (Modernisation in Pakistan's Agriculture)

پاکستان میں زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ترقّی یافتہ ممالک کے برابر لانے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:

1- پانی کی کمی کو پورا کرنے اور پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر۔

2- زراعت میں بیجوں کی نئی اقسام، کھاد، کیڑے مار ادویات، جدید مشینری یعنی ٹریکٹر، ڈرل اور کمبائن ہارویسٹر وغیرہ کا استعمال۔

3- ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی (Laser Land Levelling Technology) کا فروغ۔

4- روایتی کھالوں کی بجائے پختہ کھالوں سے آب پاشی کرنا۔

5- آب پاشی کے لیے سپرنکلر اور ڈرِپ اریگیشن (Sprinkler and Drip Irrigation) جیسے کفایتی اور جدید طریقوں کا استعمال۔

6- کاشت کاروں کی جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت۔

7- زرعی قرضہ جات کے نظام میں بہتری کے لیے ون ونڈو آپریشن (One Window Operation) کا فروغ۔

پاکستان کی بڑی فصلوں کی پیداوار اور تقسیم
(Production and Distribution of Major Crops of Pakistan)

پاکستان میں مختلف فصلیں اگائی جاتی ہیں، جن میں گندم، چاول، کپاس اور گنا وغیرہ اہم فصلیں شامل ہیں۔

1- گندم (Wheat)

گندم ایک اہم غذائی فصل ہے۔ پاکستان گندم کی پیداوار میں دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ گندم صوبہ پنجاب اور سندھ میں بڑے پیمانے پر اگائی جاتی ہے۔ اس کی کچھ کاشت خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی ہوتی ہے۔

2- چاول (Rice)

پاکستان چاول کی پیداوار میں دنیا کا دسواں بڑا ملک ہے۔ چاول زیادہ تر پنجاب اور سندھ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اس فصل کی کچھ پیداوار خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی ہوتی ہے۔ اس فصل کو زیادہ درجہ حرارت اور پانی کی ضرورت ہے۔

3- کپاس (Cotton)

یہ ایک اہم نقد آور فصل ہے، جو بنیادی طور پر پنجاب اور سندھ میں اگائی جاتی ہے۔اس کی کچھ کاشت خیبر پختونخوا میں بھی ہوتی ہے۔

4- گنا (Sugarcane)

گنا پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں اگایا جاتا ہے، جس کو وافر پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔اس سے چینی، گڑ اور شکر وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

پاکستان کی بڑی فصلیں

5- مکئی (Maize)

یہ فصل ملک بھر میں اگائی جاتی ہے، جو جانوروں کی خوراک اور تیل کی پیداوار کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں موسم کے لحاظ سے دو اقسام کی فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔

1- **فصل ربیع (موسمِ سرما):** یہ فصلیں سردیوں کے آغاز میں کاشت کی جاتی ہیں اور موسمِ گرما کے شروع میں کاٹ لی جاتی ہیں۔ان میں اہم فصلیں گندم، جو، چنا، تمباکو اور تیل نکالنے والے بیج وغیرہ شامل ہیں۔

2- **فصل خریف (موسمِ گرما):** یہ فصلیں موسمِ گرما میں کاشت ہوتی ہیں اور سردیوں کے آغاز میں کاٹ یا چُن لی جاتی ہیں، مثلاً چاول، کپاس، مکئی، گنا، باجرہ اور جوار وغیرہ۔

دیگر فصلیں (Other Crops)

دیگر اہم فصلوں میں سرسوں اور سورج مکھی وغیرہ کو تیل کی پیداوار کے لیے اگایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ مختلف قسم کی سبزیاں، پھل اور دالیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار قریباً (بحوالہ پاکستان اکنامک سروے 25-2024)					
نام فصل	گندم	چاول	کپاس	گنا	مکئی
پیداوار	29 ملین ٹن	10 ملین ٹن	7 ملین گانٹھیں	84 ملین ٹن	8 ملین ٹن

لائیوسٹاک اور فش فارمنگ (ماہی پروری)
(Livestock and Fish Farming)

لائیوسٹاک (Livestock)

مویشی پالنا پاکستان کے لوگوں کی ایک اہم معاشی سرگرمی ہے۔ان میں بیل، گائے، بھینس، بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور گھوڑے وغیرہ شامل ہیں۔گلہ بانی زرعی شعبے کا اہم ستون ہے، اس لیے جانور پالنا معیشت کا اہم حصہ ہے۔بیل زیادہ تر کاشت کاری جب کہ

گائے اور بھینس دودھ کے حصول کے لیے پالی جاتی ہیں۔

بھیڑ اور بکریاں وغیرہ گوشت کے حصول کا بڑا ذریعہ ہیں۔ موجودہ دور میں مرغ بانی (پولٹری فارمنگ) ایک صنعت کا درجہ اختیار کر گئی ہے اور لاکھوں لوگ اس سے وابستہ ہیں۔ جانوروں کی پرورش کو اس لحاظ سے بھی اہمیت حاصل ہے کہ کئی صنعتوں کے لیے خام مال جانوروں سے حاصل ہوتا ہے۔ ملک میں قالین سازی اور اونی مصنوعات کی صنعت کے لیے اون بھیڑوں سے حاصل ہوتی ہے جب کہ چمڑے کی صنعت کا انحصار بھی اسی شعبے پر ہے۔ جانوروں کی کھالوں سے جوتے اور بے شمار مصنوعات تیار کی جاتی ہیں جو ملکی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ زرِ مبادلہ کے حصول کا بھی اہم ذریعہ ہیں۔

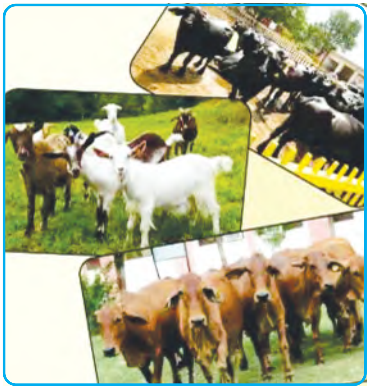

لائیوسٹاک

پاکستان کے لائیوسٹاک کے شعبے میں حائل بڑی رکاوٹیں

(Major Obstacles in the Livestock Sector of Pakistan)

☆ مویشی مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے پیداوار میں کمی اور مالی نقصان ہو سکتا ہے۔

☆ پاکستان میں مویشیوں کی مصنوعات کی منڈیوں تک رسائی محدود ہے۔

☆ لوگوں کے پاس اس کاروبار کے لیے سرمائے کی کمی ہے۔

☆ جدید تحقیق اور ہنرمندی کی کمی نے اس شعبے کی پیداواری صلاحیت کو محدود کر دیا ہے۔

لائیوسٹاک کے شعبے کے فروغ کے لیے پائیدار حکمت عملی

(Sustainable Strategies to Promote Livestock Sector)

☆ مویشیوں کی بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ویکسین لگانے والے پروگراموں کا ہونا بہت ضروری ہے۔

☆ حکومت کی طرف سے لائیوسٹاک کو آسان شرائط پر قرضے کی سہولیات فراہم کی جائیں اور مویشی منڈیوں کو فروغ دیا جائے۔

☆ مویشیوں کی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانے کے لیے تحقیق اور ترقی کو فروغ دیا جائے۔

☆ مویشیوں پر ماحولیاتی اور سماجی اثرات کو کم کرنے کے لیے کمیونٹی کی شرکت اور حکومتی سرپرستی ضروری ہے۔

☆ جانوروں کی افزائش کے لیے اچھی چراگاہیں بنائی جائیں، فضلے کا مناسب انتظام اور میتھین کے اخراج کو کم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

ماہی پروری (Fish Farming)

پاکستان میں ماہی پروری کا شعبہ اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ماہی پروری میں مچھلی کی افزائش اور پرورش جیسی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ مچھلی کو ٹینکوں یا تالابوں میں کنٹرول شدہ ماحول میں پالا جاتا ہے۔ اس کا مقصد غذا کا حصول اور آمدنی حاصل کرنا ہے۔ ماہی پروری میں مچھلی کی اقسام، آبی ذخائر اور انتظام کے مختلف طریقوں کی بنیاد پر درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

ماہی پروری کے سماجی و اقتصادی فوائد (Socio-Economic Advantages of Fish Farming)

ماہی پروری

☆ ماہی پروری پاکستان کے لوگوں کا اہم پیشہ ہے۔ لاکھوں لوگ اس پیشے سے وابستہ ہیں اور روزگار کماتے ہیں۔

☆ پاکستان میں لوگ مچھلی شوق سے کھاتے ہیں۔ مچھلی پروٹین کا اہم ذریعہ ہے اور اس کا تیل بہت کار آمد ہے۔

☆ ماہی پروری پاکستان کے ساحلی علاقے میں سب سے اہم اقتصادی سرگرمی ہے۔

☆ پاکستان میں جھینگا مچھلی سمیت کئی اقسام کی بہترین افزائش ہوتی ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کو مچھلی برآمد کر کے کثیر زرمبادلہ کماتا ہے۔

پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت کے لیے ممکنہ معاشی اثرات
(Possible Economic Impacts of Fishing Industry in Pakistan)

مثبت معاشی اثرات (Positive Economic Impacts)

پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت قومی جی ڈی پی میں تقریباً 1 فیصد حصہ ڈالتی ہے اور لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ ماہی گیری کی صنعت برآمدی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے، جس میں مچھلی کی مصنوعات ملک کے تجارتی توازن میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ صنعت لاکھوں لوگوں کو پروٹین سے بھرپور خوراک فراہم کر کے غذائی تحفظ کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس شعبے کو پائیدار ترقی دینے سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

منفی معاشی اثرات (Negative Economic Impacts)

ضرورت سے زیادہ ماہی گیری مچھلیوں کی افزائش میں کمی کا باعث بن سکتی ہے، خوراک کا تحفّظ (Food Security) اور معیشت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی اور آلودگی ماہی گیری کی صنعت کو متاثر کر رہی ہے۔

ماہی گیری کے طریقے سمندری حیات کے مسکن اور ماحولیاتی نظام کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، جس سے ماحولیاتی تنزلی ہوسکتی ہے۔

ماہی گیری کی صنعت اور بنیادی ڈھانچا (Fishing Industry and Basic Infrastructure)

ماہی گیری میں مچھلی کو منڈیوں تک پہنچانے کے لیے اچھے بنیادی ڈھانچے کا ہونا ضروری ہے۔ پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت کو فروغ دینے میں گوادر پورٹ، چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC)، مکران کوسٹل ہائی وے اور مچھلی کی منڈیاں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ حکومت نے ماہی گیروں کو بہت سی سہولیات بھی فراہم کی ہیں۔ اس میں مچھلی پکڑنے کے جدید جال، کشتیاں، مچھلی محفوظ کرنے کے لیے برف خانے، مچھلی کی درجہ بندی اور پیکنگ کی سہولتیں موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ماہی گیری کو فروغ دیا جائے تاکہ بے روزگاری میں کمی ہو۔ معیشت پائیدار ترقی کرے اور قومی معیشت میں اس کا کردار زیادہ ہو۔

گوادر پورٹ، سی پیک، مکران، کوسٹل ہائی وے اور ماہی گیری کی منڈیاں
(Gwadar Port, CPEC, Makran Coastal Highway and Fishing Markets)

☆ گوادر پورٹ پاکستان چین اقتصادی راہداری (CPEC) کا ایک اہم جزو ہے۔ سی پیک کا پہلا مقصد پاکستان کی معیشت

گوادر پورٹ

کی ترقی کے لیے سڑکوں، ریل اور ہوائی نقل و حمل کے نظام کو جدید بنانا ہے۔ اس کا دوسرا مقصد گوادر اور کراچی کی بندرگاہوں کو چین کے صوبے سنکیانگ اور دوسرے علاقوں سے ملانا ہے۔ CPEC کے تحت پاکستان بھر میں متعدد منصوبے شامل ہیں جن میں فش فارمنگ اور ڈیری فارمنگ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سی پیک ماہی گیری کے لیے ایک اچھا انفراسٹرکچر فراہم کرتا ہے۔ اقتصادی راہ داری کی تعمیر نے پاکستان اور چین کے درمیان دوطرفہ رابطوں اور سرمایہ کاری کو ممکن بنایا ہے۔

☆ کوسٹل ہائی وے پاکستان کے بحیرۂ عرب کے ساحل کے ساتھ (صوبہ سندھ) کراچی سے (صوبہ بلوچستان) گوادر تک پھیلی ہوئی ہے۔ مکران اور کوسٹل ہائی وے پاکستان میں سمندری ماہی گیری کے لیے بہت مفید ہیں۔

☆ مچھلی بازار، مچھلی کی تجارت اور فروخت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ وہ ماہی گیروں اور مچھلی کے تاجروں کے درمیان تجارت کے لیے بنائے گئے ہیں۔ یہاں مقامی صارفین کو بھی مچھلی کی فروخت کی جاتی ہے۔

ماہی گیری کی صنعت کی ترقی کے لیے تجاویز
(Suggestions for the Development of Fishing Industry)

☆ پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت بہت اہم ہے۔ اس صنعت کے تحفظ کے لیے اس کے گرد و نواح میں موجود صنعتی فضلے کا تدارک کیا جائے۔

☆ تازہ پانی میں گندے کیمیکلز کی شمولیت کو روکا جائے۔

☆ مچھلی کو محفوظ بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

☆ حکومت کا اس شعبے کے ساتھ بھرپور تعاون ضروری ہے۔

☆ ماہی گیروں کی جدید خطوط پر تربیت ضروری ہے۔

ٹیلی کمیونیکیشنز (Telecommunications)

ٹیلی کمیونیکیشنز، جسے ٹیلی کام بھی کہا جاتا ہے ایک وسیع اصطلاح ہے۔ یہ بڑے فاصلے پر معلومات کی الیکٹرانک ترسیل کا ذریعہ ہیں۔

ٹیلی کمیونیکیشنز

معلومات ٹیلی فون کالز، ڈیٹا، ٹیکسٹ، تصاویر اور ویڈیو کی شکل میں ہوسکتی ہے۔ اس میں سیٹلائٹ، ریڈیو اور ٹیلی وژن کی نشریات، انٹرنیٹ اور ٹیلی گراف بھی شامل ہیں۔ سیٹلائٹ ایک مشینی آلہ ہے جسے راکٹ کے ذریعے زمین کے مدار میں چھوڑا جاتا ہے۔ ٹیلی کمیونیکیشنز سسٹم کا مقصد صارفین کے درمیان معلومات کا تبادلہ کرنا ہے۔ یہ معلومات کا تبادلہ مختلف طریقوں سے ہوسکتا ہے، مثال کے طور پر ایک سے زیادہ

افراد کے درمیان معلومات، ٹیلی وژن، الیکٹرانک میل اور الیکٹرانک پیغامات کے ذریعے تبادلہ وغیرہ۔

ٹیلی کمیونیکیشنز کی اہمیت اور اثرات (Importance and Impacts of Telecommunications)

☆ ٹیلی کمیونیکیشنز کے جدید ذرائع نے انسانوں کے درمیان رابطے کو آسان بنا دیا ہے۔ ہم اپنے خاندانوں اور دوستوں وغیرہ کے ساتھ تصاویر اور ویڈیوز کا اشتراک کر سکتے ہیں۔
☆ یہ مختلف کاروباری افراد اور صارفین کے لیے مواصلات کے جدید طریقے استعمال کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔
☆ ٹیلی کمیونیکیشنز سروسز کی بدولت صارف کے پاس کاروبار کے ڈیٹا کو ڈیجیٹل طور پر منتقل کرنے کے لیے ضروری انفراسٹرکچر اور ٹولز موجود ہیں۔
☆ آج کی دنیا میں ہمارے پاس آلات اور خدمات تک ناقابلِ یقین حد تک فوری رسائی ہے۔
☆ اساتذہ اور طلبہ تحقیق کے حوالے سے مخصوص مواد تلاش کر سکتے ہیں۔
☆ تعلیم تک رسائی اور اس کی ترسیل کو بڑھانے کے لیے ٹیلی کمیونیکیشنز کا استعمال بڑھ چکا ہے۔

ٹیلی کمیونیکیشنز کا کردار (Role of Telecommunications)

☆ ٹیلی کمیونیکیشنز سسٹم قومی زندگی کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی پہلوؤں میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ ایک فلاحی ریاست میں شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عوام میں سیاسی شعور اور قومی شناخت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پاکستان کی ترقی میں ریڈیو، ٹیلی وژن، موبائل فون، فیکس مشین، ای میل اور انٹرنیٹ وغیرہ کا کردار نمایاں ہے۔
☆ ریڈیو نہ صرف قومی مفاد کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے بلکہ تفریح و تعلیم کا بھی اہم ذریعہ ہے۔ ریڈیو کے ذریعے ہم دنیا بھر کی خبروں اور نئی معلومات سے ہر وقت آگاہ رہتے ہیں۔
☆ ٹیلی وژن دورِ جدید کی اہم ایجاد ہے جو نہ صرف لوگوں تک تفریح اور تعلیم پہنچا رہی ہے بلکہ دنیا میں رونما ہونے والے واقعات سے لمحہ بہ لمحہ آگاہ کرتی ہے۔

ٹیلی کمیونیکیشنز

☆ ٹیلی فون بھی ٹیلی کمیونیکیشنز کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ٹیلی فون کی جدید شکل موبائل فون ہے۔ یہ ہماری زندگی میں کافی آسانیاں پیدا کرتا ہے۔
☆ فیکس مشین دستاویزات بھیجنے اور وصول کرنے کا کام دیتی ہے۔
☆ ای میل کے ذریعے آپ دنیا میں کسی بھی جگہ پر بیٹھے شخص کو اپنا پیغام فوری پہنچا سکتے ہیں۔ یہ انٹرنیٹ کے ذریعے پیغام رسانی کا تیز رفتار ذریعہ ہے۔ اس کو الیکٹرونک میل بھی کہتے ہیں۔
☆ انٹرنیٹ کے نظام کے تحت ہم دنیا بھر کی بنیادی معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے ہم گھر بیٹھے دوسرے لوگوں کے ساتھ رابطے میں رہ سکتے ہیں۔
☆ سیٹلائیٹ جدید دور میں ذرائع اطلاعات کا اہم ترین حصہ ہے۔ آج کل اسے زیادہ تر ٹیلی وژن کی نشریات، مواصلاتی نظام اور

دوسرے ممالک کے حالات معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

☆ ٹیلی کمیونیکیشنز کا اہم ذریعہ کمپیوٹر ہے جو کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ایک شاہکار ہے۔ یہ بیسویں صدی کی اہم ترین ایجاد ہے۔ اس کی مدد سے بے شمار کام منٹوں سیکنڈوں میں بالکل درست انداز سے کر لیے جاتے ہیں۔

ٹیلی کمیونیکیشنز کی فراہمی کے مسائل (Challenges For Providing Telecommunications)

ٹیلی کمیونیکیشنز خدمات کی فراہمی کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ ان مسائل میں پرانا انفراسٹرکچر (Old Infrastructure)، سائبر سیکیورٹی کے خطرات (Cybersecurity Threats)، ریگولیٹری تعمیل (Regulatory Compliance)، انفراسٹرکچر کے زیادہ اخراجات (High Infrastructure Costs)، ٹیکنالوجی میں تبدیلی (Change in Technology)، صارفین کی توقعات کے مطابق خدمات فراہم کرنا (Providing Services in line with Customers Expectations) وغیرہ شامل ہیں۔ ماہرین کے مطابق، ان مسائل سے نمٹنے کے لیے تکنیکی اَپ گریڈ، مضبوط حفاظتی اقدامات، سرمایہ کاری اور صارفین کے اطمینان اور پائیداری پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پاکستان میں سیاحت، ٹرانسپورٹ اور انفراسٹرکچر کے اہم مسائل
(Main Problems Related to Tourism, Transport and Infrastructure)

1- سیاحت (Tourism)

پاکستان کی سیاحت کی صنعت کو کئی اہم مسائل کا سامنا ہے جو اس کی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔ ان میں ناکافی انفراسٹرکچر، سیکیورٹی خدشات، پروموشن اور مارکیٹنگ کا فقدان اور محدود نجی سرمایہ کاری وغیرہ شامل ہیں۔

2- ٹرانسپورٹ (Transport)

پاکستان کو نقل و حمل کی ترقی کے اہم مسائل کا سامنا ہے، جن میں ناکافی پبلک ٹرانسپورٹ، ٹریفک کی بھیڑ، روڈ سیفٹی کے خدشات، ناقص انفراسٹرکچر اور مربوط منصوبہ بندی کا فقدان وغیرہ شامل ہیں۔

3- انفراسٹرکچر (Infrastructure)

پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کے شعبوں میں نقل و حمل، توانائی، پانی، صفائی ستھرائی (Sanitation) اور ٹیلی کمیونیکیشنز وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کے شعبوں کو اہم مسائل کا سامنا ہے جن میں ناکافی سڑکیں اور ریلوے نیٹ ورک، توانائی کی قلت، ناکافی پانی اور صفائی کی سہولیات کا فقدان ہیں۔ یہ مسائل زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتے ہیں۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کا حصہ ہے:

(الف) کراچی پورٹ (ب) محمد بن قاسم پورٹ (ج) گوادر پورٹ (د) پسنی پورٹ

(ii) پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت قومی جی ڈی پی میں حصہ ڈالتی ہے:

(الف) قریباً 1 فیصد (ب) قریباً 2 فیصد (ج) قریباً 3 فیصد (د) قریباً 4 فیصد

(iii) غذائی اجناس میں انسان کی سب سے زیادہ مقبول غذا ہے:

(الف) چاول (ب) مکئی (ج) دالیں (د) گندم

(iv) آپ دنیا میں کسی بھی جگہ پر بیٹھے شخص کو اپنا پیغام فوری پہنچا سکتے ہیں:

(الف) اخبار کے ذریعے (ب) ریڈیو کے ذریعے (ج) ای میل کے ذریعے (د) ٹیلی وژن کے ذریعے

(v) ایک مشینی آلہ ہے جسے راکٹ کے ذریعے زمین کے مدار میں چھوڑا جاتا ہے:

(الف) سیٹلائیٹ (ب) فیکس مشین (ج) سیکیورٹی ٹول (د) وائرلیس ٹول

(vi) پاکستان میں اکثریتی آبادی کا پیشہ ہے:

(الف) زراعت (ب) گلہ بانی (ج) صنعت (د) ملازمت

(vi) جی ڈی پی (GDP) میں زراعت کا حصہ ہے:

(الف) 20فیصد (ب) 21.64فیصد (ج) 23.5 فیصد (د) 25فیصد

(viii) پاکستان اکنامک سروے 2024-25 کے مطابق گندم کی پیداوار ہے:

(الف) 26 ملین ٹن (ب) 29 ملین ٹن (ج) 33 ملین ٹن (د) 36 ملین ٹن

-2 درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں۔

(i) ربیع اور خریف کی اہم فصلوں کے نام لکھیں۔
(ii) مویشی پالنا ہماری زندگی میں کیوں اہم ہے؟
(iii) پاکستان کے زرعی شعبے کو درپیش کوئی سے چار مسائل تحریر کریں۔
(iv) ماہی گیری سے کیا مراد ہے؟
(v) ٹیلی کمیونیکیشنز کی تعریف کریں۔
(vi) کمپیوٹر کے دو فوائد تحریر کریں۔
(vii) ماہی پروری کے دو اقتصادی فوائد لکھیں۔
(viii) پاکستان میں سیاحت کو درپیش مسائل کون سے ہیں؟
(ix) ٹیلی کمیونیکیشنز کی فراہمی کے سلسلے میں کون سے مسائل درپیش ہیں؟
(x) پاکستان میں ٹرانسپورٹ کے مسائل کے حل کے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) پاکستان میں زراعت کی اہمیت، مسائل اور اس میں جدت لانے کے اقدامات کی وضاحت کریں۔
(ii) پاکستان میں ماہی گیری کی صنعت کی اہمیت اور اس کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیے کیے گئے اقدامات کا جائزہ لیں۔
(iii) پاکستان میں ٹیلی کمیونیکیشنز کی اہمیت اور کردار کا جائزہ لیں۔
(iv) دیے گئے عنوانات پر نوٹ لکھیں: (الف) پاکستان کی بڑی فصلوں کی پیداوار اور تقسیم (ب) لائیوسٹاک

سرگرمیاں

- پاکستان کے نقشے پر مختلف فصلوں کی تقسیم کی نشان دہی کریں۔
- بندرگاہوں کی اہمیت پر ایک مباحثے کا انتظام کریں۔
- چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کے فوائد اور نقصانات پر تبادلۂ خیال کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ کو زراعت کی اہمیت اور فش فارمنگ سے روشناس کرائیں۔
- طلبہ کو قریبی مچھلی فارم اور منڈیوں کا مطالعاتی دورہ کرائیں۔
- طلبہ کو موجودہ دور میں ٹیلی کمیونیکیشنز کی ضرورت، اہمیت اور مسائل سے روشناس کرائیں۔

باب **7**

آبادی، معاشرہ اور پاکستان میں ثقافتی تنوّع
(Population, Society and Cultural Diversity in Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1۔ پاکستان میں افزائشِ آبادی، تقسیم اور بڑھتی ہوئی آبادی کے معاشرے پر اثرات بیان کر سکیں۔ (1951ء تا حال مردم شماری کا ٹیبل شامل کریں۔)
2۔ پاکستان میں آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کے حل پر بحث کر سکیں۔
3۔ پاکستان کی ثقافت اور معاشرے کی نمایاں خصوصیات سماجی اقدار، رسم و رواج اور روایات کے حوالے سے بیان کر سکیں۔
4۔ تحقیق کر سکیں کہ مختلف ثقافتی عناصر/ اجزا معاشرے کے اندر ثقافتی تنوع کے فروغ یا تغیر کو کیسے متاثر کرتے ہیں۔
5۔ ایک بامعنی معاشرے، کمیونٹی اور ریاست کی تشکیل میں افراد کی اہمیت بیان کر سکیں۔
6۔ ملک کے اندر بولی جانے والی مختلف زبانوں، بولیوں کے قومی اتحاد اور یکجہتی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
7۔ پاکستان کی ادبی تاریخ میں لوک داستانوں، ڈراموں کی ابتدا اور ترقی کا تجزیہ کر سکیں۔
8۔ قومی یکجہتی کا باعث بننے والی علاقائی ثقافتوں کے حوالے سے اتحاد کے تصور کا جائزہ لے سکیں اور پاکستانی معاشرے اور ثقافت پر عالمگیریت کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
9۔ خواتین کی حیثیت، جاگیرداری اور قبائلیت سمیت سماجی حرکیات کے متنوع پہلوؤں اور نتائج کے حوالے سے پاکستانی معاشرے کی ترقی کا تجزیہ کر سکیں۔
10۔ دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور نرمی کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
11۔ سماجی درجہ بندی کی خصوصیات اور کلیدی تصوّر کا تجزیہ کر سکیں کہ یہ کس طرح سماجی عدم مساوات کی طرف لے جاتا ہے جو افراد اور معاشرے دونوں کو مجموعی طور پر متاثر کرتی ہے۔
12۔ قومی تعمیر میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار اور کارناموں کو بیان کر سکیں۔
13۔ پاکستان کے متنوع خطوں میں قابلِ ذکر صوفیانہ احکامات کے اثر و رسوخ کا تجزیہ کر سکیں تاکہ ان کی تعلیمات میں مشترکہ اصولوں کو اجاگر کیا جا سکے کہ وہ کس طرح پاکستانی معاشرے اور ثقافت میں ایک مربوط روحانی وجود بن گئے ہیں۔
14۔ پاکستان میں تعلیم اور صحت کی صورتِ حال کا جائزہ لے سکیں۔
15۔ تفریحی حصول کے طور پر کھیلوں کی اہمیت کو تسلیم کر سکیں اور پاکستان میں مقبول روایتی، غیر روایتی، قومی اور بین الاقوامی کھیلوں کے پھیلاؤ کا جائزہ لے سکیں۔
16۔ سیاحت کی اہمیت کا تجزیہ کر سکیں اور سیاحت کے لیے پاکستان کے قدرتی اور ثقافتی پُرکشش مقامات کو اجاگر کر سکیں۔

پاکستان میں آبادی کی افزائش اور تقسیم
(Growth and Distribution of Population in Pakistan)

کسی ملک، علاقے یا جگہ پر موجود لوگوں کی تعداد کو آبادی کہتے ہیں۔ اگر آپ کے گھر میں چار افراد رہتے ہیں تو آپ کے گھر کی آبادی چار افراد پر مشتمل ہوگی۔ ایک دیہی علاقے کی آبادی چند سو سے ہزاروں اور ایک شہری علاقے کی آبادی لاکھوں یا کروڑوں افراد پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ آبادی میں بچے، بوڑھے، مرد، خواتین اور مخصوص افراد (Special Persons) سب شامل ہوتے ہیں۔

آبادی میں اضافہ کی شرح (Population Growth Rate)

پاکستان کی آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2023ء کی ڈیجیٹل مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی قریباً 241.5 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہماری آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح قریباً 2.55 فی صد ہے۔ گویا رقبہ وہی ہے مگر ملک کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اسی وجہ سے پاکستان کا شمار دُنیا کے گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان میں اوسطً قریباً 303 افراد فی مربع کلومیٹر پر آباد ہیں۔

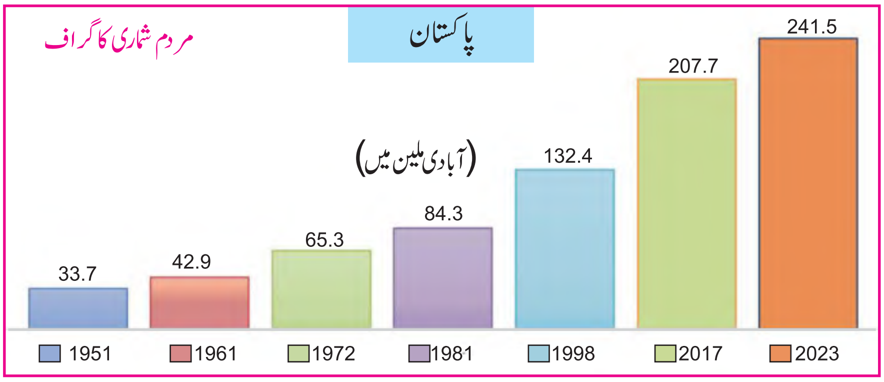

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت (Province Wise Density of Population)

آبادی کے لحاظ سے صوبہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ملک کی آبادی کا قریباً 53 فی صد حصّہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔ 2023ء کی ڈیجیٹل مردم شماری کے مطابق آبادی کی گُنجانیت ذیل کے ٹیبل میں دی گئی ہے:-

نمبر شمار	نام صوبہ/علاقہ	آبادی (قریباً)	رقبہ (مربع کلومیٹر)	گنجانیت (افراد فی مربع کلومیٹر)
-1	پاکستان	241.5 ملین	796,096	303
-2	پنجاب	127 ملین	205,345	622
-3	سندھ	55.6 ملین	140,914	395
-4	خیبر پختونخوا	40.8 ملین	101,741	401
-5	بلوچستان	14.8 ملین	347,190	43
-6	اسلام آباد (وفاقی دارالحکومت)	2.36 ملین	906	2609

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی بناوٹ اور تقسیم
(Rural-Urban Composition and Distribution of Population)

2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں قریباً 93.8 ملین افراد آباد ہیں جب کہ باقی 147.7 ملین افراد دیہی علاقوں میں آباد ہیں۔

شہری آبادی میں دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں بجلی، گیس، سڑکوں، تعلیم، صحت اور تجارتی مراکز وغیرہ کی سہولتیں نہ صرف بہت زیادہ، بلکہ بہتر بھی ہوتی ہیں۔ دیہاتوں میں زندگی کی ان جدید سہولتوں کا فقدان ہے۔ دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیاں اور روزگار کے

مواقع کم ہونے کے باعث لوگ شہروں کا رُخ کر رہے ہیں۔ اس نقل مکانی کی وجہ سے شہری علاقوں میں آبادی بڑھ رہی ہے، جس سے شہروں میں رہائش، روزگار، تعلیم اور صحت وغیرہ کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

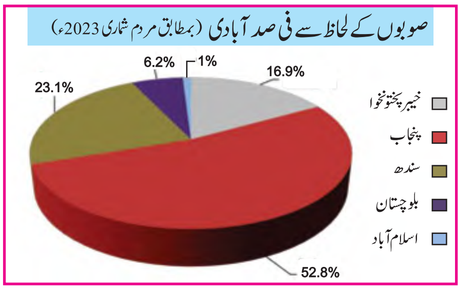

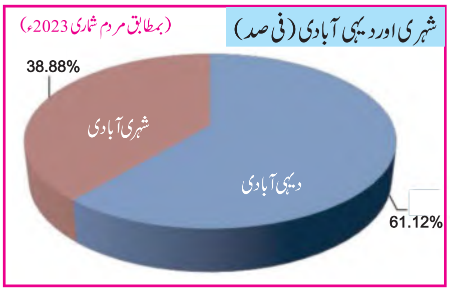

کیا آپ جانتے ہیں؟

با مقصد معاشی منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں مثلاً: کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، تعلیم و تربیت کا معیار اور لوگوں کے مشہور پیشوں وغیرہ کے متعلق جاننا بہت ضروری ہے۔ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کے عمل کو مردم شماری کہتے ہیں۔ برصغیر میں پہلی مردم شماری 1881ء میں ہوئی۔ پاکستان میں پہلی مردم شماری 1951ء جب کہ ساتویں ڈیجیٹل مردم شماری 2023ء میں ہوئی۔

آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کا حل
(Gender Composition, Gender Discrimination and its Related Problems and their Solution)

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ موجودہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51.5 فی صد ہیں، جب کہ خواتین کی تعداد قریباً 48.5 فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقی اور سرگرمیوں میں اضافے کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جا سکتے ہیں۔

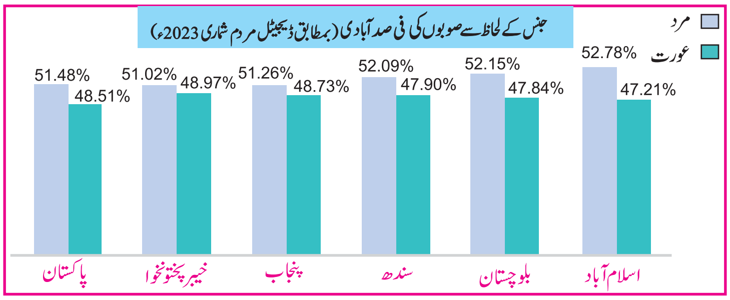

پاکستان میں افرادی قوت کو ہنر مند بنا کر معاشی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس طرح پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔

آج کل خواتین استاد، سرجن، ڈاکٹر، وکیل، انجینئر، فیشن ڈیزائنر، سیاست دان، سول سروس آفیسر، پاک فوج میں پائلٹ اور میڈیا میں اینکر پرسن وغیرہ کے طور پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں۔

سماجی اقدار، رسم ورواج اور روایات کے حوالے سے پاکستانی معاشرے کی نمایاں خصوصیات
(Salient Features of Pakistani Society with Reference to the Social Values, Customs and Traditions)

افراد کا ایسا گروہ جو مشترکہ مفادات کی خاطر اجتماعی زندگی بسر کر رہا ہو معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے میں شامل تمام لوگ مختلف طبقوں اور برادریوں سے تعلق رکھنے کے باوجود باہمی تعلقات استوار کرتے ہیں۔ پاکستانی معاشرہ اپنی مخصوص سماجی اقدار، رسم ورواج اور روایات کے حوالے سے منفرد پہچان رکھتا ہے۔

سماجی اقدار (Social Norms)

پاکستانی سماجی اقدار کی جڑیں اسلامی اصولوں سے وابستہ ہیں، جن میں خاندان، اجتماعیت، انسانیت اور احترام پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ کلیدی سماجی اقدار میں خاندانی عزّت، احترام، مہمان نوازی اور اجتماعیت وغیرہ شامل ہیں۔ یہ اقدار سماجی تعلقات کو تشکیل دیتی ہیں اور روزمرّہ کی زندگی میں راہنمائی کرتی ہیں۔

رسم ورواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستانی معاشرہ مختلف رسم ورواج اور روایات کا حامل ہے جس میں سماجی، ثقافتی اور مذہبی رسومات وغیرہ شامل ہے۔ رسم ورواج اور روایات برتاؤ کے ایسے طریقے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور اس کا حصّہ بن جاتے ہیں مثلاً روایتی لباس، کھانے، کھیل، خوشی وغمی کی تقریبات اور اجتماعات وغیرہ۔

مختلف ثقافتی عناصر کا معاشرے کے اندر ثقافتی تنوّع کے فروغ یا تغیّر کو متاثر کرنا
(Promotion or Change of Cultural Diversity within Society by Different Cultural Elements)

معاشرے میں ثقافتی تنوّع کے فروغ یا تغیّر میں مختلف ثقافتی عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں چند کا کردار ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1- نقل مکانی (Migration)

نقل مکانی نئی زبانوں، روایات اور عقائد کو متعارف کراتی ہے اور ثقافتی منظر نامے کو تقویت بخشتی ہے۔

2- سماجی ڈھانچے (Social Structures)

کام کی جگہیں، تعلیمی ادارے اور سماجی اجتماعات مختلف ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان تعلق کے لیے پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں جس سے مختلف ثقافتوں کا امتزاج ہوتا ہے جو کہ ثقافتی تنوّع کا باعث بنتا ہے۔

3- ٹیکنالوجی (Technology)

انٹرنیٹ کی طرح تکنیکی ترقی بھی ثقافتی معلومات اور خیالات کو تیزی سے پھیلانے میں سہولت فراہم کرتی ہے جس سے ثقافتوں کی ہم آہنگی اور تنوّع دونوں میں مدد ملتی ہے۔

4- عالمی واقعات (Global Events)

بین الاقوامی تقریبات جیسے ثقافتی تہوار، کھیلوں کے مقابلے اور سفارتی تبادلے مختلف ثقافتی گروہوں میں باہمی ربط پیدا کرتے ہیں اور ثقافتی تبدیلی کو ممکنہ طور پر متاثر کرتے ہیں۔

5-ماحولیاتی عوامل (Environmental Factors)

ماحول میں ہونے والی تبدیلیاں جیسا کہ موسمیاتی تبدیلی معاشرے کو نئے طریقے اپنانے پر مجبور کرتی ہے جس کا ثقافتی تنوّع پر اثر پڑ سکتا ہے۔

6- تعلیم (Education)

تعلیمی نظام بعض ثقافتی عناصر یا روایات کو فروغ دینے میں کردار ادا کر سکتا ہے۔

بامعنی معاشرے، کمیونٹی اور ریاست کی تشکیل میں افراد کی اہمیت

(Significance of Individuals in Shaping a Meaningful Society, Community and State)

ایک بامعنی معاشرے، کمیونٹی اور ریاست کی تشکیل میں افراد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ افراد کی اہمیت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1- سماجی اصولوں اور اقدار کی تشکیل (Shaping Social Norms and Values)

افراد اپنی روزمرّہ کی بات چیت اور انتخاب کے ذریعے، سماجی اصولوں اور ثقافتی طریقوں کے بتدریج ارتقا میں اپنا حصّہ ڈالتے ہیں۔ ان کے رویّے اور عقائد معاشرے کے مجموعی اخلاقی منظرنامے کو تشکیل دیتے ہیں۔

2- سماجی تبدیلی اور ترقی کو آگے بڑھانا (Driving Social Change and Progress)

افراد سماجی تحریکوں کا آغاز اور ان کی قیادت کر سکتے ہیں، جیسے کہ شہری حقوق، صنفی مساوات اور ماحولیاتی پائیداری (Sustainable Environment) جو اہم سماجی تبدیلیوں کا باعث بن سکتی ہیں۔

3- برادری اور تعلق کے احساس کو فروغ دینا (Fostering a Sense of Community and Belonging)

افراد باہمی تعلق اور مشترکہ شناخت کے احساس کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کے اقدامات سماجی بندھنوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ دوسروں کے لیے ایک مثبت مثال بننا، ذمّہ دارانہ اور ہمدردانہ رویّے کے ذریعے دوسروں کو ایسے کام کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں جس سے کمیونٹی اور معاشرے کو مزید تقویت ملتی ہے۔

4- معیشت میں حصّہ ڈالنا (Contribution in Economy)

افراد معیشت میں مختلف طریقوں سے حصّہ ڈالتے ہیں مثلاً آمدنی پیدا کرنا، پیسہ خرچ کرنا، ٹیکس ادا کرنا، کاروبار شروع کرنا اور معاشی ترقی کو فروغ دینے والی پالیسیوں کی حمایت کرنا وغیرہ۔ اس طرح وہ معاشرے، کمیونٹی اور ریاست کی تشکیل میں اپنا حصّہ ڈالتے ہیں۔

ملک کے اندر بولی جانے والی مختلف زبانوں اور بولیوں کے قومی اتحاد اور یکجہتی پر اثرات

(Influence of Various Languages and Dialects Spoken within a Country on National Unity and Integration)

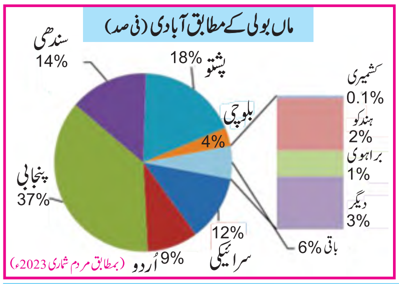

پاکستان کی سالمیت، یکجہتی اور اتحاد کی ایک اہم علامت قومی زبان اردو ہے۔ تحریکِ پاکستان میں دینِ اسلام کے بعد مسلمانانِ برصغیر کے اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ اُردو تھی، یہی وجہ ہے کہ قائدِاعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے قیامِ پاکستان کے فوراً بعد واضح کر دیا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اُردو ہوگی۔

پنجابی، سندھی، بلوچی، براہوی، پشتو، سرائیکی، ہندکو، شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی وغیرہ

پاکستان کی علاقائی زبانیں ہیں۔ یہ زبانیں قومی اتحاد، یکجہتی اور تہذیب وتمدّن پر گہرے اثرات مرتّب کرتی ہیں۔ ہر زبان ایک خاص مزاج رکھتی ہے۔ ملک کے اندر بولی جانے والی مختلف زبانیں اور بولیاں قومی اتحاد اور یکجہتی کی علامت ہیں۔

پاکستان کی ادبی تاریخ میں لوک داستان اور ڈرامے کی ابتدا اور ترقی

(Origin and Development of Folklore and Drama in Literary History of Pakistan)

لوک داستان کی ابتدا اور ترقی (Origin and Development of Folklore)

لوک داستان یا لوک کہانی آباؤ اجداد کی جانب سے چلی آنے والی ایسی داستانیں ہوتی ہیں جن کی عام طور پر کوئی تحریری حیثیت نہ ہو۔ لوک داستان ایسی کہانی ہوتی ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔ لوک داستان زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے جس میں ثقافتی، معاشرتی، فلسفیانہ، مذہبی اور تعلیمی پہلو شامل ہوتے ہیں۔ دنیا کے ہر خطے میں لوک داستان کا وجود لازم ہے۔ برصغیر کی زمین بھی ان کے لیے کافی زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ یہاں بھی ہیر رانجھا، سسی پنوں، سوہنی مہینوال، لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، عمر ماروی، نوری جام تماچی اور گل مکی وغیرہ کی داستانیں اپنے اندر کئی پہلو سموئے ہوئی ہیں۔

پاکستان میں لوک داستان پر مقامی، عربی، فارسی اور ایشیائی زبان و ادب اور ثقافت کے اثرات نمایاں ہیں۔ لوک کہانی میں زبانی روایات، قصے، موسیقی، کہاوتیں اور رسم و رواج کے عناصر شامل ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اسلام کی آمد کے ساتھ اسلامی داستانیں بھی برصغیر کی لوک داستانوں کا حصہ بن گئیں۔

آزادی کے بعد حکومتِ پاکستان نے قومی شناخت کو فروغ دینے کے لیے لوک ثقافت کو فروغ دیا۔ ریڈیو پاکستان اور ٹیلی وژن نے لوک موسیقی کو مقبول بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

افسانوی روایات نے پاکستانی لوک داستانوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر دور میں لوک داستانیں سچائی، بہادری، جرأت اور معاشرے میں طبقاتی تقسیم کی ناچاقیوں کو واضح انداز میں بیان کرتی رہی ہیں۔ قصہ خواں یادوں کو ایک ایسے مخصوص اور جامع انداز میں بیان کرتے ہیں کہ سننے والے حقیقت کا ادراک کر سکیں۔

ڈرامے کی ابتدا اور ترقی (Origin and Development of Drama)

ڈراما ایک اہم ادبی صنف ہے جو کرداروں کے مکالمے، عمل اور منظرکشی کے ذریعے کہانی پیش کرتا ہے۔ یہ نہ صرف ادب بلکہ فنونِ لطیفہ کا بھی اہم حصّہ ہے جس میں تھیٹر، ٹیلی وژن، ریڈیو اور فلم سب شامل ہیں۔ ڈرامے کا بنیادی مقصد انسانی جذبات، سماجی، مسائل اور اخلاقی اقدار کو عوامی سطح پر پیش کرنا ہوتا ہے۔

ساتویں صدی عیسوی سے بارھویں صدی عیسوی تک کے زمانے میں برصغیر پاک و ہند میں ڈرامے کا ارتقا ہوا۔ اس کے بعد برصغیر میں سلطنتِ دہلی سے مغلیہ دورِ حکومت میں ڈرامے نے خوب ترقی کی۔ نواب واجد علی شاہ اختر کو اردو کا پہلا ڈراما نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ امتیاز علی تاج پاکستان سے تعلق رکھنے والے اُردو زبان کے معروف مصنف اور ڈراما نگار تھے۔ کمال احمد رضوی نے اداکاری اور ڈراما نگاری کے نئے رجحانات متعارف کرائے۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی ڈرامے نے مختلف ادوار میں ترقی کی۔ ریڈیو، تھیٹر اور ٹیلی وژن کے ذریعے ڈرامے نے عوامی ثقافت پر گہرا اثر ڈالا۔ 1964ء میں پاکستان ٹیلی وژن کا آغاز ہوا جس نے ڈرامے کو عوامی مقبولیت بخشی۔ معیاری ڈرامے تخلیق ہوئے جن میں سماجی، تاریخی اور اخلاقی موضوعات شامل تھے۔

ممتاز مفتی، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، محمد منشا یاد، حسینہ معین، شوکت صدیقی، نسیم حجازی اور امجد اسلام امجد جیسے کئی دیگر بے شمار لکھاریوں نے ڈرامہ نگاری میں شہرت حاصل کی۔ خدا کی بستی، سونا چاندی، اندھیرا اجالا، شاہین، مَن چلے کا سودا، تنہایاں، وارث، جانگلوس، اَن کہی، ہم سفر اور دھوپ کنارے وغیرہ مقبول ڈرامے لکھے گئے۔

اتحاد اور قومی یکجہتی کا باعث بننے والی علاقائی ثقافتیں
(Regional Cultures That Lead to Unity and National Integration)

1- اتحاد سے مراد متحد ہونا یا ہم آہنگی کی حالت ہے۔ اتحاد کسی معاشرے میں افراد اور گروہوں کے درمیان یکجہتی اور تعاون کے فروغ پر زور دیتا ہے۔ قومی یکجہتی ایک متحد اور ہم آہنگ معاشرے کی تشکیل کے لیے ایک قوم کے اندر مختلف گروہوں کو اکٹھا کرنے کا عمل ہے۔

2- پاکستان کے چاروں صوبوں اور دیگر علاقوں کے باشندوں کے رسم و رواج اور طرزِ بود و باش میں کسی حد تک مماثلت اور فرق موجود ہے لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود ہمارے لوگوں میں مشترکہ ثقافت بھی پروان چڑھ رہی ہے جو اتحاد اور قومی یکجہتی کا باعث بنتی ہے۔

3- پاکستان کی علاقائی ثقافت پر اسلامی اقدار کے نمایاں اثرات ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں مساوات، بھائی چارہ، اخوّت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم و ادب، موسیقی، مصوّری، تعمیرات، خطاطی وغیرہ نے خوب ترقی کی۔ ان شعبوں میں ہمارے آباؤ اجداد کے کارنامے ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان میں رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ، کشمیری، گلگتی، بلتی) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی ہم آہنگی کے احساسات موجود ہیں۔

4- ہمارے مشترکہ ثقافتی ورثہ کا اظہار ہماری علاقائی شاعری اور ادب کی ان اقدار کے ذریعے ہوتا ہے جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوّف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے کلام میں ملتا ہے۔ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ، سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ، رحمان بابا، خوشحال خاں خٹک، گل خاں نصیر، صوفی عبدالرشید اور شیخ نور الدین ولی نے محبّت، الفت اور اخوّت کا پیغام دیا ہے۔

5- ہمارے مقامی ذرائع ابلاغ مشترکہ ثقافتی قدروں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی ورثہ پھلتا پھولتا ہے۔ ان سے اتحاد، قومی یکجہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں اور اتحاد کو فروغ ملتا ہے۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت پر عالمگیریت کے اثرات
(Effects of Globalization on Pakistani Society and Culture)

عالمگیریت (Globalization) نے پاکستانی معاشرے اور ثقافت پر ملے جلے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اچھے اور بُرے دونوں اثرات نمایاں ہیں۔ جہاں اس نے تجارت اور سرمایہ کاری میں اضافہ کے ذریعے معاشی ترقی کی ہے وہیں اس کے نتیجے میں مقامی شناخت اور ثقافتی ہم آہنگی کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ عالمگیریت نے دیہی-شہری تقسیم اور مسابقت میں اضافہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے جس سے روایتی صنعتوں اور روزگار متاثر ہوئے ہیں۔

مثبت اثرات (Positive Impacts)

1- عالمگیریت نے پاکستانی برآمدات کے لیے منڈیوں کو وسعت دی ہے۔غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کیا ہے،ٹیکنالوجی اور علم کی منتقلی میں سہولت فراہم کی ہے۔اس طرح صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوا ہے اور روزگار کے بے شمار مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ صارفین کو اب وسیع اقسام کی اشیا اور خدمات تک زیادہ رسائی حاصل ہے۔

2- عالمگیریت نے پاکستانیوں کو مختلف ثقافتوں سے روشناس کرایا ہے جس کی وجہ سے عالمی اصولوں اور طرزِ زندگی کے بارے میں آگاہی اور سُوجھ بُوجھ میں اضافہ ہوا ہے۔

3- مواصلات اور نقل وحمل کی بہتر ٹیکنالوجیز نے پاکستان کو عالمی برادری سے جوڑ دیا ہے جس سے معلومات کے تبادلے اور اختراع میں آسانی ہورہی ہے۔

منفی اثرات (Negative Impacts)

1- غیر ملکی ثقافتوں اور طرزِ زندگی کی نمائش نے روایتی اقدار اور رسوم ورواج کو متاثر کیا ہے۔غیر ملکی ثقافت، پاکستان کی منفرد ثقافتی شناخت کو کم کررہی ہے۔عالمگیریت، شہری آبادی میں اضافے کی ایک اہم وجہ ہے، جس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں اور مواقع کا ارتکاز شہروں میں زیادہ ہوگیا ہے جب کہ دیہی علاقوں میں تعلیم، صحت اور روزگار جیسی بنیادی سہولیات کم ہیں۔

2 بین الاقوامی برانڈز اور مصنوعات کی بڑھتی ہوئی مسابقت نے روایتی صنعتوں اور کاروبار کو متاثر کیا ہے۔

3- عالمگیریت نے ٹیکنالوجی اور ڈیٹا کے تجزیہ جیسے شعبوں میں خصوصی مہارتوں کی مانگ پیدا کردی ہے۔اگر لوگوں کے پاس ضروری تعلیم اور لازمی فنی تعلیم کی کمی ہے تو ممکنہ طور پر افرادی قوت کا خلا پیدا ہونے کا امکان ہے۔

سماجی حرکیات کے متنوّع پہلو (پاکستان میں خواتین کی حیثیت، جاگیرداری اور قبائلیت)

(Diverse Facets of Social Dynamics-Women's Status, Feudalism and Tribalism in Pakistan)

سماجی حرکیات (Social Dynamics)

فرانسیسی فلسفی اور مصنف آگسٹ کومٹ (Auguste Comet) کے مطابق سماجی حرکیات کا تعلق معاشرے کے بدلتے پہلوؤں یعنی ترقی یا تبدیلی سے ہے۔سماجی حرکیات سے مراد کسی معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے گروہوں کے رویوں کا مطالعہ ہے۔اس میں گروہوں کے ارا کین کے آپس کے انفرادی اور اجتماعی تعلقات کا بھی مطالعہ شامل ہے۔سماجی حرکیات کا شعبہ، سوشیالوجی، نفسیات، معاشیات اور دیگر مضامین کے نظریات سے تعلق رکھتا ہے۔سماجی حرکیات ان لوگوں کے خیالات کو اکٹھا کرتی ہے جو بنیادی طور پر تبدیلیوں پر اثر انداز ہونا چاہتے ہیں یا اپنی بات کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔معاشرے کے افراد اپنی بقا کے لیے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔

تنوّع سے مراد انسانی اختلافات ہیں جو رنگ، نسل، جنس، صنفی شناخت، عمر، سماجی مقام یا جسمانی صلاحیت کی بنا پر ہو سکتے ہیں۔تنوّع کے اہم پہلوؤں (Facets of Diversity) میں اگرچہ صنف اور نسل شامل ہیں لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ تنوّع خصوصیات اور تجربات کی ایک وسیع شکل ہے۔اس میں عمر، تعلیم، سماجی و اقتصادی پس منظر، رجحان اور معذوری وغیرہ شامل ہوسکتی ہے۔متنوّع معاشرے میں رہنے سے ثقافت کا تبادلہ ہوتا ہے۔

1- پاکستان میں خواتین کی حیثیت (Women's Status in Pakistan)

☆ پاکستان میں خواتین کا ایک اہم مقام ہے۔انھیں انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہے۔پاکستان میں خواتین اعلیٰ عہدوں پر

فائز ہیں جن میں وزیر اعظم، سپیکر قومی اسمبلی، قائد حزب اختلاف، وفاقی وزرا، جج اور مسلح افواج میں کمیشن کے عہدے شامل ہیں۔

☆ پاکستانی خواتین کی حیثیت میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں آ رہی ہیں جیسے پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کی شرح میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین کی لیبر فورس میں شرکت بھی اہم ہے۔ زیادہ تر خواتین کھیتی باڑی وغیرہ میں کام کرتی ہیں۔ تاہم تعلیم یافتہ خواتین بینکنگ، انتظامیہ، عدلیہ، تعلیم، میڈیکل، انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی جیسے شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

☆ آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 25 کے تحت مرد و عورت کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ خواتین کے خلاف تشدد کے خلاف قانونی تحفظات موجود ہیں۔ اسلامی قوانین کے تحت خواتین کو وراثت میں حصّہ دینا لازم ہے۔ پاکستان میں قومی اسمبلی، سینٹ، صوبائی اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں میں خواتین کے لیے مخصوص نشستیں مختص ہیں جس سے ان کی سیاسی شرکت بڑھی ہے۔

2- پاکستان میں جاگیردارانہ نظام (Feudalism in Pakistan)

☆ جاگیردارانہ نظام ایک سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کا نام ہے جس میں بڑی زمینیں اور جاگیریں چند لوگوں کے پاس ہیں۔ پاکستان میں اس نظام کی جڑیں برطانوی دور سے پیوستہ ہیں۔ برطانوی حکومت نے مقامی سرداروں اور زمینداروں کو زمینیں عطا کیں تا کہ وہ برطانوی حکومت کی حمایت کریں۔ قیامِ پاکستان کے چند برس بعد سیاسی بصیرت سے زرعی اصلاحات نافذ کی گئیں۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں زرعی اصلاحات نے کسانوں کو فائدہ پہنچایا لیکن ان اصلاحات پر مکمل طور عمل درآمد نہیں ہوا۔

3- پاکستان میں قبائلی نظام (Tribalism in Pakistan)

☆ قبائل سے مراد لوگوں کا ایسا گروہ ہے جو کسی ریاست کے اندر رہتے ہوئے بھی ایک الگ انداز زندگی گزارتے ہوں۔ ان کے اپنے رسم و روایات ہوتی ہیں۔

☆ پاکستان کے قبائلی علاقہ جات یا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات، پاکستان کے چاروں صوبوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے تھے اور یہ وفاق کے زیرِانتظام تھے مئی 2018ء میں ہونے والی پچیسویں آئینی ترمیم کے ذریعے ان علاقوں کی قبائلی حیثیت ختم کر کے ان کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا۔

☆ پاکستان کا فاٹا خطہ (جو کہ اب صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہو چکا ہے) ایک مضبوط، قدامت پسند معاشرہ ہے جہاں قبائلی آج بھی صدیوں پرانے رسم و رواج اور روایات پر قائم ہیں۔ موجودہ دور میں ان کو صوبہ کے دیگر عوام کی طرح تمام سہولتیں مہیا کرنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور لچک کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Inter-Faith Harmony, Tolerance and Resilience Against Terrorism)

☆ بین المذاہب ہم آہنگی قوتِ برداشت کی علامت ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے سیاسی اور معاشی عدم اطمینان کے حالات میں مختلف مذہبی عقائد کے ماننے والوں کے مابین پُرامن بقائے باہمی، امن اور خوش حالی کے لیے آگے بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔

☆ بلاشبہ تمام آسمانی اَدیان (دین کی جمع) نے انسانی معاشرے سے دہشت گردی، شدت پسندی اور تعصّبات کے خاتمے کا درس دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم تک اور ان کے بعد خلافت راشدہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ کرام نے ہمیشہ انسانوں کو آپس میں پیار و محبت، رواداری قائم کرنے، نفرتوں اور تعصّبات کو مٹانے کا پیغام دیا ہے، بلکہ انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا بنیادی ہدف اور مقصد ہی انسانیت کی خدمت اور اسے نیکی کے راستے پر چلانا ہے۔ مسلم، مسیحی، یہودی، ہندو، سکھ، بُدھ مت اور پارسی وغیرہ تمام اَدیان اور مذاہب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول رواداری، پیار و محبت، انسانی ہمدردی کا فروغ اور تعصّبات کا خاتمہ ہے۔

☆ تمام آسمانی اَدیان نے سچائی، خدمت، وفا، ایثار، عجز و انکسار، انسان دوستی غرض تمام انسانی اقدار کو زندہ رکھنے کا درس دیا ہے اور جھوٹ، مکر و فریب، ظلم و ناانصافی، تعصب، حسد و کینہ اور جہالت جیسی صفات اور خواہشات کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ جب تمام اَدیان کے درمیان اس حد تک مشترک باتیں پائی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج انسانی معاشرے میں دہشت گردی، تعصّب، تنگ نظری، ظلم، شدّت پسندی اور انتہا پسندی جیسی برائیاں مسلط ہیں اور انسانی معاشرہ آج ظلم و بربریت، قتل و غارت کی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے۔ اس کا یقیناً کسی دین و مذہب اور مہذب معاشرے سے دور دور کا تعلق نہیں ہے۔

☆ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مذہب اور اعتقاد کا معاملہ ہر انسان کے اپنے ذاتی فیصلے اور اختیار پر مبنی ہے اور اس معاملے میں زور زبردستی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علم و عقل اور عمل کی آزمائش کے لیے بنائی ہے جس کے لیے انسانوں کو عقیدہ و عمل کی آزادی کا حاصل ہونا لازم ہے۔ میثاقِ مدینہ جیسی روشن مثال ہمارے سامنے ہے جب حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم مدینے تشریف لائے اور ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے مختلف اَدیان و مذاہب کے قبائل کے درمیان، جن میں مسلم، یہودی اور مسیحی شامل تھے، ایک امن معاہدہ ''میثاقِ مدینہ'' قائم کیا۔

☆ حکومت اس حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور تمام مکاتبِ فکر کا آپس میں رابطہ ہے، جس کے یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اب اقلیتوں کے تہوار حکومتی سطح پر منعقد کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح رواداری کا یہ کاروان آگے بڑھے گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ وطن عزیز سے نفرتوں کو مٹایا جائے، محبتوں کو عام کیا جائے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے مختلف پروگراموں، کانفرنسوں اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے۔

☆ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے وطنِ عزیز میں بسنے والے ہر پاکستانی کو یہ پیغام دیں کہ وہ رواداری، امن اور ہم آہنگی سے رہے۔ آیئے! اپنے اپنے رنگ و نسل کے خول سے نکلیں اور ایک ہی رنگ اپنائیں اور وہ محبت و امن کا رنگ ہو، اسلام کا رنگ ہو اور پاکستان کا رنگ ہو۔

سماجی درجہ بندی کا تصوّر اور اہم خصوصیات
(Concept and Characteristics of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی (Social Stratification)

سماجی درجہ بندی سے مراد معاشرے کے لوگوں کی دولت، آمدنی، تعلیم، خاندانی پس منظر اور طاقت جیسے عوامل کی بنیاد پر درجہ بندی ہے۔ معاشرے کی درجہ بندی معاشرے کے وسائل کی غیر مساوی تقسیم کی نمائندگی کرتی ہے۔ معاشرہ زیادہ وسائل رکھنے والے لوگوں کو سماجی ڈھانچے کی سطح بندی کے سب سے اوپر کے درجے کے طور پر دیکھتا ہے۔ لوگوں کے دوسرے گروہ کم وسائل کے ساتھ نچلے درجوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سماجی درجہ بندی معاشرے میں رہنے والے افراد کو متاثر کرتی ہے۔

پاکستان میں سماجی درجہ بندی (Social Stratification in Pakistan)

پاکستان میں سماجی درجہ بندی کی وضاحت کے لیے عام طور پر تین سماجی طبقات یعنی اعلیٰ طبقہ، درمیانہ طبقہ اور نچلا طبقہ کی اصطلاحات بیان کی جاتی ہیں۔ مزید برآں رشتہ داری، قبیلہ یا ذات کو سماجی درجہ بندی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں سماجی عدم مساوات (Social inequality in Pakistan)

بدقسمتی سے پاکستان میں سماجی عدم مساوات ہمیشہ سے ایک مسئلہ رہا ہے۔ ہمارا موجودہ معاشرہ، معاشی و معاشرتی عدم مساوات کی وجہ سے مختلف طبقات میں منقسم ہے۔ قیامِ پاکستان کا بڑا مقصد اسلام کے آفاقی اُصولوں کے مطابق ایک ایسے معاشرہ کا قیام تھا جہاں ہر

قسم کی معاشرتی اونچ نیچ سے بالاتر تمام افراد کو مساوی حقوق میسر ہوسکیں۔ پاکستان کا موجودہ آئین بھی اپنے شہریوں کو ہر قسم کی درجہ بندی کے بغیر یکساں طور پر بنیادی حقوق کی فراہمی کی ضمانت دیتا ہے۔ نظریاتی طور پر پاکستان کے تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں، لہٰذا کسی ایسی کلاس/گروہ کا تصوّر نہیں، جو دوسروں کے حقوق کو غصب کرے اور خود کو قانون سے بالاتر سمجھے۔

سماجی درجہ بندی کی خصوصیات (Characteristics of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- سماجی درجہ بندی ایک عالمی رجحان ہے جو مختلف معاشروں میں مختلف شکلوں میں موجود ہے جیسے ذات پات کی سماجی سطح بندی، غلامی کی سطح بندی، اعلیٰ طبقے، متوسط طبقے وغیرہ۔

2- ایک سطحی معاشرہ الگ الگ سماجی طبقات رکھتا ہے۔ سماجی طبقات کی درجہ بندی سماجی یا اقتصادی حوالے سے بھی ہوسکتی ہے۔

3- معاشروں کو طبقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر سطح میں دولت، طاقت اور سماجی حیثیت کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ اس میں فطری طور پر وسائل اور مواقع کی غیر مساوی تقسیم شامل ہے جو زندگی کے امکانات اور طرزِ زندگی کو متاثر کرتی ہے۔

پاکستان کی ثقافت اور معاشرے کی نمایاں خصوصیات
(Salient Features of Pakistan's Culture and Society)

ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، اندازِ رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچی، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔ اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم و رواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔ پاکستان کی ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک وطنِ عزیز کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ و نسل، زبان، امارت و غربت کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا، اس لیے اسلامی ثقافت میں بھائی چارہ، اخوّت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

2- مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمّہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

3- رسوم و رواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملن سار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں مثلاً کسی مسلمان کی وفات پر متوفّی کے گھر تعلق داروں کا جمع ہونا، جنازہ ادا کرنا اور ایصالِ ثواب

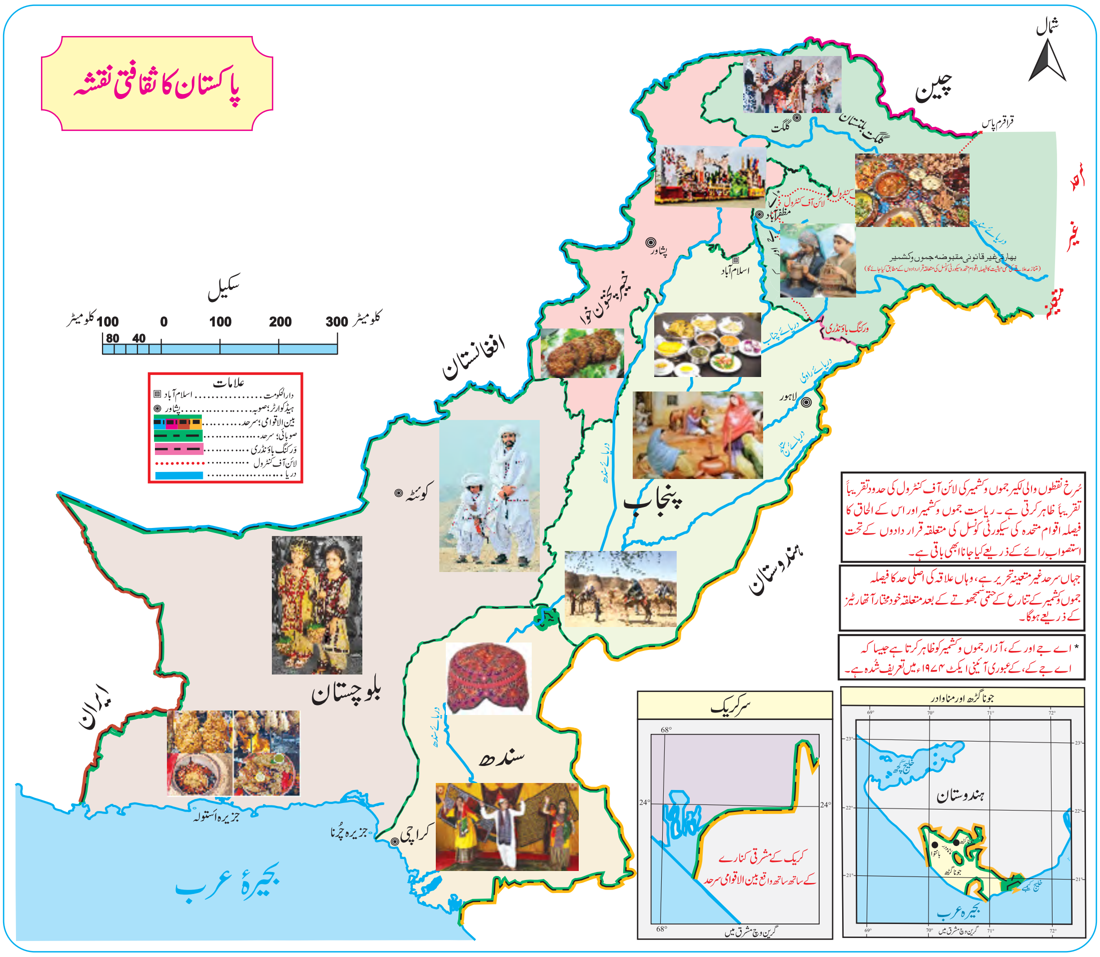

کی محافل وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کرتے ہیں۔

4- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عیدالفطر اور 10 ذوالحجہ کو عید الاضحیٰ پورے مذہبی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہیں۔ دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاوّل کو جشن میلاد النبی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، 27 رجب کو معراج النبی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور 15 شعبان کو شبِ برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 10 محرم کو مسلمان یومِ عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرو نانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، رِدوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

5- لباس اور خوراک (Dress and Food)

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔ پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔ یہ لباس

تھوڑے بہت ردّوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔ واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصّہ ہیں۔ خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹہ، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔ گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک و تازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہیں۔

6- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے موقع پر اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت شاہ عنایت قادری رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت بابا بلھے شاہ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت فریدالدین گنج شکر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت مادھولال حسین شاہؒ (میلا چراغاں)، حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت سچل سرمست رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، شاہ عبداللطیف بھٹائی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت سخی سرور رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت خواجہ غلام فرید رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت سلطان باہو رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

7- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکواش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھرپور حصّہ لیتی ہیں۔ گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

8- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Painting)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی ورثے کی علامات ہیں۔ مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر ہیں۔

9- شعر و ادب (Poetry and Literature)

شعر و ادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوّف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔ م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حبّ الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

10- اہم قومی دن (Important National Days)

ہمارے قومی دن بھی ہماری ثقافت کا اہم حصّہ ہیں۔ 5 فروری کو کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے لیے کشمیر ڈے منایا جاتا ہے۔ 23 مارچ یومِ پاکستان، یکم مئی مزدوروں کا عالمی دن، 14 اگست یومِ آزادی، 6 ستمبر یومِ دفاعِ پاکستان، 9 نومبر یومِ پیدائش علامہ محمد اقبال رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، 25 دسمبر یومِ پیدائش قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ وغیرہ پاکستان کے اہم قومی دن ہیں۔ پاکستان میں رہنے والی مذہبی اقلیتوں کے لوگوں کو بھی ان کے مذہبی اور ثقافتی ایام اور تہوار منانے کی آزادی ہے

قومی تعمیر میں اقلیتوں کا کردار اور کارنامے
(Contribution and Achievements of Minorities in Nation Building)

''کسی بھی معاشرہ میں موجود ایسا گروہ جو اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی نظریات اور طرزِ زندگی کی رُو سے اکثریت کی نسبتاً کم تعداد میں ہو اقلیت کہلاتا ہے۔''

حکومتِ پاکستان نے اقلیتوں کو ہر قسم کی ضروری مراعات اور سہولیات سے نوازا ہے اور وہ یہاں اپنی جان، مال، عزّت و آبرو کو محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔ اقلیتوں نے بھی ہمیشہ ذمہ دار شہری اور محبِّ وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے اور مشکل کی ہر گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ نبھایا ہے۔ قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے بھی غیر مسلموں کو پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ کی ضمانت دی۔ قیامِ پاکستان سے قبل 11۔ اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

''آپ آزاد ہیں، آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ اپنی مساجد اور ریاستِ پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا نسل سے ہو، اس کا ریاست کے معاملات سے ہرگز کوئی واسطہ نہیں۔''

قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنے آخری سانس تک ہمیشہ اس اَمر کا اظہار کیا کہ پاکستان سب کا وطن ہے۔ اس میں مذہبی تفریق ممکن نہیں ہے۔ یہاں سب کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ قائداعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی وفات کے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے بھی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا۔

اقلیتی برادری میں ہندو، مسیحی، سکھ اور پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستانی اقلیتوں نے تعمیرِ پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

- قانون کے شعبے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلیئس کا نام ہمیشہ درخشاں ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔ انھوں نے 1973ء کا آئین مرتّب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کو اسلامی تعلیمات پر عبور حاصل تھا، وہ آٹھ سال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج رہے۔ جسٹس رانا بھگوان داس نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائم مقام چیف جسٹس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئر مین بھی رہے۔ جسٹس دُراب پٹیل اور جسٹس رستم سہراب جی سدھو نے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔
- پاکستان کی مسلح افواج میں بھی اقلیتوں کا کردار نمایاں ہے۔ ریئر ایڈمرل لیسلے، میجر جنرل جولیئن پیٹر، میجر جنرل نوئیل کھوکھر، بریگیڈیئر مارون، سکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی، ایئر کموڈور نذیر لطیف، ایئر وائس مارشل ایرک گورڈن، گروپ کیپٹن سیسل چودھری، ایئر کموڈور بلونت کمار داس نے دفاعِ وطن کے لیے عظیم قربانیاں دیں جن کے اعتراف کے طور پر انھیں فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل سکھ افسر ہیں۔

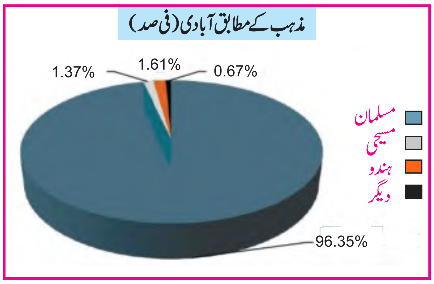

ڈیجیٹل مردم شماری 2023ء

- سیاست کے شعبہ میں اکشے کمار داس، کامنی کمار دتہ، ڈیرک سپرئین، بسانتا کمار داس، کامران مائیکل، کلیمنٹ شہباز بھٹی اور درشن لال مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں جب کہ ڈاکٹر رمیش کمار، کرشنا کماری کوہلی اور قیامِ پاکستان کے بعد منتخب ہونے والے پہلے سکھ ایم پی اے (MPA) سردار رمیش سنگھ اروڑا اور دیگر مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- صحت کے شعبہ میں ڈاکٹر رُوتھ فاؤ نے برص اور جذام کے خاتمے کے لیے اپنی

زندگی وقف کر دی۔ ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی گئی۔ سسٹر روتھ لوئیس نے پچاس سال تک معذوروں کی خدمت کی۔ ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نے شعبۂ بصارت میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

- تعلیم کے شعبہ میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، بشپ انتھنی لوبو، ڈاکٹر میرا فیبلوس، روشن خورشید بھروچہ، پروفیسر کنہیا لال ناگپال وغیرہ نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔
- کھیل کے میدان میں انتھنی ڈیسوزا، مائیکل مسیح، ویلس میتھاس، انیل دلپت اور بہرام ڈی آواری نے پاکستان کا نام روشن کیا۔ الغرض اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ اقلیتی برادری بھی ملکی ترقی میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

رائے بہادر سر گنگا رام (Rai Bahadur Sir Ganga Ram) ایک معروف سول انجینئر تھے جو پنجاب کے ایک گاؤں مانگٹاں والا (موجودہ ضلع ننکانہ صاحب) میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں عجائب گھر، جنرل پوسٹ آفس، ایچی سن کالج اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ ان کے ڈیزائن کردہ ہیں، جب کہ سر گنگا رام ہسپتال، ڈی اے وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز)، سر گنگا رام گرلز سکول (موجودہ لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی)، ادارہ بحالی معذوراں اور دیگر بے شمار فلاحی ادارے انھوں نے اپنے ذاتی خرچ پر قائم کیے۔

رائے بہادر سر گنگا رام

صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے سلسلے (Mystical Orders)

صوفی ازم (تصوّف) عربی زبان کے لفظ صفا سے لیا گیا ہے جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا راستہ تصوّف کہلاتا ہے۔ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے خیالات سے لوگوں میں ایک شعور پیدا ہوا اور انھوں نے ان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ برصغیر میں صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے چار بااثر اور مقبول سلسلوں کا ذیل میں ذکر کیا گیا ہے:

1- سلسلہ چشتیہ (Chishtia Order)

اس سلسلہ کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوا اس کی اصل بنیاد حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتی ہے مگر چشتیہ نام باقاعدہ حضرت ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ (چشت، افغانستان) نے دیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر (ہندوستان) میں اس سلسلے کی بنیاد رکھی۔ ان کی تبلیغ کا مرکز محبت، رواداری اور خدمتِ خلق تھا۔ معاشرے میں میل جول اور بھائی چارے کو فروغ دیا۔ عوام الناس کی اخلاقی تربیت اور ظاہری رسومات سے آزادی کی تلقین کی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (دہلی)، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (پاکپتن)، حضرت نظام الدین اولیاء (دہلی) اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اس سلسلے کے مشہور صوفیائے کرام ہیں۔

2- سلسلہ سہروردیہ (Suhrawardiyya Order)

اس سلسلہ کا آغاز چھٹی صدی ہجری ہوا۔ بانی اوّل حضرت شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کے بانیٔ ثانی و مرتب حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (بغداد) ہیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے کو ملتان اور سرائیکی خطّہ میں عام کیا۔ ان کے ذریعے یہ سلسلہ علما اور صوفیا میں ایک علمی و روحانی تحریک کے طور پر ابھرا۔ تبلیغی، تعلیمی اور اصلاحی خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلہ میں مشہور صوفیا حضرت شیخ جلال الدین تبریزی، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی (ملتان)، حضرت سید جلال الدین بخاری

(اُچ شریف)، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِم اور دیگر بزرگ شامل ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت بہاء الدین زکریا رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ ہی کی نسبت سے ملتان یونیورسٹی کا نام جامعہ بہاؤالدین زکریا رکھا گیا ہے۔

3- سلسلہ قادریہ (Qadiriyya Order)

اس سلسلہ کا آغاز چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ یہ سلسلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ (بغداد، عراق) سے منسوب ہے۔ برصغیر میں اس سلسلہ کو حضرت عبدالقادر ثانی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے متعارف کروایا۔ حضرت میاں میر، حضرت سلطان باہو اور دیگر صوفیائے کرام علیہم الرحمۃ نے اس کی تعلیمات کو پھیلایا۔ اس سلسلہ کا زور عشقِ الٰہی، توکل اور ذکر جہر پر ہے۔ عوام میں دین کی محبت اور عشقِ رسول خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّم کو پھیلایا۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اور دیگر اس سلسلے کے مشہور صوفیا ہیں۔

4- سلسلہ نقشبندیہ (Naqshbandiyya Order)

اس کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ (بخارا، ازبکستان) ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت خواجہ باقی باللہ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے ذریعے ہندوستان آیا، جنھوں نے دہلی میں اس کی بنیاد رکھی۔ ان کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ (شیخ احمد سرہندی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ) نے اس سلسلے کو ایک فکری و تجدیدی تحریک میں بدل دیا۔ یہ سلسلہ علمائے کرام اور صوفیائے کرام رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِم کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنا۔ شریعت کی پاسداری اور سنّت کے اتباع کو روحانیت کا حصہ بنایا۔ اصلاحِ نفس و تزکیۂ نفس اس سلسلہ کی خصوصیات ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اور دیگر اس سلسلہ کے مشہور صوفیا ہیں۔

پاکستان میں تعلیم کی صورتِ حال (Educational Condition in Pakistan)

تعلیم ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقّی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ 25-2024ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی تقریباً 60.6 فی صد ہے۔ معاشی ترقّی کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔ حکومت تعلیم کے شعبے کو بہت اہمیت دے رہی ہے۔ اس ضمن میں اہم اقدامات درج ذیل ہیں:

1- پہلی سے دسویں جماعت تک مفت تعلیم، درسی کتب کی مفت فراہمی اور طلبہ کو وظائف دینا۔

2- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر تشکیلِ نو۔

خواندہ آبادی (فی صد میں) جن کی عمریں 10 سال یا زائد ہیں

(بمطابق ڈیجیٹل مردم شماری 2023ء)

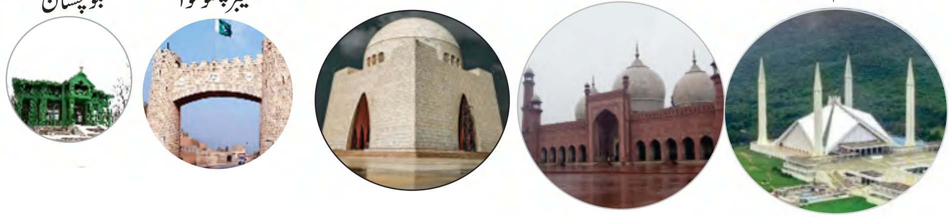

	اسلام آباد	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان
مجموعی	84%	66%	57%	51%	42%
مرد	88%	72%	64%	65%	51%
عورت	79%	60%	50%	37%	33%

3- ٹیکنیکل، پیشہ ورانہ اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے میں تعاون۔
4- سماجی اور معاشی ترقّی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی اقدامات۔
5- اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام۔
6- قومی اور صوبائی سطح پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ (Pakistan's Educational Structure)

پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کو تین مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

1- ابتدائی، پرائمری اور ایلیمنٹری تعلیم (ECCE, Primary and Elementary Education)

جماعت اوّل سے پہلے کی تعلیم کو ابتدائے بچپن کی تعلیم اور نگہداشت (Early Childhood Care and Education-ECCE) کہا جاتا ہے۔ پرائمری تعلیم جماعت اوّل سے پنجم تک ہے، جب کہ ایلیمنٹری (Elementary) تعلیم کا دائرہ کار آٹھویں جماعت تک ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ہر گاؤں میں پرائمری سکول قائم کیے جائیں، تاکہ تمام لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولت میسّر آئے۔

2- ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیم (Secondary and Higher Secondary Education)

ثانوی حصّہ نہم اور دہم جماعت تک ہے جب کہ اعلیٰ ثانوی گیارھویں اور بارھویں جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس، سائنس، فنی تعلیم، کامرس اور دیگر مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نویں سے بارھویں جماعت کے امتحانات ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈز منعقد کراتے ہیں۔

3- یونیورسٹی سطح کی تعلیم (University Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے جس کے لیے ملک میں کئی سرکاری اور نجی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ یونیورسٹیوں کے علاوہ کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی کی تعلیم بی۔ ایس اور ایم۔ ایس وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں پی ایچ ڈی (Ph.D) کی سطح پر تحقیقی تعلیم بھی مہیا کی جاتی ہے۔ میڈیکل اور انجینئرنگ جیسی تعلیم کے لیے طلبہ کو میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ اس طرح قانون، بزنس، زراعت اور دیگر فنی علوم کی تعلیم کے حصول کے لیے پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے بھی قائم ہیں۔

تعلیمی مسائل اور ان کا حل (Educational Problems and Their Solution)

شعبۂ تعلیم میں پاکستان کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:

1- امتحانی نظام (Examination System)

امتحان طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کو جانچنے اور پرکھنے کا نام ہے۔ امتحانات کا نظام ایسا شفاف اور موثر ہونا چاہیے جو حقیقی معنوں میں طلبہ کی ذہنی استعداد اور کارکردگی کو جانچ سکے۔

2- محدود تعلیمی وسائل (Limited Resources for Education)

بدقسمتی سے ماضی میں پاکستان میں تعلیم کو دیگر شعبوں کی نسبت کم اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ تعلیم کے لیے مختص بجٹ بہت کم ہے۔ اس میں اضافہ نہایت ضروری ہے تاکہ تعلیمی اداروں کی تمام ضروریات مثلاً اساتذہ کی کمی، فرنیچر، لیبارٹریز، لائبریریز، بلڈنگ، پینے کا صاف

پانی جیسی ضروریات کو اچھے انداز میں پورا کیا جا سکے اور سکول سے باہر بچوں (Out of School Children) کو دوبارہ سکول لایا جا سکے۔

3-اساتذہ کی کمی (Shortage of Teachers)

پاکستان میں شعبۂ تعلیم اساتذہ کی کمی کا شکار ہے۔ضرورت اس اَمر کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد اور استعدادِ کار کو بڑھایا جائے تاکہ تعلیم کا عمل بہتر طور پر انجام پا سکے۔اس کے علاوہ اساتذہ کی دورانِ ملازمت جدید تقاضوں کے مطابق ٹریننگ بھی ضروری ہے تاکہ وہ جدید تدریسی طریقوں سے آگاہ ہو سکیں۔

4-تدریسی ساز و سامان کی کمی (Lack of Teaching Material)

ہمارے بہت سے سکولوں میں لائبریریاں اور لیبارٹریاں (تجربہ گاہوں) کی کمی ہے اور جن سکولوں اور کالجوں میں یہ سہولیات موجود ہیں، وہ بھی معیاری نہیں ہیں۔اس وجہ سے طلبہ عملی تجربات کرنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔لائبریریوں میں مختلف مضامین کی معیاری کُتب کی کمی کے سبب طلبہ تدریسی کُتب کے علاوہ دیگر کتب سے استفادہ نہیں کر پاتے۔

5-ہم نصابی سرگرمیوں کا فقدان (Lack of Co-curricular Activities)

ہم نصابی سرگرمیاں جیسا کہ کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار ہوتے ہیں۔ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتوں کا فقدان ہے جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز (Suggestions for Solving Educational Problems)

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

- ☆ تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں ہر سال خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔
- ☆ ضرورت کے مطابق پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ، مڈل سکولوں کا ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دیا جائے۔
- ☆ سائنس اور ٹیکنالوجی کے نصاب کی تشکیلِ نو کی جائے۔نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین بھی شامل کیے جائیں۔
- ☆ مکتب/مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں۔ان سکولوں کے اساتذہ کی جدید خطوط پر ٹریننگ کی جائے۔
- ☆ تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

تعلیم اور روزگار کے مواقع
(Education and Employment Opportunities)

تعلیم کا ایک مقصد نوجوانوں کو باعزّت روزگار فراہم کرنا بھی ہے۔تعلیم، پیشہ ورانہ کیریئر، معاشی استحکام اور ذاتی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کرتی ہے۔اچھی تعلیم نہ صرف پڑھنے لکھنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے بلکہ فیصلہ سازی، معاشرتی خدمات اور معاشی ترقی کے مواقع حاصل کرنے میں بھی معاون ہے۔

تعلیم یافتہ افراد دیگر کئی شعبہ جات کے علاوہ درج ذیل محکموں میں بھی ملازمت حاصل کر سکتے ہیں:

1-افواجِ پاکستان (Pakistan Armed Forces)

ایمان، تقویٰ اور جہاد کے مشن کے تحت پاکستان کی مسلح افواج کا بنیادی مقصد بیرونی جارحیت یا جنگ میں ملک کا دفاع کرتے ہوئے قومی سلامتی اور قومی یکجہتی کو یقینی بنانا ہے اور ملکی سرحدوں پر امن و سلامتی کو برقرار رکھتے ہوئے، داخلی و خارجی خطرات سے بھی بچانا

ہے۔مسلح افواج میں باصلاحیت نوجوان پی۔ایم۔اے لانگ کورس کے ذریعے بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ بھرتی ہو کر لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے تک ترقی پا سکتے ہیں۔علاوہ ازیں میڈیکل کور میں بطور ڈاکٹر، انجینئرنگ کور میں بطور انجینئر اور ایجوکیشن کور میں بطور استاد سمیت دیگر کئی شعبہ جات میں بھی شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔پاکستان ایئر فورس میں جنرل ڈیوٹی (پائلٹ)، ایئر ڈیفنس، انجینئرنگ، ایڈمنسٹریشن اور پاکستان نیوی میں کمیشنڈ آفیسر، شارٹ سروس کمیشن آفیسر اور بطور سیلر ملازمت کے مواقع موجود ہیں۔

2-عدلیہ (Judiciary)

عدلیہ ریاست اور حکومتی ڈھانچے کا ایک اہم ستون ہے۔نوجوانوں کے لیے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد، جج اور مجسٹریٹ کے عہدوں پر تعیناتی کے مواقع موجود ہیں۔عدلیہ کے فرائض میں آئین کی تشریح، ظلم وستم کی روک تھام، انصاف کی فراہمی، قانون کا نفاذ اور غیر جانبدارانہ فیصلے کرنا شامل ہے۔

3-سول سروسز (Civil Services)

ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے کے خواہاں باصلاحیت نوجوان سول سروس یعنی اعلیٰ بیوروکریسی کا حصہ بن سکتے ہیں۔پاکستان بھر سے مرد و خواتین امیدوار سول سروس کے مقابلہ جاتی امتحان میں شرکت کرتے ہیں۔سنٹرل سپیریئر سروسز (CSS) کے امتحان میں شرکت کے لیے کسی بھی تعلیمی شعبہ میں گریجوایشن کی ڈگری لازمی ہے۔عمر کی حد 21 سے 30 سال تک ہے۔سول سروسز کو 12 گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ان میں پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، فارن سروس آف پاکستان، پولیس سروس آف پاکستان، پاکستان کسٹمز سروس، اِن لینڈ ریونیو سروس، انفارمیشن گروپ، ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس، آفس مینجمنٹ گروپ، پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس، پوسٹل گروپ، ریلویز اور کامرس اینڈ ٹریڈ گروپ شامل ہیں۔

پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس (PAS) میں پبلک پالیسی، گورننس اور انتظامیہ میں اعلیٰ سطحی امور شامل ہیں۔اس ملازمت میں، اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کمشنر، سیکرٹری اور چیف سیکرٹری تک کے عہدے شامل ہیں جن کا کام نظم ونسق، امن وامان، محصولات، ضروری خدمات (صحت، تعلیم، ریلیف) کی نگرانی اور حکومتی پالیسی کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے۔

پولیس سروس آف پاکستان (PSP) میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس (ASP) سے آئی جی (IG) پولیس تک کے عہدے شامل ہیں۔ان کے فرائض میں قوانین کا نفاذ، امنِ عامہ کا قیام اور جرائم کی تحقیق و تفتیش شامل ہیں۔

فارن سروس آف پاکستان (FSP) میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے سیکرٹری خارجہ تک کے عہدے شامل ہیں۔ان کے فرائض میں بیرونی ممالک سے تعلقات، ملکی مفادات کی نمائندگی، ملکی خارجہ پالیسی کا فروغ، بیرونِ ملک اپنے شہریوں کی دیکھ بھال اور سفارت کاری شامل ہیں۔اسی طرح باقی گروپس بھی مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔

4-پروونشل مینجمنٹ سروسز (Provincial Management Services)

پاکستان میں صوبائی سطح پر پروونشل مینجمنٹ سروسز (PMS) موجود ہے۔اہلیت کے لیے امیدوار کا کم از کم گریجویٹ ہونا ضروری ہے جب کہ عمر کی حد 21 سے 30 سال مقرر ہے۔اس سروس میں شامل ہونے سے مختلف شعبہ جات میں انتظامی عہدوں پر کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔سیکشن آفیسر، اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور سیکرٹری تک کے عہدے شامل ہیں۔ان کے فرائض میں حکومتی پالیسیوں کو ضلعی یا صوبائی سطح پر نافذ کرنا، موثر عوامی خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانا اور گورننس کے معاملات میں مدد کرنا شامل ہے۔

5-محکمہ تعلیم (Education Department)

صوبائی اور وفاقی سطح پر نوجوان سکولوں اور کالجوں میں بطور استاد، لیکچرر اور پروفیسر ملازمت اختیار کر سکتے ہیں۔شعبہ تدریس میں

دلچسپی رکھنے والے افراد کو سولہ سالہ تعلیم یعنی ایم۔اے، ایم ایس سی یا بی۔ایس وغیرہ کے علاوہ پیشہ ورانہ ڈگری کا حامل ہونا چاہیے۔ ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے حامل افراد کسی یونیورسٹی میں پڑھا سکتے ہیں۔

6- محکمہ صحت (Health Department)

محکمہ صحت میں بطور ڈاکٹر، سرجن، ڈینٹسٹ، نرس، فارماسسٹ، دواسازی اور میڈیکل لیب ٹیکنولوجسٹ سے لے کر انتظامی عہدوں تک ملازمت کے مواقع ہیں۔ان کے فرائض میں علاج معالجہ، شہریوں کو طبّی سہولیات فراہم کرنا اور وبائی امراض کی روک تھام شامل ہیں۔

7- انجینئرنگ (Engineering)

انجینئرنگ کا شعبہ نہایت اہم ہے۔نوجوانوں کو سافٹ ویئر، الیکٹریکل، مکینیکل، سول اور کیمیکل انجینئرنگ اور دیگر شعبہ جات میں ملازمت کے مواقع مل سکتے ہیں۔انجینئرنگ اور تکنیکی شعبہ جات میں آلات اور پراجیکٹ کو ڈیزائن کرنا، جانچ کرنا، ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے تکنیکی مہارتوں کو بروئے کار لانا اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے خرابیوں کا سراغ لگانا شامل ہے۔

8- کمپیوٹر/آئی ٹی (Computer / IT)

اس شعبے میں سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ اور ڈیٹا سائنس سے لے کر سائبر سیکیورٹی اور آئی۔ٹی سپورٹ تک کے وسیع مواقع شامل ہیں۔ مصنوعی ذہانت (AI)، مشین لرننگ اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ اس میدان کے نئے رجحانات ہیں جن میں اے۔آئی انجینئر، ڈیٹا سائنٹسٹ اور کلاؤڈ نیٹ ورک انجینئر بننے کے مواقع موجود ہیں۔کمپیوٹر/آئی ٹی کے شعبے میں ٹیکنالوجی کا انتظام اور معاونت، ہارڈ ویئر/سافٹ ویئر کو انسٹال کرنا، نیٹ ورک کے مسائل کو حل کرنا، صارف کو مدد فراہم کرنا، سیکیورٹی کو برقرار رکھنا ڈیٹا بیس کے مسائل حل کرنا اور سافٹ ویئر کی ترقی کو یقینی بنانا شامل ہے۔

9- زراعت (Agriculture)

شعبۂ زراعت میں زرعی کاروبار اور علم و تحقیق کے مواقع شامل ہیں۔لائیو سٹاک، پولٹری اور ماہی پروری جیسے شعبہ جات میں بھی ملازمت کے متعدد مواقع موجود ہیں۔اس کے علاوہ زراعت آفیسر، فارم مینیجر، زرعی ماہر، فوڈ پروسیسنگ اور زرعی سائنس میں ملازمت کے مواقع بھی موجود ہیں۔

10- میڈیا انڈسٹری (Media Industry)

میڈیا انڈسٹری کے مختلف شعبہ جات میں بھی ملازمت کے بہترین مواقع موجود ہیں۔ان میں تخلیقی مواد کی تیاری، ڈیجیٹل مارکیٹنگ، سوشل میڈیا مینجمنٹ، ویڈیو ایڈیٹنگ، گرافک ڈیزائننگ اور صحافت وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ ڈیجیٹل چینلز (سوشل میڈیا، ای میل، ویب) اور دیگر میڈیا کے شعبہ جات میں بھی ملازمت اور ذاتی کاروبار کے مواقع بھی موجود ہیں۔

پاکستان میں صحت کی صورتِ حال (Health Conditions in Pakistan)

پاکستان اکنامک سروے 25-2024ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں صحت کے شعبے میں کل 925 ارب روپے خرچ کیے گئے جو ہماری جی۔ڈی۔پی (G.D.P) کا تقریباً 1 فی صد ہے۔ ہمارے ملک میں اوسط عمر تقریباً 67.6 سال ہے جب کہ ترقی یافتہ ممالک میں اوسط عمر 75 سال سے بھی زائد ہے۔

پاکستان میں گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (Lady Health Visitors) فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پرائمری سطح پر بنیادی صحت کے مراکز (Basic Health Units) اور رورل ہیلتھ سنٹرز (Rural Health Centres) قائم ہیں۔ تحصیل اور ضلع کی سطح پر تحصیل

ہیڈکوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال قائم ہیں ۔ ٹیچنگ ہسپتال ، کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ، مینٹل ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال براہ راست صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں ۔حکومت پاکستان کی طرف سے صحت کی بہتری کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:۔

- ☆ ہسپتالوں کا قیام
- ☆ میڈیکل کالجوں کا قیام
- ☆ پاکستان میں میڈیکل پوسٹ گریجوایشن کی سہولتیں
- ☆ بیماریوں کی روک تھام
- ☆ نیشنل ہیلتھ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
- ☆ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کی ترقّی
- ☆ تدریسی ہسپتالوں میں کمپیوٹر کا بندوبست
- ☆ فیلڈ ہسپتالوں کا قیام

صحت کے شعبے کو درپیش مسائل (Problems in the Health Sector)

پاکستان میں آبادی میں اضافے کی نسبت طبّی وسائل میں اضافہ کم ہے۔طبّی سہولیات کا فقدان، افراطِ آبادی، کثرتِ امراض، حفظانِ صحت کے اصولوں سے ناواقفیت اور غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبۂ صحت کو درپیش ہیں ۔ان مسائل کے حل کے لیے حکومت کو چاہیے کہ شعبۂ صحت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے اور شرح افزائشِ آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی موثر اقدامات کیے جائیں۔

کھیل (Sports)

تفریح ایک فرصت کی سرگرمی ہے۔تفریح کے لیے کچھ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو انسانی حیاتیات اور نفسیات کا ایک لازمی عنصر ہے۔تفریحی سرگرمیاں اکثر لطف اندوزی، تفریح یا خوشی کے لیے کی جاتی ہیں۔

قومی اور بین الاقوامی کھیل

کھیلوں کی اہمیت (Significance of Sports)

(i) کھیل افراد اور معاشرے کے لیے بہت اہم ہیں۔انسانی جسم کو مضبوط بناتے ہیں اور بیماری کے خطرے کو کم کرتے ہیں۔
(ii) کھیل ذہنی تناؤ کو کم کرتے ہیں اور انسانی رویّوں کو بہتر بناتے ہیں۔
(iii) کھیل ٹیم ورک، نظم وضبط اور قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں۔
(iv) کھیل انسان میں خوداعتمادی پیدا کرتے ہیں۔

پاکستان میں مقبول روایتی، غیر روایتی، قومی اور بین الاقوامی کھیلوں کا پھیلاؤ

(Prevalence of Popular Traditional, Non Traditional, National and International Sports in Pakistan)

کھیل پاکستانی ثقافت کا ایک اہم حصّہ ہے۔حالیہ برسوں کے دوران پاکستان میں کھیلوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستانی

مرد اور خواتین کھلاڑی بہت سے قومی اور بین الاقوامی مقابلوں میں حصّہ لے رہے ہیں۔

پاکستان میں مقبول روایتی کھیل (Popular Traditional Sports in Pakistan)

پاکستان روایتی کھیلوں کا ایک بھرپور ورثہ (rich heritage) رکھتا ہے، جس میں ٹیم اسپورٹس (team sports) سے لے کر انفرادی مہارت پر مبنی گیمز (Individual skill-based games) تک متنوع سرگرمیاں شامل ہیں۔ کچھ مشہور روایتی کھیل درج ذیل ہیں:

آنکھ مچولی (Hide and Seek)	کوکلا چھپاکی کھیل (Kokla Chapaki game)
گلی ڈنڈا (Gilli Danda)	کبڈی (Kabaddi)
رسّہ کشی (Tug of War)	نیزہ بازی (Tent Pegging)
سٹاپو (Hopscotch)	کِکلی (Kikli)

غیر روایتی کھیل (Non-Traditional Games)

کوئی کھیل جو عام رسم و رواج یا روایات سے مختلف ہو، وہ غیر روایتی کھیل کہلاتا ہے۔ چند غیر روایتی کھیل درج ذیل ہیں:

کوہ پیمائی (Climbing)	سائیکلنگ (Cycling)
مارشل آرٹس (Martial Arts)	گھڑسواری (Horse Riding)
تیراندازی (Archery)	دوڑ (Racing)
سوئمنگ (Swimming)	باکسنگ (Boxing)

پاکستان میں قومی اور بین الاقوامی کھیل (National and International Sports in Pakistan)

پاکستان میں کھیلوں کا شعبہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہے۔ اگرچہ کرکٹ سب سے مقبول کھیل ہے لیکن ہاکی ہمارا قومی کھیل ہے۔ پاکستان نے مختلف کھیلوں کے بین الاقوامی مقابلوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان میں سے چند کھیل درج ذیل ہیں:

1- ہاکی (Hockey)

ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے۔ پاکستان بین الاقوامی مقابلوں میں سب سے زیادہ کامیاب ٹیموں میں سے ایک رہا ہے جس نے چار مرتبہ ہاکی عالمی کپ جیت رکھا ہے۔ پاکستان کی ہاکی میں بین الاقوامی کامیابیوں کی بھرپور تاریخ ہے جس میں چار ورلڈ کپ ٹائٹلز اور تین اولمپک گولڈ میڈلز شامل ہیں۔

2- کرکٹ (Cricket)

پاکستان میں کرکٹ کی تاریخ 1947ء میں پاکستان کے معرض وجود آنے سے شروع ہوتی ہے۔ کرکٹ پاکستان میں سب سے مقبول کھیل ہے۔ پاکستان 1992ء کا کرکٹ عالمی کپ اور 2009ء میں آئی سی سی ٹی ٹوئنٹی (T20) ورلڈ کپ جیت چکا ہے۔ اس کے علاوہ 2017ء میں آئی سی سی چیمپین ٹرافی بھی جیت چکا ہے۔ یہ کھیل پاکستان میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔

3- فٹ بال (Football)

فٹ بال عالمی سطح پر ایک مقبول ترین کھیل ہے جس کے بین الاقوامی طور پر مقابلے ہوتے ہیں۔ فیفا عالمی کپ (FIFA World Cup)

عالمی سطح پر فٹ بال کا اہم ترین مقابلہ ہے۔ پاکستان کی قومی ٹیم بین الاقوامی مقابلوں میں شرکت کے ساتھ مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔

5- پولو (Polo)

پولو ایک کھیل ہے جو دو ٹیموں کے درمیان گھوڑوں پر بیٹھ کر کھیلا جاتا ہے۔ ہر ٹیم میں چار کھلاڑی ہوتے ہیں۔ یہ کھیل پاکستان میں شمالی علاقوں اور چترال میں بہت شوق سے کھیلا جاتا ہے۔ شندور کے سالانہ میلے میں اس کھیل کا خصوصی طور پر انعقاد ہوتا ہے۔

6- ٹیبل ٹینس (Table Tennis)

پاکستان نے پچاس کی دہائی سے ہی ٹیبل ٹینس کے بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ عارف خاں اور ناز وشکور جیسے کھلاڑیوں نے پاکستان کو کئی عالمی اعزاز دلوائے۔

7- رگبی (Rugby)

پاکستان میں رگبی کا کھیل بھی کھیلا جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان کی مردوں اور خواتین کی رگبی ٹیمیں بین الاقوامی میچز میں حصّہ لیتی رہتی ہیں۔

8- بیڈمنٹن (Badminton)

بیڈمنٹن کا کھیل پاکستان میں کھیلا اور پسند کیا جاتا ہے۔ ملکی سطح پر اس کھیل کے ٹورنامنٹ ہوتے رہتے ہیں۔

9- سنوکر (Snooker)

سنوکر کھیل ایک مستطیل بلیرڈ ٹیبل پر کھیلا جاتا ہے۔ پاکستان کے سنوکر کھلاڑیوں نے انٹرنیشنل مقابلوں میں کئی میڈلز جیتے ہیں۔ پاکستان کے محمد یوسف، محمد آصف، محمد سجاد اور احسن رمضان کئی عالمی ٹورنامنٹس جیت چکے ہیں۔

10- اسکوائش (Squash)

اسکوائش کا شمار مشہور کھیلوں میں ہوتا ہے۔ پاکستان نے عالمی معیار کے اسکواش کھلاڑی پیدا کیے جو کئی سال اس کھیل پر چھائے رہے۔ برٹش اوپن چیمپئن شپ اور ورلڈ چیمپئن شپ میں پاکستانیوں خصوصاً گوگی علاؤالدین، قمر زمان، محب اللہ خان، جہانگیر خان اور جان شیر خان کے حیرت انگیز ریکارڈ ہیں۔

تنقیدی سوچ کے سوالات (Critical Thinking Questions)

(i) کھیل کسی فرد کی جسمانی اور ذہنی تندرستی میں کس طرح کردار ادا کرتے ہیں؟ (ii) کھیلوں کے مقابلے بین الاقوامی امن اور افہام و تفہیم کو کیسے فروغ دیتے ہیں؟ (iii) کھیل قومی تشخص اور حبّ الوطنی میں کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش
(Importance of Tourism and Natural & Cultural Attraction for Tourism in Pakistan)

تفریح (Recreation)، راحت (Relaxation) اور خوشی (Pleasure) کے حصول میں گھر سے دور وقت گزارنے کا عمل سیاحت (Tourism) کہلاتا ہے۔

سیاحت کی اہمیت (Importance of Tourism)

سیاحت پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی اہمیت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

(i) سیاحت میں مختلف شعبوں جیسے رہائش، نقل و حمل، کھانے پینے کی اشیا اور تفریح کے ذریعے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ii) سیاحوں کی آمد سے زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے جس سے قومی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔

(iii) سیاحت پاکستان اور دیگر اقوام کے درمیان ثقافتی تبادلے اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتی ہے

(iv) سیاحت کی ترقی مقامی کمیونٹیز کو فائدہ پہنچا سکتی ہے اور اُن کے معیار زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔

پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش
(Natural and Cultural Attraction for Tourism in Pakistan)

پاکستان ملکی و غیر ملکی سیاحوں کے لیے قدرتی اور ثقافتی پرکشش مقامات کا مرکز ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جہاں وہ تمام عوامل کثرت سے موجود ہیں جو پاکستان کو سیاحت کی جنّت بنا سکتے ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ، سرسبز و شاداب وادیاں، وسیع و عریض میدان، تازہ پانیوں کی قدرتی جھیلیں، تمام مذاہب سے منسلک لوگوں کے مقدّس مقامات، ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے آثار قدیمہ اور طرح طرح کے ثقافتی رنگ دنیا بھر سے سیاحوں کو کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

ایک سیاحتی مقام کا منظر

کلیدی قدرتی پرکشش مقامات میں وادی ہنزہ، وادی سوات، دیوسائی نیشنل پارک گلگت بلتستان اور مری وغیرہ ہیں۔ شمالی علاقہ جات شاندار پہاڑی سلسلوں اور جھیلوں کی وجہ سے سیاحوں کے لیے پرکشش ہیں۔ موہنجوداڑو، ہڑپہ، ٹیکسلا اور لاہور شہر جیسے تاریخی مقامات وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ حکومت سیاحت کی اہمیت و افادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس شعبے کی ترقّی کے لیے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔

سیاحت کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اقدامات (Measures Taken by the Government to Promote Tourism)

حکومت پاکستان سیاحت کو فروغ دینے کے لیے درج ذیل مختلف اقدامات کر رہی ہے:

- ☆ حکومت سیاحتی مقامات سے رابطے کو بہتر بنانے کے لیے پرانی سڑکوں کو اَپ گریڈ اور نئی سڑکیں تعمیر کر رہی ہے۔
- ☆ سیاحوں کی مدد اور مقامی پرکشش مقامات کو فروغ دینے کے لیے کیمپنگ سائٹس اور سہولت مراکز قائم کیے گئے ہیں۔
- ☆ سیاحت کی صنعت کے اسٹیک ہولڈرز کے لیے ڈیجیٹل مارکیٹنگ جیسے شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے آن لائن کورسز تیار کیے جا رہے ہیں۔
- ☆ حکومت بڑے سیاحتی منصوبوں اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔
- ☆ پاکستان نے بہت سے ممالک کے شہریوں کو فاسٹ ٹریک ویزے کی پیشکش کرتے ہوئے سیاحوں کے لیے دوستانہ ویزا نظام متعارف کرایا ہے۔
- ☆ یونیورسٹیاں ہنرمند افرادی قوت تیار کرنے کے لیے ہوٹل مینجمنٹ اور ٹورازم میں مختلف کورسز پیش کر رہی ہیں۔
- ☆ حکومت سیاحوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے سیکورٹی خدشات کو دور کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 2023ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں قریباً افراد آباد ہیں:

(الف) 92.3 ملین (ب) 93.8 ملین (ج) 94.5 ملین (د) 95.4 ملین

(ii) آبادی کے کوائف جاننے کے عمل کو کہتے ہیں:

(الف) نقل مکانی (ب) انتقال اراضی (ج) اشتمال اراضی (د) مردم شماری

(iii) پاکستان نے چار مرتبہ عالمی کپ جیتا:

(الف) کرکٹ (ب) سنوکر

(ج) ہاکی (د) رگبی

(iv) شندور کے سالانہ میلے میں اس کھیل کا خصوصی طور پر انعقاد ہوتا ہے:

(الف) ہاکی (ب) والی بال (ج) بیڈمنٹن (د) پولو

(v) سپریم کورٹ کے جج رہے:

(الف) پیٹر کرسٹی (ب) ڈاکٹر روتھ فاؤ (ج) ولیم ڈی ہارولے (د) بدیع الزمان کیکاؤس

(vi) پاکستان میں پنجابی زبان بولنے والے لوگ ہیں:

(الف) 37 فی صد (ب) 12 فی صد (ج) 15 فی صد (د) 18 فی صد

(vii) پاکستان کی آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح ہے:

(الف) 1.55 فی صد (ب) 2.55 فی صد (ج) 3.55 فی صد (د) 4.55 فی صد

(viii) پنجاب میں آبادی کی گنجانیت ہے:

(الف) 303 افراد فی مربع کلومیٹر (ب) 395 افراد فی مربع کلومیٹر

(ج) 401 افراد فی مربع کلومیٹر (د) 622 افراد فی مربع کلومیٹر

(ix) پاکستان ٹیلی وژن کا آغاز ہوا:

(الف) 1960ء میں (ب) 1962ء میں (ج) 1964ء میں (د) 1966ء میں

(x) قبائلی علاقوں کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا:

(الف) 2014ء میں (ب) 2016ء میں (ج) 2018ء میں (د) 2020ء میں

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) معاشرہ کی تعریف کریں۔

(ii) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟

(iii) سماجی درجہ بندی کی تعریف کریں۔

(iv) مردم شماری سے کیا مراد ہے؟

(v) 2023ء کی ڈیجیٹل مردم شماری کے مطابق پاکستان میں دیہی اور شہری آبادی کا تناسب بتائیں۔

(vi) اقلیتی طبقوں کے کوئی سے دو مذہبی تہواروں کے نام لکھیں۔

(vii) پاکستان کے چار سیاحتی مقامات کے نام تحریر کریں۔

(viii) ہماری زندگی میں کھیل کی کیا اہمیت ہے؟

(ix) پاکستان میں بولی جانے والی پانچ علاقائی زبانوں کے نام لکھیں۔

(x) صنفی امتیاز سے کیا مراد ہے؟

(xi) قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟

(xii) سول سروسز کے کوئی سے چھے گروپس کے نام لکھیں۔

(xiii) صوفیائے کرام کے سلسلوں کے نام تحریر کریں۔

(xiv) سماجی حرکیات کی تعریف کریں۔

(xv) جاگیرداری نظام کی مختصر وضاحت کریں۔

(xvi) پاکستانی معاشرے اور ثقافت پر عالمگیریت کے دو مثبت اثرات لکھیں۔

(xvii) ایک بامعنی معاشرے اور ریاست کی تشکیل کے سلسلے افراد کی کیا اہمیت ہے؟ تین سطروں میں لکھیں۔

(xviii) پاکستان میں کون سے ہسپتال براہ راست صوبائی حکومت کے ماتحت کام کر رہے ہیں؟

(xix) ثقافت سے کیا مراد ہے اور ہماری ثقافت کس کی عکاسی کرتی ہے؟

(xx) پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں قائد اعظم رَحمۃُاللہِ عَلَیہ نے کیا فرمایا؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) قومی تعمیر اور ترقی میں اقلیتوں کا کردار بیان کریں۔

(ii) علاقائی ثقافتیں کیسے قومی یکجہتی کا باعث بنتی ہیں، وضاحت کریں۔

(iii) پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی اہم خصوصیات بیان کریں۔

(iv) پاکستان میں تعلیم کی صورتِ حال بیان کریں۔

(v) سیاحت کی اہمیت بیان کریں اور پاکستان کے قدرتی اور ثقافتی پرکشش مقامات کو اجاگر کریں۔

سرگرمیاں

- پاکستان میں قومی یک جہتی کے موضوع پر تقاریر کا مقابلہ کرائیں۔
- اپنے علاقے کا سروے کر کے معاشرتی مسائل کی فہرست بنائیں۔
- پاکستان کی ثقافت کے متعلق تصاویر اور حقائق پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ سے پاکستان کی ثقافت کے اہم خدوخال کا چارٹ بنوا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کرائیں۔

باب 8

پاکستان میں خواتین کو بااختیار بنانا
(Women Empowerment in Pakistan)

حاصلاتِ تعلّم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق کی مختصر تاریخ بیان کرسکیں۔
2- تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار بیان کرسکیں۔
3- 1947ء سے تا حال قومی ترقی میں خواتین کی خدمات پر بحث کرسکیں۔
4- تشدّد اور خواتین پر تشدّد کی تعریف کرسکیں اور آئینی دفعات کے حوالے سے اس کے معاشرے پر اثرات بیان کرسکیں۔
5- پاکستان میں خواتین پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومت کے اقدامات پر بحث کرسکیں۔
6- خواتین کے تحفظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومت کے اقدامات بیان کرسکیں۔

قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق
(Women's Rights in Islam in the light of Quran and Sunnah)

اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تعلیمات کے مطابق بنیادی حقوق کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام میں جنس کی بنیاد پر عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں ہی اس کی مخلوق ہیں۔ قرآن وحدیث میں کثیر تعداد میں ایسے احکامات موجود ہیں جس سے اسلام میں عورت کے مقام، اہمیت اور اس کے حقوق کا تعین ہوتا ہے چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

(ترجمہ) اے لوگو! اپنے ربّ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان (آدم علیہ السّلام) سے پیدا فرمایا اور اُسی سے اُس کی زوجہ (حوا علیھا السّلام) کو پیدا فرمایا اور پھیلا دیے (زمین پر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 1)

عورت وہ لفظ ہے جو انسان کو عزّت وحرمت سے آگاہ کرتا ہے اور جس کے وجود سے کائنات میں رنگ ہے۔ تمام مذاہب بشمول اسلام ہر قسم کے نسوانی تشدّد کی مذمت کرتے ہیں۔ اسلام نے خواتین کو حکومت، سیاست، قیادت، انتظامات اور مشاورت سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں اہم ذمہ داریاں سونپ دیں۔ اکثر عورتیں اس تصوّر کی بنا پر تشدد کا شکار ہوتی ہیں کہ وہ مَردوں کی نسبت کم تر ہیں۔ بہر حال قرآنِ مجید اس بات کی ترجمانی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مَردوں اور عورتوں کا رتبہ بحیثیت انسان برابر ہے۔

* (اللہ نے فرمایا) بے شک میں ضائع کرنے والا نہیں ہوں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم ایک دوسرے (کی جنس) سے ہو۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر: 195)
* جو شخص بھی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ضرور ہم اسے زندہ رکھیں گے پاکیزہ زندگی کے ساتھ اور ضرور اُنھیں ان کا اجر عطا فرمائیں گے ان کے بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر: 97)

عرب معاشرے میں اسلام کی آمد سے پہلے دورِ جاہلیت میں لڑکی پیدا ہونے پر اسے زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے لڑکی کو رحمت بنایا اور گھر کا سکون بنایا۔ اسلام کا سورج طلوع ہوا تو عورت کو ظلم کے ان اندھیروں سے نجات ملی۔ اسلام نے عورت کو ذلّت سے چھٹکارا دِلا کر عزّت وحُرمت سے نوازا۔ عورت کو زندہ دفنانے کی جاہلانہ رسم ختم ہوئی۔ اسلام نے ہی عورتوں کو مَردوں کے مساوی حقوق دیے اور عورت کی حیثیت مستحکم کی۔

اسلام نے عورت کو مساوی حقوق، عزّت کا تحفظ، وراثت میں حصہ، حق مہر، خلع کا حق، تعلیم و تربیت کا حق، علیحدگی کی صورت میں اولاد رکھنے کا حق، رائے دہی کا حق اور مشاورت کا حق عطا کیا۔ اگر عورت کے پاس ذریعہ روزگار ہو تب بھی اسلام نے یہ نہیں کہا کہ وہ اولاد کی کفالت کرے۔ یہ ذمہ داری والد کی ہے۔ ماں بہن بیٹی اور بیوی کی شکل میں اسلام نے ہر رشتے سے عورت کا ترکے میں حصّہ رکھا ہے۔

اسلام میں عمل اور اجر میں مرد و عورت مساوی ہیں، چناں چہ قرآنِ مجید میں واضح کر دیا گیا کہ:

(ترجمہ) مردوں کے لیے اُس میں سے حصّہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اُس میں سے حصّہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 32)

مزید فرمایا: اور جو نیک اعمال کرے گا (خواہ) وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو وہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے اور اُن پر ایک تل کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر: 124)

قرآنِ مجید کے علاوہ کئی احادیث رسول خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم میں بھی عورتوں کے حقوق و فرائض اور ان کی معاشرے میں اہمیت کا ذکر موجود ہے۔ خود دو جہاں کے محبوب حضور خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: ”جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنّت میں اس طرح داخل ہوں گے، جس طرح میری یہ دو انگلیاں آپس میں قریب ہیں۔“ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1913)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ایک حدیث میں فرمایا: ”عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔“
دوسری جگہ فرمایا: ”تم میں سے کسی کے پاس تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنّت میں ضرور داخل ہوگا۔“ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1911)

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے مزید فرمایا:

”دین آسان ہے، لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، لوگوں کو مشکلات میں مت ڈالو۔“ (صحیح بخاری)

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے عورت کو نہ صرف باوقار بنایا بلکہ اُسے چادر اور چار دیواری کی صورت میں تحفظ بھی عطا کیا۔

حج کے موقع پر صفا و مروہ کے مقام پر، حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی سُنّت کی پیروی کرتے ہوئے سعی کا رُکن ادا کرنے سے اسلام میں خواتین کا مقام و مرتبہ اُجاگر ہوتا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السّلام حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے لیے خوراک اور پانی تلاش کرنے کے لیے صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، آپ علیہا السّلام کا یہ عمل خالقِ کائنات کو اتنا پسند آیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) حج کا رُکن ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مردوں اور عورتوں پر لازم قرار دیا کہ وہ فریضۂ حج کی تکمیل کے لیے حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔

حضور پاک خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جزیرہ نما عرب کی ایک دولت مند خاتون تھیں۔ ان کا مکہ معظّمہ میں ایک تجارتی مرکز تھا جسے وہ خود سنبھالتی تھیں۔ ان کا تجارتی سامان شام جیسے دور دراز ممالک کی منڈیوں تک جاتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاروبار کی کامیابی کو اس طرح دیکھا جاتا ہے کہ جب قبیلہ قریش کے تجارتی قافلے

دوسرے ممالک کو جاتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قافلہ قریش کے سارے قافلوں کے برابر ہوتا تھا۔
بعثتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرتی اصلاحات کے لیے جدوجہد کے سلسلے کا اہم پہلو دنیا اور عرب کے مظلوم اور محکوم طبقات خصوصاً خواتین، خدام اور یتیموں کو بنیادی حقوق مہیا کرنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاریخ اسلام میں خواتین کے کارناموں کی وہ مثالیں ہیں جو ظلم و جبر کے سامنے ثابت قدم رہیں اور مشکل کی گھڑیوں میں مسلم خواتین کی راہنمائی کرتی رہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں بحیثیت انسان، مرد اور عورت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں برابر ہیں۔ ان کو آخرت میں اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا اور جزا دی جائے گی جو انھوں نے اس دنیا میں انجام دیے ہوں گے۔

تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار
(Women's Role in Pakistan Movement)

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح، بیگم مولانا محمد علی جوہر، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، بیگم جہاں آرا شاہنواز، بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم جی اے خاں، بیگم پروفیسر سردار حیدر جعفر، بیگم گیتی آرا، بیگم ہمدم کمال الدین، بیگم فرخ حسین، بیگم زرّیں سرفراز، بیگم شائستہ اکرام اللہ، فاطمہ بیگم، بیگم وقار النّسا نون اور لیڈی نصرت ہارون سمیت متعدد ایسی عظیم خواتین ہیں جنھوں نے برصغیر کی مسلم خواتین میں آزادی کے حصول کا شعور بیدار کرکے انھیں قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں فعال کردار کے لیے منظم کیا۔

قائداعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے قدم بہ قدم ساتھ رہیں اور مسلم خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متحرک ممبر تھیں۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین نے مسلم لیگ کے شعبۂ خواتین کے قیام کے بعد مسلم خواتین کو مسلم لیگ کی رکن بنانے کی مہم میں بھرپور حصّہ لیا۔ مارچ 1940ء میں لاہور میں منعقدہ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے آنے والی سیاسی راہنماؤں کی بیگمات اور خواتین وفود کی میزبانی کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب خواتین مسلم لیگ کی جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئیں۔

سول سیکرٹریٹ پر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے والی فاطمہ صغریٰ تحریکِ پاکستان کی فعال رکن تھیں۔ اس وقت ان کی عمر فقط 14 برس تھی، انھیں حراست میں لیا گیا مگر اس باہمت لڑکی نے ہمت نہ ہاری اور مسلم خواتین کو متحرک کرتی رہی۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ مسلم گرلز فیڈریشن تنظیم کی روحِ رواں تھیں اس زمانے میں نوجوان لڑکیوں کو منظم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر اس دشوار مرحلے پر آپ نے ہمت نہ ہاری اور ہندوستان بھر کی طالبات کو منظم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

بیگم رعنا لیاقت علی خاں پاکستان کی پہلی خاتونِ اوّل، پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم لیاقت علی خاں کی بیگم تھیں۔ اُنھوں نے قیامِ پاکستان کے بعد مہاجرین کی بحالی کے لیے خدمات انجام دیں۔ وہ سندھ کی پہلی خاتون گورنر تھیں۔ آپ نے عورتوں کی ایک تنظیم آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن (اپوا-APWA) قائم کی۔ وہ ہالینڈ اور اٹلی میں پاکستان کی سفیر بھی رہیں۔

تحریکِ پاکستان کی رہنما بیگم مولانا محمد علی جوہر نے اپنی خوشدامن "بی اماں" کے ہمراہ تحریکِ خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ انھوں نے نہ صرف خواتین بلکہ مردوں میں بھی سیاسی شعور بیدار کیا۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے گہرے دوست بیرسٹر شاہ نواز کی اہلیہ تھیں۔ 1930ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئیں۔ پھر دوسری اور تیسری گول میز کانفرنسوں میں بھی خواتین کی نمائندگی کی۔ وہ مسلم خواتین میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ ویمن کمیٹی کی رکن بنیں۔ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں بھی شریک ہوئیں۔

لیڈی نصرت ہارون نے بھی تحریکِ خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ 1925ء میں انھوں نے کراچی میں ''اصلاح الخواتین'' کے نام سے ایک انجمن قائم کی جسے کراچی میں مسلمان خواتین کی پہلی انجمن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مختصراً تحریکِ پاکستان میں خواتین نے بے شمار رکاوٹوں کے باوجود اہم کردار نبھائے۔

قیامِ پاکستان 1947ء سے عہدِ حاضر تک قومی ترقی میں خواتین کی خدمات
(Women's Contribution in National Development From1947 Till Now)

2023ء کی ڈیجیٹل مردم شماری کے مطابق پاکستان کی قریباً نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں اہم ترین حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان میں ہر شعبہ زندگی میں وہ اپنی صلاحیتوں اور کارکردگی کے جھنڈے گاڑ رہی ہیں۔ پاکستان کی خواتین اپنے ملک کی تعمیر و ترقی اور سماجی بہبود کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔ پاکستان میں خواتین قریباً تمام بڑے شعبوں میں مثلاً سیاست، صحت، تعلیم، کھیل، فوج اور میڈیا میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں اور یہ ثابت کر رہی ہیں کہ وہ ملک و قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ باہمت خواتین کامیابیوں اور نئی جہتوں کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح

بیگم نصرت بھٹو

محترمہ فاطمہ جناح (1967ء - 1893ء) تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ بہ شانہ ساتھ رہیں اور انھوں نے مسلم خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ محترمہ فاطمہ جناح صدر ایوب خان کے دورِ حکومت میں 1960ء سے 1967ء تک قائدِ حزبِ اختلاف رہیں۔

1979ء میں جب سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی تو پاکستان کی سابق خاتون اوّل بیگم نصرت بھٹو (2011ء-1929ء) دورِ آمریت میں پاکستانی سیاست کا ایک نمایاں کردار بن کر اُبھریں۔ آپ پاکستان پیپلز پارٹی کی 1979ء سے 1983ء تک چیئرپرسن رہیں۔

محترمہ بے نظیر بھٹو

محترمہ کلثوم نواز

محترمہ بے نظیر بھٹو (2007ء-1953ء) دو مرتبہ پاکستان کی وزیر اعظم رہیں۔ وہ مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم تھیں۔ محترمہ کلثوم نواز (2018ء-1948ء) ایک بہادر خاتون تھیں جنھوں نے آمریت کے دور میں 1999ء سے 2008ء کے دوران جمہوریت کی بحالی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا (1956ء) پاکستان کی وہ پہلی خاتون ہیں جو 2008ء سے 2013ء تک قومی اسمبلی کی سپیکر رہیں۔

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا

محترمہ مریم نواز شریف

محترمہ مریم نواز شریف (1973ء) پنجاب کی پہلی خاتون وزیر اعلیٰ ہیں۔ انھوں نے 2024ء میں پنجاب کی وزیر اعلیٰ کا حلف اٹھایا۔ ان کی حکومت نے پنجاب میں مختلف شعبوں مثلاً صحت، تعلیم، توانائی، زراعت اور انفراسٹرکچر وغیرہ میں

متعدد نئے منصوبوں اور پروگراموں کا آغاز کیا ہے۔

محترمہ بلقیس ایدھی

سماجی شعبے میں محترمہ بلقیس ایدھی (2022ء-1947ء) کئی دہائیوں سے لاکھوں پاکستانیوں کی زندگیوں میں بہتری لانے میں مصروفِ عمل رہیں۔ بلقیس ایدھی نے اپنی پوری زندگی پاکستان کے نہایت پسماندہ، دکھی اور بے سہارا لوگوں کی خدمت میں صرف کردی۔ حکومتِ پاکستان نے بلقیس ایدھی کو ان کی خدمات کے صلے میں تمغائے امتیاز سے نوازا۔

ملک کے بینکوں اور اہم اداروں میں بھی خواتین اپنا بھر پور کردار ادا کر رہی ہیں۔ شمشاد اختر (1954ء) سٹیٹ بینک آف پاکستان کی 2006ء سے 2009ء تک گورنر رہ چکی ہیں۔ انھوں نے 2023ء سے 2024ء تک بطور وزیرِ خزانہ پاکستان بھی فرائض انجام دیے۔

شمشاد اختر

محترمہ نگار جوہر خان

جسٹس عالیہ نیلم

محترمہ نگار جوہر خان (1965ء) افواجِ پاکستان میں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر فائز ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان آرمی میڈیکل کور سے تھا۔ انھوں نے افواجِ پاکستان میں 1985ء سے 2022ء تک خدمات انجام دیں۔ ان کی گراں قدر خدمات کے صلے میں انھیں ہلالِ امتیاز (ملٹری) اور تمغائے امتیاز (ملٹری) سے نوازا گیا۔

خواتین عدالتوں میں بطور وکیل اور جج کے فرائض بھی انجام دے رہی ہیں۔ اس کی نمایاں مثال محترمہ جسٹس عالیہ نیلم (1966ء) ہیں جو 2024ء میں لاہور ہائی کورٹ کی پہلی خاتون چیف جسٹس بنیں۔

ثمینہ بیگ (1990ء) پاکستان کی پہلی خاتون ہیں جو دنیا کی بلند ترین چوٹیاں ماؤنٹ ایورسٹ اور کے۔ ٹو کو سر کر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے دنیا کے سات برِّاعظموں کی سات بلند ترین چوٹیوں کو سر کر کے عزم و ہمت کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔

ثمینہ بیگ

ارفع کریم

پاکستان کی بیٹی ارفع کریم (2012ء-1995ء) نے صرف 9 سال کی عمر میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں اعلیٰ قابلیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں صدارتی تمغہ برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔

تشدّد اور خواتین پر تشدّد کی تعریف
(Definition of Violence and Violence Against Women)

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق تشدّد جسمانی قوت یا جبر کا وہ ارادتاً استعمال ہے، جس میں زخم، موت، نفسیاتی تکلیف یا کسی چیز سے محرومی ممکن ہو۔ خواتین پر تشدّد، صنفی تشدّد کی ایک قسم ہے جس کی بنا پر عورت کے جسمانی، دماغی اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیتوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے مطابق خواتین پر تشدّد وہ عمل ہے جس میں جسمانی، دماغی یا جنسی نقصانات شامل ہیں۔ اس طرح عورت کو اس کی عوامی یا ذاتی زندگی میں دھمکی آمیز باتوں اور جبر سے آزادی کی نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

آئینی دفعات کے حوالے سے تشدّد کے معاشرے پر اثرات
(Violence Impacts Upon Pakistan's Society with reference to Constitutional Provisions)

دنیا کے دیگر حصّوں کی طرح پاکستان میں بھی خواتین تشدّد کا شکار ہوتی ہیں۔ پاکستان میں خواتین پر مختلف طریقوں سے تشدّد کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قتل، ہراساں کرنا، تیزاب پھینکنا، گھریلو تشدّد اور تسلی بخش جہیز نہ لانے پر سسرال کی طرف سے تشدّد وغیرہ۔ تشدّد نہ صرف جسمانی ہوتا ہے بلکہ یہ جذباتی اور معاشی تنگی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پاکستان کا موجودہ آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ خواتین کسی صورت میں بھی تشدّد کا شکار ہوں۔ تشدّد کے معاشرے پر ناخوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاشرہ بے چینی اور بدامنی کا شکار ہوسکتا ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے افراد کے حقوق چھینے جاسکتے ہیں۔ معاشرے میں تشدّد کے بڑھنے سے لوگ عدمِ مساوات اور عدمِ تحفظ کا شکار ہوسکتے ہیں۔

خواتین پر تشدّد کے بارے میں عام تصوّرات
(Common Ideas About Violence Against Women)

تشدّد کی درج ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

1- معاشرے نے اس کو بالعموم مشترکہ عمل سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔
2- مجرموں کے خلاف سزا پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔
3- معاشرے میں عدمِ مساوات اور برابری کا نہ ہونا۔
4- اسلام میں خواتین کو جو حقوق دیے گئے ہیں، ان سے خواتین واقف نہیں ہوتیں۔

پاکستان میں خواتین پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی سطح پر اقدامات
(Government's Efforts to Address the Issues of Violence Against Women in Pakistan)

مملکت خدادادِ پاکستان کا وجود نفاذِ اسلام کے لیے عمل میں لایا گیا یہاں عورتوں پر تشدّد اور ان کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے قرآن وسنّت کی روشنی میں کئی قوانین تشکیل دیے گئے ہیں۔ ان میں عائلی قوانین 1961ء کے بعض قوانین جو کہ قرآن وسنّت کے مطابق ہیں ان سے حقوقِ نسواں کو تحفّظ حاصل ہوا ہے۔ عورتوں پر مظالم اور ان کے حقوق غصب کرنے سے متعلق اسمبلی اور سینٹ نے ترمیمی بل بھی منظور کیا ہے۔ پاکستان میں عورتوں پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی اقدامات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015ء (Punjab Marriage Restraint Act, 2015)

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا رواج عام ہے۔ پنجاب میں شادی کی قانونی عمر لڑکیوں کے لیے 16 سال اور لڑکوں کے لیے 18 سال مقرر ہے۔ پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے 2015ء میں شادی ایکٹ میں ترمیم کی ہے کہ اگر والدین، نکاح رجسٹرار یا یونین کونسل کا عملہ 16 سال سے کم عمر لڑکیوں اور 18 سال سے کم عمر لڑکوں کی شادی کرواتا ہے، تو انھیں قید اور بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

حکومتِ پنجاب کا تحفظِ نسواں ایکٹ 2016ء

(The Punjab Protection of Women Against Violence Act, 2016)

خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 24 فروری 2016ء میں پنجاب حکومت نے ''پنجاب تحفظِ نسواں ایکٹ'' منظور کیا۔ یہ ایکٹ ان خواتین کو انصاف، تحفظ اور امداد مہیا کرتا ہے جو تشدّد کا شکار ہوتی ہیں۔ یہ ایکٹ تشدّد زدہ متاثرہ خواتین کو مختلف جرائم سے تحفظ دے کر انصاف فراہم کرتا ہے، جیسے تشدّد کے اظہار، گھریلو بدسلوکی، جذباتی اور نفسیاتی بے ہودگی، معاشی تنگی، پیچھا کرنا اور سائبر کرائمز وغیرہ۔

خواتین کے تحفّظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومتی کردار

(Government's Efforts Regarding Women's Protection and Women's Empowerment)

پاکستان میں بہت سی خواتین تشدّد کے خلاف آواز نہیں اٹھاتیں کیونکہ انھیں ناانصافی کے خلاف کوئی معاشرتی امداد میسر نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے صوبائی حکومت نے صوبے میں ضلعی سطح پر "انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین" قائم کیے ہیں۔ یہ مراکز صبح سے شام تک کھلے رہتے ہیں اور وہاں کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین کے تحفظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومت نے درج ذیل اقدامات کیے ہیں:

1- ضلعی سطح پر قائم انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین میں تشدّد سے متاثرہ خواتین کو پولیس تک رسائی حاصل ہے۔

2- تشدّد سے متاثرہ خاتون کے پسماندگان کو ضرورت پڑنے پر طبّی، قانونی اور نفسیاتی امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو پناہ گاہیں بھی میسر ہیں۔

3- اگر کسی مرکز میں انھیں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ محافظ ٹیموں سے رابطہ کر سکتی ہیں، جن کے سربراہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز (District Women Protection Officer-DWPO) ہیں۔

4- خواتین ہی ضلعی تحفظِ خواتین کمیٹیوں (District Women Protection Committees-DWPC) کا حصّہ ہیں جو خواتین کو تشدّد سے بچانے کے لیے کسی جگہ بھی داخل ہو سکتی ہیں۔

5- متاثرہ خواتین اگر مرکز نہیں آ سکتیں تو ان کے لیے ٹال فری نمبر قائم کیے گئے ہیں تاکہ وہ فون کے ذریعے معلومات اور امداد حاصل کر سکیں۔ یہ ٹال فری نمبر پہلے سے قائم شدہ ٹال فری نمبر 1043 کے علاوہ ہے، جہاں خواتین تشدّد کے خلاف شکایات کر سکتی ہیں۔ ہر عورت اپنے موبائل فون یا لینڈ لائن نمبر سے ہیلپ لائن (Helpline) کو کال کر سکتی ہیں۔ ہیلپ لائن آپریٹرز خواتین کی شکایات کے اندراج کی معلومات وغیرہ فراہم کرتے ہیں اور ان کا رابطہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز یا مقامی پولیس سٹیشن اور دیگر ضلعی حکومتی حکام سے کرواتے ہیں۔ ایس ایم ایس (SMS) نمبر 8787 کے ذریعے بھی پولیس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق تمام انسانوں کو آزادانہ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے تاکہ وہ معاشرے کے آزاد اور برابر کے شہری بن سکیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے آفاقی منشور 1948ء میں مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کی بات کی گئی۔ 1979ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کی تمام اقسام کے خاتمے کے کنونشن (Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women) کو منظور کیا گیا۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) عرب معاشرے میں اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں لڑکی کو:

(الف) جلا دیتے تھے (ب) وَنی کر دیتے تھے (ج) زندہ دفن کرتے تھے (د) عزّت دیتے تھے

(ii) اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تعلیمات کے مطابق بنیادی حقوق کے لحاظ سے برابر ہیں:

(الف) سب عورتیں (ب) تمام افراد

(ج) سب بچے (د) سب انسان

(iii) قائداعظم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِ کے شانہ بشانہ تحریکِ پاکستان میں شامل رہیں:

(الف) بیگم فرخ حسین (ب) محترمہ فاطمہ جناح (ج) بیگم مولانا محمد علی جوہر (د) لیڈی نصرت ہارون

(iv) سماجی خدمات کے حوالے سے مشہور ہیں:

(الف) محترمہ بلقیس ایدھی (ب) ڈاکٹر فہمیدہ مرزا (ج) محترمہ ثمینہ بیگ (د) محترمہ شمشاد اختر

(v) پنجاب میں لڑکیوں کی شادی کی قانونی عمر ہے:

(الف) 14 سال (ب) 16 سال (ج) 18 سال (د) 20 سال

(vi) خواتین تشدّد کے خلاف کس نمبر پر شکایات کر سکتی ہیں:

(الف) 1016 (ب) 1030 (ج) 1043 (د) 1085

(vii) پنجاب حکومت نے ''پنجاب تحفظِ نسواں ایکٹ'' منظور کیا:

(الف) 24 جنوری 2010ء (ب) 16 فروری 2015ء (ج) 24 فروری 2016ء (د) 15 ستمبر 2017ء

(viii) حج کے موقع پر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا سنّت ہے:

(الف) حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی (ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی

(ج) حضرت ہاجرہ علیھا السلام کی (د) حضرت حوا علیھا السلام کی

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(i) قرآن کریم کی ایک آیت کی روشنی میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک حدیث کی روشنی میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔

(iii) تحریکِ پاکستان میں شامل چار خواتین کے نام لکھیں۔

(iv) سول سیکرٹریٹ پر مسلم لیگ کا جھنڈا کس نے لہرایا؟

(v) لیفٹیننٹ جنرل نگار جوہر خان کا تعلق پاک فوج کی کس کور سے تھا؟
(vi) پنجاب کی موجودہ وزیرِ اعلیٰ کون ہیں؟
(vii) ارفع کریم کس شعبے میں مہارت رکھتی تھیں؟
(viii) خواتین پر تشدّد سے کیا مراد ہے؟
(ix) پنجاب میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کی قانونی عمر کیا ہے؟
(x) محترمہ کلثوم نواز کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
(xi) خواتین کے تحفّظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومتِ پنجاب کے کوئی سے دو اقدامات تحریر کریں۔
(xii) خواتین پر تشدّد کی کوئی سی دو وجوہات تحریر کریں۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات دیں۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔
(ii) تحریکِ پاکستان میں خواتین کے کردار پر بحث کریں۔
(iii) پاکستان کی ترقی میں خواتین کے کردار کا تجزیہ کریں۔
(iv) آئینی دفعات کے حوالے سے خواتین پر تشدّد کے معاشرے پر اثرات بیان کریں۔
(v) پاکستان میں خواتین پر تشدّد کے خاتمے کے لیے حکومتی اقدامات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں

- پاکستان میں خواتین کو حاصل حقوق کے حوالے سے طلبہ سے چارٹ تیار کروائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

- طلبہ سے خواتین پر تشدّد سے بچاؤ کے موضوع پر بحث کروائیں۔

امتحانی پرچہ مطالعۂ پاکستان (لازمی) برائے جماعت دہم کی تیاری

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم کا سالانہ پرچہ 100 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو تین گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔
یہ پرچہ تین اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تقسیم (Pairing Scheme) حسب ذیل ہے:

حصّہ اوّل	کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر 20
حصّہ دوم	مختصر سوالات	کل نمبر 50
حصّہ سوم	تفصیلی سوالات	کل نمبر 30

مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم کے مندرجہ بالا تینوں حصّوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

حصّہ اوّل	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر 20	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں جس کی تقسیم حسب ذیل ہے: کثیر الانتخابی سوالات باب اوّل، باب دوم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہشتم میں سے دو دو سوالات، باب چہارم اور باب ہفتم میں سے تین تین سوالات اور باب سوم میں سے چار کثیر الانتخابی سوالات بنائے جائیں۔
حصّہ دوم	سوال نمبر 2: مختصر جوابی سوالات	کل نمبر 16	اس حصّے میں کل بارہ (12) مختصر جوابی سوالات بنائے جائیں جن میں سے کوئی سے آٹھ (8) سوالات کے مختصر جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصّے کے سوالات باب اوّل، باب دوم اور باب ششم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔
	سوال نمبر 3: مختصر جوابی سوالات	کل نمبر 16	اس حصّے میں کل بارہ (12) مختصر جوابی سوالات بنائے جائیں جن میں سے کوئی سے آٹھ (8) سوالات کے مختصر جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصّے کے سوالات باب چہارم اور باب ہفتم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔
	سوال نمبر 4: مختصر جوابی سوالات	کل نمبر 18	اس حصّے میں کل تیرہ (13) مختصر جوابی سوالات بنائے جائیں جن میں سے کوئی سے نو (9) سوالات کے مختصر جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصّے کے سوالات باب سوم، باب پنجم اور باب ہشتم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔

حصّہ سوم	سوال نمبر 5: مفصّل جوابی سوالات	کل نمبر 30	کتاب کی مشقوں میں دیے گئے مفصّل جوابی سوالات میں سے ہی پانچ (5) سوالات دیے جائیں اور ان میں سے کوئی سے تین سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب دس (10) نمبر پر مشتمل ہوگا۔ ان پانچ (5) سوالوں کے لیے اجزا کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: (i) پہلا جز باب اوّل یا باب دوم سے لیا جائے۔ (ii) دوسرا جز باب سوم سے لیا جائے۔ (iii) تیسرا جز باب چہارم سے لیا جائے۔ (iv) چوتھا جز باب پنجم یا باب ششم سے لیا جائے۔ (v) پانچواں جز باب ہفتم یا باب ہشتم سے لیا جائے۔

ماڈل پرچہ مطالعۂ پاکستان برائے جماعت دہم

وقت: 3 گھنٹے | کل نمبر: 100

حصّہ اوّل (کثیر الانتخابی سوالات)

سوال 1: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ جوابی کاپی پہ درست جواب کے مطابق متعلقہ دائرے کو مارکر یا پین سے بھر دیں۔ (20 = 1 × 20) نمبر

(i) بنارس میں اُردو۔ہندی تنازع پیدا ہوا:
(الف) 1863ء میں (ب) 1865ء میں (ج) 1867ء میں (د) 1869ء میں

(ii) 1206ء میں سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی:
(الف) محمود غزنوی نے (ب) شہاب الدین غوری نے (ج) قطب الدین ایبک نے (د) ظہیر الدین بابر نے

(iii) علما نے برصغیر کو قرار دیا:
(الف) دارالحرب (ب) دارالسّلام (ج) دارالامان (د) دارالسلطنت

(iv) 1938ء میں محمد علی جناح کو قائداعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے لقب سے نوازا گیا:
(الف) دہلی میں (ب) لاہور میں (ج) ممبئی میں (د) پٹنہ میں

(v) سارک تنظیم کا قیام عمل میں آیا:
(الف) 1980ء میں (ب) 1985ء میں (ج) 1990ء میں (د) 2005ء میں

(vi) سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کی تعداد ہے:
(الف) چار (ب) پانچ (ج) چھ (د) سات

(vii) ایک مشینی آلہ ہے جسے راکٹ کے ذریعے زمین کے مدار میں چھوڑا جاتا ہے:
(الف) سیٹلائیٹ (ب) فیکس مشین (ج) سکیورٹی ٹول (د) وائرلیس ٹول

(viii) پاکستان اکنامک سروے 25-2024ء کے مطابق گندم کی پیداوار ہے:
(الف) 26 ملین ٹن (ب) 29 ملین ٹن (ج) 33 ملین ٹن (د) 36 ملین ٹن

(ix) حج کے موقع پر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا سنّت ہے:

(الف) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی　　(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی

(ج) حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کی　　(د) حضرت حوا علیہا السّلام کی

(x) 1925ء میں کراچی میں اصلاح الخواتین کے نام سے ایک انجمن قائم کی:

(الف) لیڈی نصرت ہارون نے　　(ب) بیگم رعنا لیاقت علی خان نے

(ج) محترمہ فاطمہ جناح نے　　(د) بیگم شائستہ اکرام اللہ نے

(xi) پاکستان میں مخروطی جنگلات زیادہ تر پائے جاتے ہیں:

(الف) پہاڑی علاقے میں　　(ب) ریگستانی علاقے میں

(ج) دلدلی علاقے میں　　(د) میدانی علاقے میں

(xii) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 2006ء میں　(ب) 2007ء میں　(ج) 2008ء میں　(د) 2009ء میں

(xiii) شاہراہ ریشم پاکستان کو چین سے ملاتی ہے:

(الف) درہ گومل کے ذریعے　(ب) درہ ٹوچی کے ذریعے　(ج) درہ خیبر کے ذریعے　(د) درہ خنجراب کے ذریعے

(xiv) شندور کے سالانہ میلے میں اس کھیل کا خصوصی طور پر انعقاد ہوتا ہے:

(الف) ہاکی　(ب) والی بال　(ج) بیڈمنٹن　(د) پولو

(xv) ہمارے ملک میں اوسط عمر قریباً ہے:

(الف) 67.5 سال　(ب) 67.6 سال　(ج) 67.7 سال　(د) 67.8 سال

(xvi) ملک کی آبادی کا قریباً فی صد حصہ پنجاب میں رہتا ہے:

(الف) 51 فی صد　(ب) 52 فی صد　(ج) 53 فی صد　(د) 54 فی صد

(xvii) قراردادِ مقاصد منظور ہوئی:

(الف) 1930ء میں　(ب) 1940ء میں　(ج) 1946ء میں　(د) 1949ء میں

(xviii) پاکستان اور بھارت کے درمیان کارگل کے مقام پر جنگ ہوئی:

(الف) 1998ء میں　(ب) 1999ء میں　(ج) 2008ء میں　(د) 2009ء میں

(xix) میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے دس سالہ تعلیمی منصوبہ کا اعلان کیا:

(الف) 1992ء میں　(ب) 1993ء میں　(ج) 1997ء میں　(د) 1998ء میں

(xx) پاکستان کے پہلے اور واحد سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے:

(الف) ایوب خان　(ب) یحییٰ خان　(ج) ذوالفقار علی بھٹو　(د) پرویز مشرف

حصّہ دوم (مختصر سوالات)

سوال 2: درج ذیل میں سے آٹھ سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ (16=2×8) نمبر

(i) نظریۂ پاکستان سے کیا مراد ہے؟　　(ii) عقیدۂ رسالت کی تعریف کریں۔

(iii) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اقلیتوں کے بارے میں کیا فرمایا؟　　(iv) تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد تحریر کریں۔

(v) تحریکِ ہجرت کا سبب کیا تھا؟
(vi) شملہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟
(vii) کابینہ مشن کے مقاصد کیا تھے؟
(viii) قانون آزادیِ ہند کیا تھا؟
(ix) ربیع اور خریف کی اہم فصلوں کے نام لکھیں۔
(x) پاکستان میں سیاحت کو درپیش مسائل کون سے ہیں؟
(xi) ماہی گیری سے کیا مراد ہے؟
(xii) ٹیلی کمیونیکیشنز کی تعریف کریں۔

سوال 3: درج ذیل میں سے آٹھ سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ (8×2=16) نمبر

(i) پاکستان کا محلِ وقوع بیان کریں۔
(ii) پاکستان میں سیلاب کیوں آتے ہیں؟
(iii) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا کردار مختصراً بیان کریں۔
(iv) گلوبل وارمنگ سے کیا مراد ہے؟ اس کی بنیادی وجہ تحریر کریں۔
(v) مردم شماری سے کیا مراد ہے؟
(vi) جنگلات کو متاثر کرنے والے تین عوامل بیان کریں۔
(vii) اقلیتی طبقوں کے کوئی سے دو مذہبی تہواروں کے نام لکھیں۔
(viii) جاگیرداری نظام کی مختصر وضاحت کریں۔
(ix) معاشرہ کی تعریف کریں۔
(x) قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟
(xi) صوفیائے کرامؒ کے سلسلوں کے نام تحریر کریں۔
(xii) سول سروسز کے کوئی سے چھ گروپس کے نام لکھیں۔

سوال 4: درج ذیل میں سے نَو سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ (9×2=18) نمبر

(i) یومِ تکبیر سے کیا مراد ہے؟
(ii) 1956ء کا آئین کیسے منسوخ ہوا؟
(iii) دوسری آئینی ترمیم کیا تھی؟
(iv) آئین سے کیا مراد ہے؟
(v) پاکستان کی آئینی تاریخ میں وَن یونٹ سے کیا مراد ہے؟
(vi) آپریشن بنیان المرصوص کا پس منظر تحریر کریں۔
(vii) خارجہ پالیسی کی تعریف کریں۔
(viii) اقتصادی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے نام لکھیں۔
(ix) سلامتی کونسل میں ویٹو سے کیا مُراد ہے؟
(x) پنجاب کی موجودہ وزیرِ اعلیٰ کون ہیں؟
(xi) لیفٹیننٹ جنرل نگار جوہر خان کا تعلق پاک فوج کی کس کور سے تھا؟
(xii) خواتین پر تشدد سے کیا مراد ہے؟
(xiii) تحریکِ پاکستان میں شامل چار خواتین کے نام لکھیں۔

حصّہ سوم (تفصیلی سوالات)

سوال 5: درج ذیل میں سے تین سوالات کے تفصیلی جوابات دیں۔ (10×3=30) نمبر

(i) نظریۂ پاکستان کے بنیادی اجزا کا تجزیہ کریں۔
(ii) میاں محمد نواز شریف کے ادوارِ حکومت میں اقتصادی ترقی کے لیے کی گئی کوششوں اور اقدامات کا جائزہ لیں۔
(iii) موسمیاتی تبدیلی پاکستان میں کیسے مختلف قدرتی آفات کا باعث بن رہی ہے؟ وضاحت کریں۔
(iv) پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اہمیت بیان کریں۔
(v) قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلام میں خواتین کے حقوق بیان کریں۔